جملہ حقوق محفوظ

ذرۂ عظیم

یعنی

تعلیم جدید کے الحادی اثر کا ایک عبرتناک قصّہ

از

محترمہ مسز واٹل صاحبہ بنت راجا نرندرناتھ صاحب ایم۔ اے

سنہ ۱۹۳۰ء

دارالاشاعت پنجاب لاہور

بار سوم

T.T.F
No:....2

ننھا لائنل

انگلستان میں سمندر کے کنارے ایک چھوٹے مگر نہایت سرسبز و خوب صورت گاؤں میں ایک شام کو کہ باد و باراں کے سخت طوفان کے بعد آسمان صاف ہو گیا تھا۔ کالے کالے بادلوں کے وہ مُہیب دل جو تھوڑی دیر پہلے سر پھوڑ پھوڑ کر لڑ رہے تھے۔ اب علیٰحدہ ہو گئے تھے۔ اور دور مغرب کی طرف آفتاب کی دُھندلی زرد روشنی کی جھلک کہیں کہیں نظر آ جاتی تھی۔ سمندر کی لہروں میں تو اب تک وہی غیر معمولی تیزی تھی۔ وہ پہلے ہی کی طرح جھنجلائی ہوئی آتی اور اپنا سر پٹک ڈالتی تھیں۔ مگر ہوا میں اب تیزی کا نام نہیں رہا تھا۔ بلکہ سہانے خوشگوار جھونکے اِدھر اُدھر اٹکھیلیاں کر رہے تھے۔ چھوٹے چھوٹے کمزور پودے جن کو بارش کی تیزی نے بالکل زمین سے لگا دیا تھا۔ اب سر اٹھانے کی دوبارہ کوشش میں تھے۔ اور ننھی ننھی چڑیاں گھونسلوں سے باہر آ رہی تھیں۔ اتنے میں ایک نہایت پیاری چھوٹی سی بلبل بے تابی سے نکل کر ایک کھڑکی پر آ بیٹھی۔ اور بڑی سریلی اور میٹھی آواز میں کوئی سُرالاپنے لگی۔ گویا اندر بیٹھنے والوں کو اپنی خوش الحانی سے مسرور کیا چاہتی ہے۔

اس چھوٹے کمرے کی کھڑکی کھلی ہوئی تھی اور ننھا طالب علم ایک ڈسک کے پاس

T.T.F LIBRARY
No: 207

بیٹھا ہوا غور سے کچھ پڑھتا۔ اور تھوڑی دیر میں پنسل سے کچھ نشان بھی کرتا جاتا تھا۔ بلبل کے گیت کی دل لبھانے والی آواز کان میں آتے ہی بچے نے شوق سے اس کی طرف دیکھا۔ مگر کسی خیال کا آنا تھا۔ کہ فوراً اپنے جذبات کو ضبط کر کے نگاہ نیچی کر لی۔ اور پھر مصروف ہو گیا + یہ ضبط اور سنجیدگی کسی بوڑھے محب یا لندن کے کسی بنک کے محرر کے تو ضرور شایاں تھی۔ مگر اس کم سن بچے میں ان اوصاف کا ہونا بہت ہی عجیب معلوم ہوا + عمر تو اس کی ابھی ۱۱ ہی سال کی تھی۔ مگر چہرہ زرد تھا۔ فکر اور تکان کے آثار ابھی سے نمایاں تھے۔ یہاں تک کہ ننھی پیشانی پر سلوٹ تھی۔ اور آنکھوں سے ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ کسی سوچ اور فکر میں ڈوبی ہوئی ہیں + یہ دیر تک پڑھتا اور سوچتا رہا۔ یہاں تک کہ دن ختم ہونے لگا۔ اور حروف دھندلے دکھائی دینے لگے + چنانچہ اس نے اپنی گردن اور بھی جھکا دی۔ حتےّٰ کہ اس کے بال کتابوں سے چھونے لگے۔ اور وہ ننھی چڑیا جو اسے اسی خوش نما منظر کا پیغام دینے آئی تھی۔ اس کی بے توجہی سے بالکل ملول ہو گئی + کم از کم اس نے اپنا سریلا راگ بند کر دیا۔ اور چونچ سے پر جھاڑنے لگی۔ مگر حیرت سے بار بار اس کا مُنہ تاکتی۔ گویا پوچھا چاہتی ہے۔ کہ جب ہر چیز شاد و خنداں۔ خوش و خرّم نظر آ رہی ہے۔ تو یہ بچہ کیوں افسردہ خاطر ہے؟

اس کمرے سے کچھ فاصلے پر آفتاب عالمتاب اپنا نورانی چہرہ چھپا لینے کو تھا۔ اس کی سنہری شعاعوں نے دور تک پھیل کر ہر چیز کو پُر نور بنا دیا تھا + سمندر

کی سطح پر اب مقابلتاً بہت ساکن تھی۔ ایک سونے کی چادر بچھی ہوئی معلوم ہوتی تھی۔ دور افق کے پاس جہاں تک نظر کام کرتی۔ سنہری شعاعیں اپنا جمال دکھا رہی تھیں۔ بلکہ ایک سنہری کرن کمرے کے اندر تک پہنچ کر بچے کے سر کو چوم رہی تھی۔ کہ اتنے میں دروازہ کھلا۔ اور بشاش نوجوان اندر داخل ہوا۔ اور ہنس کر لڑکے سے کہا:۔

"ابھی تم پڑھ ہی رہے ہو لائنل؟ اب اس وقت جانے دو۔ بالکل شام ہو گئی ہے۔ اور آسمان صاف ہے۔ چلو ذرا باہر چلیں"۔

لڑکے نے ہنس کر مگر ذرا خوف کے لہجے میں کہا۔ "کیا انہوں نے اجازت دے دی مسٹر ہونٹروز"؟

مسٹر ہونٹروز نے ہنس کر مذاقاً جواب دیا۔ "میں نے ان سے نہیں پوچھا۔ مگر میں کہتا ہوں۔ بلکہ حکم دیتا ہوں۔ کہ تم چلو۔ میں تمہارا استاد ہوں۔ اور تم کو میرا کہنا ماننا چاہیئے"۔

لڑکا ہنس کر کھڑا ہو گیا۔ مگر اپنی کتاب کی طرف دیکھا۔ اور ذرا شرما کر کہنے لگا:۔

"میں ابھی تک اس سوال کو سمجھا نہیں"۔

"اس وقت جانے دو۔ تم بہت تھک گئے ہو۔ پھر دیکھا جائے گا۔ اب چل کر مسِ ہین کے ہاں ذرا چائے پیئیں گے"؟

"ضرور چلئے۔ مگر پہلے سمندر کے کنارے ہوتے جائیں گے۔ سورج غروب

Taj Tahir Foundation

ہو رہا ہے۔ اور مجھے سمندر کے کنارے سے اسے دیکھنا بہت ہی اچھا لگتا ہے"؛ یہ کہہ کر وہ اپنی کتابیں وغیرہ اٹھانے میں مصروف ہو گیا+ سب سے پہلے نہایت احتیاط سے وہ کاغذ جن پر وہ لکھ رہا تھا۔ لپیٹ کر رکھے+ پھر پنسل بنائی۔ قلموں کو پونچھا۔ کتابیں باقاعدہ الماری میں جمائیں ؛

مسٹر مونٹروز خاموش دروازے پر کھڑے یہ سب دیکھ رہے تھے+ وہ خود بہت باسلیقہ اور نفیس طبع آدمی تھے۔ مگر اس وقت فطرتاً اُن کو بھی یہی خیال آیا۔ کہ یہ بچہ سب چیز اسی طرح تتر بتر چھوڑ کر چلا آتا۔ تو مناسب و موزوں تھا ؛

جب تمام سامان باقاعدہ رکھ چکا۔ تو لڑکے نے ان کی طرف دیکھا۔ اور کھونٹی سے ٹوپی اتار کر سر پہ پہن لی۔ اور ان کی طرف بڑھا+ مسٹر مونٹروز نے بھی اپنی ٹوپی اوڑھی۔ چھڑی ہاتھ میں لے کر نیچے اترے۔ اور مکان کے باہر چلے گئے+ ننھا لائنل آہستہ آہستہ ڈرتا ہوا قدم بڑھائے جاتا تھا۔ اور یہ دونوں بائیں باغ کی طرف ہو کر پھاٹک کے قریب پہنچے۔ کہ اتنے میں اوپر کی منزل سے کسی عورت کی میٹھی آواز "لائلی" پکارتی ہوئی ان کے کان میں پڑی+ نگاہ اٹھائی چمکتا ہوا خوب صورت چہرہ چنبیلی کے پھولوں میں (جس کی بیل کھڑکی پر تھی) دکھائی دیا ؛

"اماں جان سلام" لائنل نے کہا۔ اور اس کی طرف دیکھ کر بندگی کی+ بچے کی صاف اور نرم آواز سُن کر عورت کی آنکھیں محبت سے بھر آئیں۔ وہ پیچھے ہٹی اور غائب ہو گئی ؛

اس کے تھوڑی دیر بعد ایک چھوٹی کشتی سمندر کی لہروں پر تیزی سے چلتی ہوئی

نظر آئی+ ولیم مونٹروز بی۔ اے نہایت اشتیاق سے چپو لئے کھے رہے تھے۔ اور ماسٹر لائنل ویلسکورٹ رئیس اعظم جان ویلسکورٹ کا نور نظر کشتی کے آخری کنارے بیٹھا ہوا تھا+ اس کی نظر لہروں پر جمی ہوئی تھی۔ اور وہ نہایت شوق سے چھوٹی چھوٹی لہروں کو دیکھ رہا تھا۔ جو آتی اور کشتی سے ٹکرا کر ٹوٹ جاتی تھیں+ ہزاروں چھوٹی چھوٹی پانی کی بندیاں جو ہیروں کی کنیوں کی طرح چاروں طرف بکھر جاتی تھیں اس کو بہت ہی محظوظ کر رہی تھیں+ یہ دیکھتے دیکھتے اس کو کچھ سنکھ نظر پڑے۔ جن میں بہت چھوٹے جانوروں کی بستی تھی+ اس نے ایک سنکھ بڑے شوق سے اٹھا لیا۔ اور غور سے دیکھنے لگا+ وہ ان چھوٹے حشرات الارض کو دیکھ رہا تھا۔ اور صانع حقیقی کا خیال برابر دل میں تھا+ یہ گیارہ سال کا کم سن بچہ بوڑھے عالموں کی طرح دیر تک سوچتا رہا۔ اور سوچتے سوچتے کچھ اداس سا ہو گیا+ ان بے شمار جانوں کی ہستی سے کیا مطلب ہے؟ انھیں کس نے پیدا کیا ہے؟ وغیرہ۔ ایسے ہی بہت سے خیالوں نے اسے پریشان کر دیا+ اس وقت سب طرف روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ سمندر کے کنارے پہاڑوں کی چوٹیاں چمک رہی تھیں۔ مسٹر مونٹروز غور سے۔ نہیں۔ محبت بھری آنکھوں سے اس منظر کو دیکھ رہے تھے+ شاید انہیں اپنے وطن کے پُر فضا ساحل یاد آ رہے تھے۔ کہ یکایک ان کی نگاہ اس پر پڑی+ حیرت سے انہوں نے پوچھا "تم کیا کر رہے ہو؟"

"اس سنکھ کی بستی کو دیکھ رہا تھا۔ دیکھئے کیسے ننھے منے لوگ ہیں۔ ان کی جانیں

Taj Tahir Foundation

بھی ایسی ہی قیمتی ہوں گی۔ جیسی ہماری ہیں" یہ کہہ کر اس نے اپنا بیش بہا دفینہ استاد کے سامنے کیا۔

مسٹر مونٹروز نے اس کی باتوں کا جواب نہ دیا۔ جیب سے طلائی گھڑی نکال کر دیکھا۔ اور جلدی میں کہا "چائے کا وقت ہے۔ ان کیڑوں کو وہیں ڈال دو۔ اور تم بھی چپو لے کر کھینا شروع کرو"۔

لائنل یہ سن کر خوش ہوا۔ پہلے اس نے بڑی احتیاط سے سنکھ پانی میں ڈال دیا۔ اور پھر اپنی طاقت بھر زور لگانے لگا۔ اس ورزش نے اس کے کملائے زرد چہرے کو کچھ سرخ کر دیا۔ اور تکان کے آثار اب بالکل غائب ہو گئے۔

لائنل نے ایک نظر آسمان کی طرف ڈالی۔ دوسری اپنے جھاگ سے بھرے ہوئے کپڑوں پر۔ اور ہنس کر کہنے لگا "آج ہمیں ضرور ڈانٹ پڑے گی"۔

"مجھے پڑے گی تمہیں نہیں۔ مگر میری یہ آخری شام ہے۔ اس لئے مجھے پروا نہیں"۔

یہ سننا تھا۔ کہ لائنل کی تمام خوشی غائب ہو گئی۔ اس نے حیرت اور افسوس سے کہا "آپ کی آخری شام ہے؟ نہیں نہیں ...... یہ کس طرح ممکن ہے؟"

مسٹر مونٹروز نے پیار سے اس کی طرف دیکھا۔ اور کہنے لگا "چلو چائے پی لیں۔ بعد میں تمہیں بتا دوں گا۔ زندگی ہمیشہ یکساں نہیں رہتی۔ اس میں اسی طرح تلاطم آتے ہیں۔ جیسے تم نے ابھی سمندر میں دیکھا۔ ہمیں ان باتوں پر سمجھ کی نگاہ ڈالنی چاہیئے۔ تھوڑی تکلیفوں ...... جدائیوں ...... وغیرہ کی پروا نہیں

کرنی چاہیئے۔ تم نے بہت دفعہ سنا ہوگا۔ کہ ہمارے پیارے سے پیارے عزیز بھی ضرور بچھڑ جائیں گے۔ چلو اب ہم مس پین کے پاس چلیں۔ وہاں کچھ کھائیں گے۔ اور اس سے باتیں کرنے میں تمہارا جی لگ جاوے گا"۔

لائنل بالکل خاموش کھڑا تھا۔ اس کا چہرہ بالکل زرد پڑ گیا تھا۔ اور اس سے بات نہ کی جاتی تھی۔ آخر ہلکے سے بولا "میں سمجھ گیا۔ ابا جان آپ کو واپس بھیجتے ہوں گے۔ مجھے تعجب نہیں۔ میں جانتا ہی تھا۔ کہ یہ ایک دن ضرور ہونا چاہیئے"۔

یہ کہہ کر اس نے جلدی جلدی آنسو آنکھوں میں پچائیے۔ اور پھر کہنے لگا۔

"مجھے بڑا ترس آتا ہے۔ میری کمزوری ہے۔ میں ہر وقت ہی یہ خیال کرتا ہوں"۔

مسٹر مونٹروز نے ان باتوں کو مصلحتاً ٹال دیا۔ اور تھوڑی دیر میں کہنے لگا "لو اب چلنا چاہیئے"۔

یہ کشتی سے اتر کر کنارے پر چلنے لگے۔ مگر دونوں کی چال میں بہت فرق تھا۔ ایک جلدی جلدی شوق سے قدم اٹھا رہا تھا۔ دوسرا آہستہ آہستہ لاپرواہی سے گویا اس کی ٹانگیں اس کے دبلے پتلے جسم کا بوجھ بھی نہیں سہار سکتیں۔ یہ دونوں بالکل خاموش تھے۔ درد بھرے خیالوں نے ان کے لبوں پر مہر لگا دی تھی۔ انہوں نے پیچھے مڑ کر طلوع آفتاب کے دلفریب منظر کو بھی نہ دیکھا۔ جس کے لئے وہ اپنے گھر سے روانہ ہوئے تھے۔ اس شاہراہ کو چھوڑ کر وہ ایک گلی کی طرف مڑے۔ اور ایک جھونپڑی کے آگے جو اوپر سے نیچے تک خوشبودار پھولوں میں لدی ہوئی تھی۔ کھڑے ہو گئے۔ اس کے آگے ایک تختہ پر لکھا تھا:۔

"تازہ انڈے۔ لذیذ بالائی۔ مٹھائی۔ چائے وغیرہ ہر وقت مل سکتی ہے"۔

Taj Tahir Foundation

دہقان عورت کی اس غریبانہ رہائش کے اندر داخل ہو کر استاد اور شاگرد نظر سے غائب ہو گئے۔ سمندر میں اب ہر لحظہ تلاطم کم ہو رہا تھا۔ اس کے ساحل پر اس وقت سوائے دو بوڑھے ملاحوں کے جو اس عظیم الشان بحرِ اعظم کی سطح کو دیکھ رہے تھے۔ اور کوئی نہ تھا۔ یہ دونوں کبھی کبھی چرٹ جلاتے اور باتیں کرتے تھے؛

خدا کا منکر

اسی شام کو جان ویلسکورٹ لائنل کے والدِ ماجد دیر تک اپنے کھانے کے کمرے میں بیٹھے ہوئے ایک خوش وضع شخص سے جن کا نام نامی سر چارلس لسلز بیرونٹ تھا۔ باتیں کرتے رہے۔ سر چارلس اس خاندان کے پُرانے واقف تھے۔ اور جب کبھی یہ لوگ لندن میں ہوتے۔ اکثر آیا کرتے۔ اور ہر دفعہ ایک نہ ایک نیا چٹکلا ساتھ لاتے۔ کبھی کسی کی خانہ جنگیوں کا حال سُنا کر کبھی کسی کی بُرائی کسی کی مذمت کر کے ان کو محظوظ کیا کرتے تھے۔ مگر آج شام اس چھوٹے گاؤں میں ان کا تشریف لانا بہت ہی غیر متوقع تھا۔ اور اسی مضمون پر دونوں صاحبوں میں بات چیت ہو رہی تھی؛

سر چارلس۔ میرے ارادے کبھی پختہ نہیں ہوتے۔ جس وقت جو طبیعت میں آیا کر لیا۔ میرے ایک دوست یہاں قریب ہی رہتے ہیں۔ انہوں نے مجھے مدعو کیا تھا۔ اس لئے اس وقت آپ کی خدمت میں حاضر ہوں؛

مسٹر ویلسکورٹ۔ امید ہے آپ وہاں بہت خوش رہتے ہوں گے؛

سر چارلس۔ آج تو کچھ طبیعت اچاٹ سی ہو گئی تھی۔ دوپہر کو جی نہیں لگا۔ تو آپ سے ملاقات کا قصد کیا؛

ویلسکورٹ۔ مگر آپ سے کس نے کہا۔ کہ ہم لوگ آج کل یہاں ہیں؛

سر چارلس نے مسکرا کر جواب دیا" ایسے چھوٹے چھوٹے مقامات میں تو کوئی بھی بات چھپی نہیں رہتی۔ اور آپ نے تو یہاں کا سب سے بڑا مکان لیا ہے۔ تو کس طرح ممکن ہے۔ کہ آپ کا نام عوام کو نہ معلوم ہو؟ یہ مکان تو واقعی بہت عمدہ معلوم ہوتا ہے"؛

مسز ویلسکورٹ نے جو میز کے پاس سے ہٹ کر ایک کھڑکی کے پاس آرام کرسی پر بیٹھی تھیں۔ پیچھے مڑ کر دیکھا۔ اور ایک انداز سے ہنس کر بولیں" مجھے تو پسند نہیں۔ نہایت مرطوب ہے۔ اور بالکل آراستہ نہیں۔ معلوم نہیں جان نے یہ ذلیل جگہ کیوں تبدیل آب و ہوا کے واسطے پسند کی؛

مسز ویلسکورٹ نے ذرا سختی کے لہجے میں کہا" تم کو معلوم تو ہے کیوں پسند کی۔ مجھے اور تم کو اب اتنی بڑی عمر میں تبدیل آب و ہوا کی ضرورت ہی کیا۔ مگر لائنل کو سمندر کی ہوا کی ضرورت تھی۔ اسی کی خاطر سے میں نے اسے اَور سب پر ترجیح دی۔ میں چاہتا تھا۔ کہ وہ بڑے شہروں کی بھیڑ بھاڑ اور شور و غل سے دُور رہ کر اچھی طرح پڑھ سکے۔ اس جگہ ریل نہ ہونے سے لوگ بہت کم آتے ہیں۔ اور یہاں وہ اُستاد کی نگرانی میں اچھی طرح پڑھ سکے گا"؛

مسز ویلسکورٹ کچھ نہ بولیں۔ اور منہ پھیر کر کھڑکی کے باہر درختوں کے پتوں

Taj Tahir Foundation

کو جن پر اس وقت پانی کی چھوٹی چھوٹی بوندیں چاند کی خوشنما روشنی میں چمکتی ہوئی نہایت ہی پیاری معلوم ہو رہی تھیں دیکھنے لگیں + سر چارلس بھی تھوڑی دیر نہ بولے۔ پھر کہنے لگے " آپ مونٹروز کو تو ہٹایا چاہتی ہیں۔ اسے تجربہ بالکل نہیں + وہ لڑکے کی جسمانی تربیت پر زیادہ زور دیتا ہے۔ دماغی پر بالکل نہیں + مگر میرے خیال میں اب انگلستان کو پہلوانوں کی ضرورت نہیں عقل والے اور عالم آدمیوں کی حاجت ہے "

" دونوں باتیں ساتھ ہی ساتھ ہونی چاہئیں۔ صرف ایک پر زور دینے سے کوئی خاص فائدہ نہیں "

ولیسکورٹ ذرا خوش ہو کر بولے " میں بھی تو یہی کہتا ہوں۔ مگر مونٹروز بالکل اس قابل نہیں۔ کہ میری رائے سمجھ سکے + اس نے تو صاف مجھے کہہ دیا ہے۔ کہ لائنل اس قدر کام کی طاقت نہیں رکھتا۔ اور اسے کامل آرام کی ضرورت ہے + دوسری وجہ جس سے میں اسے رکھنا نہیں چاہتا یہ ہے کہ اسے ابھی تک خدا کی ہستی کا یقین ہے + دنیا ہزاروں برس آگے نکل آئی ہے۔ ہماری تہذیب کہاں کی کہاں پہنچ گئی۔ مگر اس کے دل سے ابھی وہ پرانے وحشیانہ خیالات نکلے ہی نہیں "

" آپ کو پہلے معلوم ہوتا۔ تو شاید آپ اسے رکھتے ہی نہیں "

" ہرگز نہیں " اتنا کہہ کر گھڑی جیب سے نکال کر دیکھا۔ اور کہنے لگے " تھوڑی

دیر معاف فرمائیے۔ میں نے مونٹروز کو اس وقت آنے کو کہا تھا۔ اسے تنخواہ دینی ہے۔ وہ صبح ہی روانہ ہو جائے گا "

مسز ولیسکورٹ ہلکے سے اٹھیں۔ اور دروازے کی طرف بڑھیں۔ سر چارلس کی طرف مہربانی سے دیکھ کر بولیں " آپ گول کمرے میں آجائیے۔ مجھے کچھ کہنا ہے "

یہ دونوں اس کمرے میں جو اور سب سے ذرا زیادہ اچھی طرح سجا ہوا تھا۔ چلے گئے + مسٹر ولیسکورٹ دوسری طرف بڑھے۔ اور ایک کمرے میں داخل ہوئے۔ جو پہلے تو شاید گودام تھا۔ مگر اب لائنل کی پڑھائی کا کمرہ بنا لیا گیا تھا۔ یہاں مسٹر مونٹروز اپنے آقا کے منتظر بیٹھے تھے + ان کا چہرہ زرد تھا۔ اور کچھ اداس سے معلوم ہوتے تھے +

مسٹر ولیسکورٹ نے آتے ہی الماری کا خانہ کھول کر اپنی بنک کی کتاب میں سے ایک چٹ پھاڑی۔ اور جلدی سے کچھ لکھ کر مونٹروز کو دے دی + اس کو دیکھتے ہی مونٹروز کا چہرہ غصے سے سُرخ ہو گیا + اس نے اسے واپس کر دیا۔ اور کہنے لگا " نہیں صاحب ٹھیک رقم دیجئے۔ میں ایک کوڑی زیادہ نہیں چاہتا "

مسٹر ولیسکورٹ نے حیرت اور غصے سے دیکھا۔ جلدی سے وہ چٹ پھاڑ ڈالی۔ اور کچھ نوٹ اور اشرفیاں نکال کر میز پر ڈال دیں +

مسٹر مونٹروز ان کی طرف دیکھ کر بولے " مجھے آج نہایت خوشی ہے۔ کہ آپ

Taj Tahir Foundation

نے مجھے رخصت دی۔ میں خود استعفا دینا چاہتا تھا۔ میں ہرگز اس معصوم بچے کے قتل میں آپ کا شریک نہیں ہوا چاہتا"؛

یہ سنتے ہی ویلسکورٹ غصے سے تھرّا گئے + اگر کوئی بم کا گولہ بھی کمرے میں پھٹ پڑتا۔ تو شاید وہ اس قدر نہ چونک پڑتے + اچھی طرح بول بھی نہ سکے۔ کہنے لگے "یہ ...... یہ ...... بچے کا قتل! میں نے کیا ٹھیک سُنا؟"

"جی ہاں۔ بچے کا قتل میں نے کہا + آپ خود خیال کریں۔ میں نے کیا کچھ غلط کہا؟ آپ کا ایک ہی بچہ ہے۔ جو خدا کے فضل سے نہایت ہی ذہین اور نیک لڑکا ہے۔ آپ اسے کسی وقت کھیلنے نہیں دیتے۔ ورزش نہیں کرنے دیتے۔ کسی سے ملنے نہیں دیتے + یہ کتنا ظلم ہے + یہ باتیں اس کی صحت پر بہت بُرا اثر کر رہی ہیں + آپ کسی ڈاکٹر سے پوچھ دیکھیں۔ کہ کیا کہتا ہے۔ یہ بچے کا قتل نہیں۔ تو اور کیا کہوں؟"

"بس بکو نہیں۔ اپنی تنخواہ اُٹھاؤ۔ اور چلے جاؤ"؛

مونٹروز نے غصہ سے اس کی طرف دیکھا۔ روپیہ اٹھا لیا۔ اور سلام تک کئے بغیر باہر چلا گیا + ویلسکورٹ غصے میں بھرے ہوئے تھوڑی دیر وہیں بیٹھے رہے + رفتہ رفتہ خیال آیا۔ کہ دوسرے پروفیسر صاحب جو آ رہے ہیں بہت ہی دانا اور منطقی آدمی ہیں۔ جو کچھ نقصان اس کی صحبت سے لائنل کو پہنچا ہے۔ ضرور جلدی رفع کر دیں گے؛

اس خیال نے انہیں کچھ ٹھنڈا کیا۔ اور کمرے سے نکل کر پھر اسی طرف

گئے۔ جہاں اپنے معزز مہمان اور گھر والی کو چھوڑ آئے تھے + مگر وہاں ان دونوں میں سے ایک بھی نہ تھا۔ ایک نوکر سے معلوم ہوا کہ سر چارلس تو مدت ہوئی چلے گئے + اور بیگم صاحبہ باغ میں ٹہل رہی ہیں + ویلسکورٹ کھڑکی کے پاس جا کر دیکھنے لگے + انہیں کوئی قدرتی منظر بالکل پسند نہ تھا + چاند کی صاف ٹھنڈی روشنی کو باغ کے پودوں اور درختوں وغیرہ میں اٹھکیلیاں کرتے دیکھ کر طبیعت اچاٹ ہو گئی۔ اور زور زور سے کھانسنے لگے۔ کہ نظارے میں کچھ فرق تو پڑے؛

یہ جگہ جہاں مسز ویلسکورٹ گھوم رہی تھیں۔ بہت پُرانا باغ تھا + مدت سے کسی نے دیکھ بھال نہ کی تھی۔ اس لئے پھولوں کے خوش نما پودے جو اکثر باغوں کی زیب و زینت ہوتے ہیں۔ یہاں بالکل نہ تھے۔ مگر خودرو گھاس اور بڑے بڑے سایہ دار درختوں کی کمی نہ تھی + یہاں ہی مسز ویلسکورٹ اپنا تمام وقت صرف کیا کرتی تھیں + شاید اس وقت بھی انھیں کے سائے میں چھپی تھیں کہ اپنے شوہر کو نظر نہ آئیں + تھوڑی دیر بعد اُن کی سُریلی آواز کوئی راگ گاتی ہوئی ان کے کان میں آئی + مسٹر ویلسکورٹ نے کچھ حقارت سے اس جانب دیکھا۔ اور دل میں کہا۔ کیسی عورت ہے۔ اگر کسی قوّال کی بیٹی ہوتی۔ تو مناسب تھا + اس کی عادات و اطوار بالکل ایسی ہی ہیں۔ تعجب ہے ایسے بڑے گھرانے میں کس طرح پیدا ہوئی + انہوں نے کھڑکی زور سے بند کر دی۔ اور ایک اخبار ہاتھ میں لے کر آرام کرسی پر بیٹھ گئے؛

Taj Tahir Foundation

اُستاد سے رُخصت

دوسرے دن علے الصباح لائنل اپنے کمرے کی کھڑکی کے آگے بیٹھا ہوا شوق سے مونٹروز کی راہ دیکھ رہا تھا + صبح کی تازہ ٹھنڈی ہوا نے اس کا دل ودماغ تازہ کر دیا تھا - اور اس کی طبیعت اس وقت کچھ بشاش تھی + وہ اس گاڑی کو دیکھنے کا جس پر مونٹروز جانے والے تھے - اور اس کے بگل کو سُننے کا بے تابی سے منتظر تھا + بچوں کے دل خوش کرنے کو یہی معمولی باتیں کچھ نہیں معلوم ہوتیں کافی ہیں - مگر لائنل کی خوشی کا سبب ایک اور بھی تھا - جس کا ذکر اس نے ابھی تک کسی سے نہ کیا تھا - یعنی آج اس نے قصد کیا تھا - کہ وہ تمام دن گھر نہیں لوٹے گا - اور اِدھر اُدھر گھومنے میں وقت صرف کرے گا :

اس نے یہ ارادہ پڑھائی سے بچنے کو نہیں کیا تھا - یہ تو اسے معلوم ہی تھا - کہ آج تمام دن چھٹی رہے گی + نئے پروفیسر صاحب رات کو پہنچنے والے تھے - اس لئے اس نے عزم کر لیا تھا - کہ آج تمام دن جی بھر کر کھیل لے گا - مگر باوجود اس کے بھی تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد اپنے استاد کی مفارقت کا خیال اداس کر دیتا تھا + لائنل کے بے شمار استادوں میں یہی پہلے شخص تھے - جو ہمیشہ اسے مہربانی اور شفقت سے پیش آتے رہے + یہی خیال آ آ کر اس کو کبھی خوش اور کبھی ملول کر رہے تھے - کہ اتنے میں مسٹر مونٹروز

کھڑکی کے پاس آئے اور بہت دھیمی آواز میں کہا "آہستہ سے نیچے آجاؤ - اس وقت تک کوئی اُٹھا نہیں ہے - ہم لوگ چپکے سے نکل چلیں گے + ابھی گاڑی جانے میں تو بہت دیر ہے - ہم پہلے مس پین کے ہاں کھانا کھائیں گے :

لائنل نہایت آہستہ سے نیچے اترا - اور دبے پاؤں استاد کے ساتھ ہو لیا - یہ دونوں جلدی پھاٹک سے باہر ہو گئے + لائنل نے معذرت سے مونٹروز سے کہا "لائیے میں آپ کی کتاب لے چلوں" اور اس کے ہاتھ سے کتاب لے لی - اور پھر اس کی طرف مخاطب ہو کر بولا "اب آپ کہاں جاتے ہیں؟ کیا اب پھر کسی میرے ایسے لڑکے کو پڑھائیں گے؟"

"تمہارا سا شاگرد تو مجھے شاید ہی کوئی اَور ملے - تم بڑے تیز طبع ہو - میں جب تمہاری عمر کا تھا - تم سے آدھا علم بھی نہ تھا" لائنل تھوڑی دیر تامل کر کے بولا: -

"میں بالکل اکیلا رہتا ہوں - شاید یہی سبب ہے - کہ میں اور لڑکوں سے مختلف ہوں - اگر میرے اور بھائی ہوتے - تو شاید ابا جان میری تعلیم پر اتنا زور نہ دیتے"

مونٹروز نے نصیحت آمیز اور بڑی ہمدردی کے لہجے میں جواب دیا "تم زیادہ محنت نہ کیا کرو - تم بڑے کمزور ہو گئے ہو + جب کبھی تم کو تکان معلوم ہو -

Taj Tahir Foundation

باہر چلے جایا کرو۔ اور میرا تو یہ خیال ہے۔ کہ تمہارے لئے کسی مدرسے میں داخل ہو جانا بہت بہتر ہوگا۔ اور تم کو پھر اس دفعہ کی طرح دَرد سر کی یا سر گھومنے کی شکایت ہو۔ تو تم فوراً اس کا ذکر اپنی ماں سے کرنا۔"

یہ دونوں اسی طرح باتیں کرتے ہوئے مس ہپن کے دروازے تک پہنچے۔ اس نے ان کو سلام کیا۔ اور کمرے میں بٹھا دیا۔ لائنل کو پیار کیا۔ اور بزرگانہ شفقت سے بولی "تم کو بہت رنج ہوگا۔ کہ تمہارا اُستاد آج جاتا ہے۔"

"جی ہاں بہت رنج ہے۔ مگر اس سے نتیجہ کیا؟ اگر میں برسوں تک رنجیدہ رہوں۔ یا رویا کروں۔ تو بھی کچھ حاصل نہ ہو۔"

"یہ تو سچ ہے۔ مگر ہم لوگ سب ایسے سمجھ دار نہیں ہوتے۔ جیسے تم ہو۔"

تھوڑی دیر باتیں کرنے کے بعد مس ہپن کھانا لانے چلی گئی۔ اور لائنل ایک کھڑکی کے پاس جا بیٹھا۔ اس پر پھولوں کی بیل چڑھی ہوئی تھی۔ اور نسیم صبح کے سہانے جھونکے ان سے معطر ہو ہو کر اندر آرہے تھے۔ مونٹروز بھی اس کے پاس ایک کرسی پر بیٹھ گئے۔ اور کھڑکی کے باہر سبزہ و گلزار کی طرف دیکھ کر کہنے لگے "یہ جگہ بہت پر فضا ہے۔ مگر تاہم ایسی نہیں۔ جیسا سکاٹ لینڈ۔"

لائنل۔ کیا آپ اب سکاٹ لینڈ جاتے ہیں؟

مونٹروز۔ ہاں ابھی تو وہیں جاؤں گا۔ اس کے بعد پھر معلوم نہیں کہاں جانا ہو۔ کاش میں تم کو بھی اپنے ساتھ لے جا سکتا۔ میری ماں ضرور تم کو بہت پیار کرینگی۔"

لائنل خاموش رہا۔ اس کو حیرت ہوئی۔ کہ کسی دوسرے کی ماں کس طرح اس سے مانوس ہو سکتی ہے۔ جب کہ اس کی اپنی ماں ہی اسے پیار نہ کرتی تھی۔ اتنے میں مس ہپن نے نہایت لذیذ گرم گرم کھانا لا کر میز پر چن دیا۔ مونٹروز نہایت شوق سے کھانے میں مصروف ہو گئے۔ اور لائنل نے بھی اگرچہ اسے بھوک تو نہ تھی۔ مگر اپنے استاد کی خاطر جس سے وہ بہت جلد جدا ہونے والا تھا۔ اچھی طرح کھایا۔ اور پھر ملکے سے اٹھا اور اپنا ننھا کانپتا ہوا ہاتھ مونٹروز کے بازو پر رکھ کر بولا "میں آپ کو کبھی بھولوں گا نہیں۔ آپ میرے سب سے مہربان اور پیارے استاد ہیں۔ اور میں گو تمام سبق تو یاد نہیں رکھ سکتا۔ مگر آپ کی مہربانیاں ہمیشہ یاد رہیں گی۔"

اس کی آنکھیں اس وقت فرطِ محبت سے بھر آئی تھیں۔ اور یہ فقرہ اس نے اس قدر محبت آمیز لہجے میں کہا۔ کہ مونٹروز کا بے اختیار جی چاہا۔ کہ اس کا ماتھا چومے۔ اور اس کو ننھے معصوم بچوں کی طرح گلے لگا کر پیار کرے۔ مگر انہوں نے مصلحتاً ایسا نہیں کیا۔ اور صرف پیٹھ پر ہاتھ پھیر کر کہنے لگے:۔

"ہاں یہ تو ضرور ہے۔ مگر تم میری نصیحت بھی مت بھولنا۔ اگر تم کو تکان معلوم ہوا کرے۔ تو تم ضرور پڑھائی چھوڑ کر کھیل کود میں لگ جانا۔ اگر اس پر کبھی ڈانٹ بھی پڑے۔ تو خیال مت کرنا۔ اور یہ سمجھ لینا۔ کہ ڈانٹ کھانا بیمار ہو جانے سے بہتر ہے۔ صحت دُنیا میں بڑی نعمت ہے۔ دولت بھی اس کے آگے کوئی وقعت نہیں رکھتی۔"

Taj Tahir Foundation

اتنے میں گاڑی کے بگل کی آواز ان کے کان میں پڑی۔ مسٹر مونٹروز چونک کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور کچھ نقدی جیب سے نکال کر مس بین کو دے دی۔ اور کہنے لگے "بہت کم وقت ہے۔ اب چلنا چاہیے"۔ یہ کہہ کر دونوں باہر نکل آئے۔ اور اس مقام کی طرف چلنے لگے۔ جہاں ان کے لئے گاڑی کھڑی تھی۔ راستے میں لائنل کہنے لگا "آپ تو گھر جانے پر بہت ہی خوش ہوں گے"۔

مونٹروز۔ ایک پہلو سے تو خوش ہوں۔ مگر دوسرے سے نہیں۔ مجھے افسوس ہے۔ کہ تمہیں چھوڑ جاتا ہوں۔ میری خواہش تھی۔ کہ تھوڑے دن تمہارے پاس رہ کر تم کو خطرے سے بچا لیتا۔

لائنل حیرت سے بولا "خطرے سے آپ کا کیا مطلب ہے؟"

یہ اب اپنی منزل مقصود پر پہنچ گئے تھے۔ مونٹروز نے جلدی میں کچھ جواب نہ دیا۔ دونوں ہاتھ اس کے کندھے پر رکھ کر بولا "گھر جا کر تم اپنے والد سے کہہ دینا۔ کہ میں تم کو یہاں لایا۔ اور اگر وہ مجھ سے اس کی نسبت گفتگو کیا چاہیں تو میرا پتہ بتا دینا۔ یہ الزام سب میرے سر ہے۔ تم فکر مت کرنا۔ اور اچھا اب خدا حافظ ...... خدا کی ..... برکتیں تمہارے اوپر ہوں"۔

لائنل نے بھی نہایت دھیمی آواز میں خدا حافظ کہا۔ اور مسکرانے کی کوشش کی۔ مگر رائگاں۔ اس کی آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی تھیں۔ مونٹروز

گاڑی پر چڑھ گئے۔ اور اس کے تیز گھوڑوں نے جلدی ان کو لائنل سے بہت دور کر دیا۔ انہوں نے پھر پکار کر خدا حافظ کہا۔ لائنل کو ہمت نہ تھی کہ وہ بھی اس طرح جواب دیتا۔ اس نے اپنی ٹوپی اٹھا کر سلام کیا۔ اور جب تک ممکن ہو سکا۔ محبت بھری آنکھوں سے ان کو دیکھتا رہا۔ مگر اس نے آج پورا قصد کر لیا تھا۔ کہ دن بھر گھر نہیں جائے گا۔ اس نے یہاں کے گرجا کی نسبت بہت کچھ سنا تھا۔ اور چونکہ اس کے والد کی سخت ممانعت تھی۔ کہ یہ وہاں قدم نہ رکھے۔ اس کی طبیعت فطرتاً وہیں جانے کی طرف راغب ہوئی۔ اور اب آنسوؤں کے موٹے موٹے قطرے جن کو وہ بہت دیر سے روک رکھا تھا۔ ایک ایک کر کے اس کے رخساروں پر بہنے لگے۔ وہ حسرت سے سوچ رہا تھا۔ کہ اب نہ کشتی پر جانا ملے گا۔ نہ کہیں باہر جا سکوں گا۔ نہ کھیل ہو گا۔ نہ تماشا۔ ہر وقت بوڑھے پروفیسر کیڈ منگور کا پہلو ہو گا اور میں"۔

پروفیسر کیڈ منگور اپنے علم اور تحقیقات کے لئے شہرہ آفاق تھے۔ ان کی لیاقت کے آگے بڑے بڑے فیلسوف اور نکتہ داں ہیچ تھے۔ انہیں خیالوں میں غرقاب تھا۔ کہ لائنل اس گرجا اور قبرستان کے دروازے تک پہنچا۔ اور ہلکے سے چٹخنی اٹھا کر اندر داخل ہوا۔ کہ ان پرانی قبروں کو جن کے بسانے والے مدت ہوئی دنیا سے اٹھ چکے تھے۔ دیکھے اور غور کرے۔

قبرستان میں

اس قبرستان میں ایک نہایت پرانی شکستہ قبر پر ایک بلبل بیٹھی ہوئی تھی۔

Taj Tahir Foundation

جو تھوڑی تھوڑی دیر بعد کچھ پکار کر کہتی تھی۔ شاید وہ بھی لائنل کی طرح کسی عزیز کی مفارقت سے بے قرار تھی۔ اور اسے یاد کر رہی تھی۔ لائنل نے رفتار اور بھی دھیمی کر دی۔ اور پاس جا کر کتبہ پڑھنے لگا۔ اس کے مٹے ہوئے حروف اس سے پڑھے نہیں گئے۔ بہ مشکل ایک ایک لفظ بغور دیکھ دیکھ کر اس نے وہ چار پانچ سطریں پڑھیں۔ اور دور ہٹ کر کچھ سوچنے لگا۔ کہ یکایک اس کی نگاہ ایک شخص پر پڑی۔ جو اس سے تھوڑے ہی فاصلہ پر ہاتھ میں پھاوڑا لئے گڑھا کھود رہا تھا۔ لائنل کو اس کے وہاں ہونے کی خبر نہ تھی۔ چنانچہ ذرا چونک کر پیچھے ہٹ گیا۔ اس شخص نے نہایت مہربانی اور محبت کے لہجے میں کہا۔

"ڈرو نہیں بیٹا میں صرف اپنی ہمسائی کے لئے یہ کھود رہا ہوں"۔

ان شفقت آمیز الفاظ کو سن کر لائنل کی کچھ ہمت بندھی۔ وہ دوڑ کر اس کے پاس جا کھڑا ہوا۔ اور باتیں کرنے لگا:۔

"میں ڈرا نہیں۔ صرف چونک پڑا تھا۔ کیونکہ مجھے نہ معلوم تھا۔ کہ آپ بھی یہاں ہیں۔ آپ یہ کیا کر رہے ہیں؟ کتنا بڑا گڑھا کھود ڈالا ہے"۔

"میری وہ ہمسائی ہمیشہ بڑی جگہ میں رہنا چاہتی تھی۔ وہ بڑی اچھی اور نیک عورت تھی۔ اور اب وہ چلی گئی ہے۔ مگر ہم سب کو بہت یاد آتی ہے"۔

"تو وہ مر گئی ہیں؟"

"ہاں جہاں تک اس فانی دنیا کا تعلق ہے۔ وہ ضرور مر گئی ہیں۔ مگر یہ دنیا چیز ہی کیا ہے؟ ہم کو دوسری دنیا میں جانا ہے۔ اور اسی کا خیال ہم

کو رکھنا چاہیئے"۔

اتنا کہہ کر وہ پھر مصروف ہو گیا۔ اور پھاوڑے سے اچھی طرح قبر کی دیواروں کو درست کرنے لگا۔ لائنل بھی ایک گھاس کے ڈھیر پر جو پاس ہی تھا جا بیٹھا۔ اور بولا "آپ ان سب واہیات باتوں کا کس طرح یقین کرتے ہیں؟ آپ تو اتنے بزرگ آدمی ہیں"۔

یہ بوڑھا بیچارہ حیرت سے سکتے میں رہ گیا۔ پھر تھوڑی دیر میں بولا۔ "تمہارے ایسے معصوم بچے کو یہ الفاظ منہ سے نہیں نکالنے چاہئیں۔ خدا کی شان میں ایسی باتیں کہنا تمہارے ایسے چھوٹے لڑکوں کو واجب نہیں تمہاری تربیت کون کرتا ہے؟"

لائنل بیچارے کو جو محبت کا بھوکا.... نہیں.... کنگال تھا۔ اور کسی ذرا سی الفت کی بات کو غنیمت جانتا تھا۔ خوف ہوا کہ شاید اس نے اپنے اس مہربان کو ناراض کر دیا ہے۔ اس نے بڑے ادب سے جواب دیا۔

"میرا نام لائنل ویلسکورٹ ہے۔ (ہاتھ سے اشارہ کر کے) میں اس مکان میں رہتا ہوں۔ دیکھئے وہ اس کی چمنی درختوں کے پیچھے سے دکھائی دے رہی ہے۔ میرے اباجان میری تعلیم پر بہت غور کرتے ہیں۔ اور چھ برس کی عمر سے مجھے بڑے بڑے عالم پڑھاتے رہے ہیں۔ میرے اباجان نے اور کل استادوں نے مجھے بتایا ہے۔ کہ دوسری دنیا کوئی چیز نہیں ہے۔ میرے اباجان کہتے ہیں۔ کہ اب سوائے نیم وحشیوں کے کوئی اس کا یقین نہیں

Taj Tahir Foundation

کرتا۔ تعلیم یافتہ آدمی اس کو صرف ایک افسانہ سمجھتے ہیں۔ اور واقعی یہ ممکن بھی کس طرح ہے۔ کہ جب جسم کو کیڑے کھا چکیں۔ اور وہ خاک ہو چکے۔ تو ہم پھر جی سکیں۔ اسی خیال سے میں نے آپ سے کہا تھا۔ کہ آپ ایسی واہیات باتوں کا کس طرح یقین کرتے ہیں + آپ معاف کریں۔ میرا مطلب ہرگز آپ کو ناراض کرنا نہ تھا"۔

یہ شخص غور سے لائنل کا منہ دیکھتا رہا + اس کو اس بچے سے یہ الفاظ سُن کر حیرت ہوئی۔ مگر اس نے پیار سے کہا "نہیں بیٹا۔ تم مجھے ناراض کیسے کر سکتے ہو؟ تم ابھی اتنے چھوٹے ہو۔ کہ میں تم سے خفا ہو نہیں سکتا + اچھا تو تم مسز ویلسکوٹ کے لڑکے ہو + میرا نام ریوبن ڈیل ہے۔ اور میں اس گرجا کا چوکیدار ہوں۔ اور بھی بہت کام کرتا ہوں + سڑکوں کی مرمت کرنا۔ قبر کھودنا۔ وغیرہ وغیرہ جو کچھ کر سکتا ہوں۔ یہ میرے مضبوط بازو مجھے بہت مدد دیتے ہیں۔ اور خدا نے چاہا۔ تو شاید ابھی بہت دن ان کی بدولت روزی کما سکوں گا + مگر وقت آئے گا۔ کہ یہ بھی ایک ایسی ہی قبر میں بے حس و حرکت پڑے ہوں گے۔ مگر اس وقت ان کی ضرورت نہ ہوگی۔ میری روح کسی اور دُنیا میں ہوگی"۔

لائنل نے جلدی سے پوچھا "آپ کی روح سے کیا مراد ہے؟"

"میری مراد جسم کے اس حصّے سے ہے جو فانی نہیں"۔

"کیا روح ہم سب کو ملی ہے؟ یہ شاید ممکن نہیں۔ دیکھئے نیلی آنکھیں سب کی تو نہیں ہوتیں۔ اگر آپ ابا جان کو کہیں۔ کہ ان کے روح ہے۔ تو وہ بہت

ناراض ہوں گے اور اگر میں کسی طرح اپنے میں روح پیدا کر سکوں۔ تو وہ ضرور مجھ سے بھی خفا ہو جائیں"۔

ریوبن ڈیل بیچارہ ان حیرت انگیز باتوں کو سُن کر ہکا بکا رہ گیا + اس نے کبھی اپنے اس چھوٹے گاؤں کے باہر قدم نہ رکھا تھا + اس کو نہیں معلوم تھا۔ کہ انگلستان میں سائنس آج کل کتنی ترقی کر گئی ہے۔ وہ نہیں جانتا تھا۔ کہ اس کے ملک کے بڑے بڑے علما اب خدا کی ہستی سے منکر ہو گئے ہیں + اس نے یہ باتیں آج پہلی ہی دفعہ سُنی تھیں + وہ اس معصوم کے زرد اور پژمردہ چہرے کو حیرت سے دیکھ رہا تھا۔ اور سوچ میں تھا۔ کہ جواب دے۔ کیونکہ یقیناً اس کو یہ تو معلوم نہ تھا۔ کہ روح کس طرح پیدا کر لی جاتی ہے"۔

اسی وقت ایک کمسن بچی جلدی جلدی قدم اٹھاتی ہوئی بے تابی سے ان کی طرف بڑھی + اس کے سنہری بال اس کے غیر معمولی حسین چہرے پر اِدھر اُدھر بکھرے ہوئے نہایت خوبصورت معلوم ہوتے تھے + لائنل شوق سے اس کو دیکھنے لگا۔ ریوبن نے بھی محبت بھری آنکھوں سے اپنی ننھی بیٹی کی طرف نگاہ کی۔ اور کہنے لگا "اپنے بوڑھے ابا کے لئے ناشتہ لا رہی ہو؟" اسے گود میں اٹھا کر پیار کیا۔ اور زمین پر کھڑا کر دیا۔ اس بچی نے ایک ٹوکری میں سے کچھ گرم گرم چیزیں نکال کر زمین پر چن دیں۔ اور باپ کا منہ تاکنے لگی"۔

ریوبن نے کہا "دیکھو جیسمن تمہارے پاس ایک ننھا دوست آیا ہے۔ جاؤ اس کی خیریت پوچھو" والد کے اشارے پر یہ ننھی بچی دوڑی گئی۔ اور لائنل

Taj Tahir Foundation

سے مصافحہ کیا۔ اس کی خیروعافیت پوچھتے ہی ہنستی ہوئی بھاگ گئی۔ لائنل بھی کھڑا ہو گیا۔ ریوبن ڈیل ہنسنے لگا۔ اور بولا "جاؤ تم دوڑ کر اسے پکڑ لو" لائنل کبھی دوڑتا نہیں تھا۔ بڑے اشتیاق سے اس معصومہ حسینہ کا تعاقب کیا۔ اس کو اس کی ٹوپی جھاڑیوں کے پیچھے دکھائی دی۔ یہ اس طرف ہو لیا۔ تھوڑی دیر ادھر اُدھر بھاگنے کے بعد بچی بالکل بے دم ہو گئی۔ اور لائنل نے اسے پکڑ لیا۔ وہ اس کی طرف شرمائی ہوئی آنکھوں سے دیکھنے لگی "تم کون لڑکے ہو؟ تمہارا چہرہ مجھے بڑا اچھا لگتا ہے۔ اور لڑکے تو یہاں بہت میری صورت کے ہیں" لائنل نے جواب نہ دیا۔ صرف پیار سے دیکھتا رہا۔ لڑکی نے اپنی جیب سے ایک سیب نکالا۔ اور بڑی فیاضی سے کہنے لگی "تم نہ کھاؤ گے؟ میں تمہیں کھلا دوں گی۔ اگر اس کا نرم حصہ تم مجھے دو" جیلیسمن یہ لال لال سیب ہاتھ میں لئے ہوئے مسکرا کر لائنل کی طرف دیکھتی ہوئی بڑی پیاری لگ رہی تھی۔ وہ اس سے باتیں کرنے میں محو ہو گیا۔ اس کو اس وقت وہ تمام فلسفہ جن کا وہ ہر وقت خیال کیا کرتا تھا بھولا ہوا تھا۔ صرف اتنا یاد تھا۔ کہ وہ ایک کم عمر لڑکا ہے۔ اور یہ ننھی بچی اس سے بھی چھوٹی۔ یہ خوب زور سے ہنسا۔ اور سیب اس کے ہاتھ سے لے کر اس کے ہونٹوں سے لگا دیا۔ جیمسن نے بڑی احتیاط سے کھایا۔ کہ صرف اس کا نرم حصہ تو وہ کھا لے۔ اور باقی لائنل کے واسطے رہے "اب باقی میں لے لوں؟" لائنل نے کہا۔ اور اس کی بانہہ پکڑ کر اس کو ایک پرانی قبر پر چڑھا دیا۔ اس

کے کتبے سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ اس کی مکین مدت سے وہاں تھی۔ شاید اس کی ہڈیاں بھی اب باقی نہ رہی ہوں گی۔ لیکن اگر کوئی ایک حصہ بھی اس کے جسم کا باقی رہ گیا ہو گا۔ تو اس کو ان معصوم بچوں کے ننھے قدموں سے جن کی پاکیزگی ہرگز فرشتوں کے قدموں سے کم نہ تھی۔ روندا جانا ناگوار نہ ہوا ہو گا" ہاں باقی سب تم کھا لو"۔

لائنل کو بھوک نہ تھی۔ مگر صرف مذاقاً اور کھیل کے لئے اس نے بڑی خوشی سے کھایا "آؤ گرجا کے اندر چلیں۔ آہا دروازہ کھلا ہی چھوڑ گئے ہیں"۔

گرجا کی سیر

لائنل کو بتایا گیا تھا۔ کہ دنیا کا پیدا کرنے والا صرف ایک ذرہ ہے۔ جس کی حرکت اور حرارت سے اور ذرے پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ اور کچھ مادے ایسے بن جاتے ہیں۔ جن سے دنیا کی یہ کل عجیب و غریب چیزیں ظہور میں آتی ہیں۔ اس کا تمام مفصل حال بڑی بڑی دلیلوں سے اس کے اتالیقوں نے اس کے ذہن نشین کر دیا تھا۔ اس کو معلوم تھا۔ کہ آج کل دنیا کا کوئی مہذب آدمی خدا کی ہستی کا معتقد نہیں۔ صرف جاہل بلکہ نیم وحشی لوگ عبادت الٰہی میں سر خم کیا کرتے ہیں۔ مذہب کا نام و نشان تک اس کے نصاب تعلیم سے مٹا دیا گیا تھا۔ لائنل دل میں سوچ رہا تھا کہ یہ بچی انہیں نیم وحشی لوگوں میں سے ایک ہے۔ جو خدا پر یقین رکھتے ہیں۔ مگر اس کو اتنا خوش دیکھ کر بڑا رشک

Taj Tahir Foundation

آرہا تھا۔ جیسمین نے پھر کہا۔ "چلو"۔ لائنل اس کے پیچھے پیچھے ہو لیا + تھوڑی دیر میں وہ ایک انجیل اٹھا لائی۔ اور اس کا ایک صفحہ کھول کر حضرت مسیح کی تصویر دکھائی۔ اور کہنے لگی "دیکھو یہ کیسا اچھا ہے"! ان دونوں نے اس تصویر کو غور سے دیکھنے کے بعد بند کر دیا۔ اور جیسمین بڑی تعظیم سے اٹھا کر اسے پھر وہیں رکھ آئی۔ اور بڑی شفقت سے اپنے چھوٹے دوست کے پہلو میں بیٹھ گئی۔ اور بولی "تمہارا نام کیا ہے"؟

"میرا نام لائنل ہے۔ میری اماں مجھے کبھی کبھی لائلی بھی کہتی ہیں"۔

"لائلی اچھا نام ہے۔ میں بھی تم کو لائلی کہوں گی"۔

یہ دونوں بچے دیر تک باتیں کرتے رہے + جیسمین کو نیند آنے لگی۔ اور رفتہ رفتہ لائنل کی گود میں سر رکھ کر وہ بے خبر سو گئی + لائنل اس سے صرف ایک ہی سال بڑا تھا۔ مگر ایک تو فطرۃً نہایت سنجیدہ۔ متین اور سمجھدار لڑکا تھا۔ اس پر اس کی تعلیم نہایت کوشش سے ہو رہی تھی + اس چھوٹی عمر میں ہی اس کو بہت سی تواریخ اور فلسفے کی کتابیں پڑھا دی گئی تھیں + وہ جیسمین کو بڑی بزرگانہ محبت سے اپنی گود میں لئے ہوئے دیر تک بیٹھا رہا۔ اور اس کی عبادت گاہ کی ایک ایک چیز کو بغور دیکھنے لگا + بہت سے ایسے خیالات جو اس عمر میں بچوں کے پاس نہیں پھٹکتے اس کے دل میں تھے + وہ اپنے خاص یعنی مسیحی مذہب کی نسبت بہت کچھ سوچ رہا تھا وہ کیسی غیر معمولی قابلیت کا شخص ہوگا۔ جس نے ۱۸۰۰ برس تک ہزار ہا دلوں میں اپنا سکہ جما رکھا؟ اس میں کیا بات تھی۔ کہ لوگ اسے اوتار ماننے لگے؟

ایسے ایسے بہتیرے خیالات اس کے دل میں تھے + ننھی جیسمین تو اب بالکل غافل سو رہی تھی۔ اور لائنل بھی سوچتے سوچتے اونگھ گیا تھا۔ کہ اس وقت دروازہ کھلا۔ اور ریوبن ڈیل ایک اور شخص کو ساتھ لئے ہوئے آیا + وہ شخص باجا بجانے لگا۔ جس کی آواز سے جیسمین چونک پڑی۔ اور آنکھیں ملتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی۔ اور باپ سے لپٹ گئی"۔

"چلو بیٹی اب گھر چلیں۔ تمہارا چھوٹا دوست بھی جانا چاہتا ہوگا۔ اس کی ماں اس کا انتظار کر رہی ہوں گی"۔

لڑکی جانے کو تیار ہو گئی۔ مگر لائنل کو اس سے جدا ہونا اس قدر ناگوار ہوا۔ کہ اس کی آنکھیں بھر آئیں + اتنی بڑی دنیا میں غریب لائنل کو چاہنے والا کوئی بھی نہ تھا + اس کے ماں باپ دونوں موجود تھے ..... مگر اس کو کیا؟..... ان کا ہونا نہ ہونے کے برابر تھا۔

جیسمین فوراً دوڑی ہوئی گئی۔ اور اس کا ہاتھ پکڑ لیا "رو و مت لائلی۔ میں تم کو اپنے گھر لے جاؤں گی۔ اور ہم دونوں خوب کھیلیں گے + ابا جان لائلی کو بھی لے چلو"۔

ریوبن ڈیل اس وقت اس بچے کو غور سے دیکھ رہا تھا + وہ حیران تھا کہ اس کا جی کیوں بھر آیا۔

"تم ہمارے ساتھ چلو گے بیٹا؟ ہمارا مکان تو ایک چھوٹی سی جھونپڑی ہے۔ تمہارے قابل نہیں۔ مگر تمہارا آنے کو جی چاہے۔ تو میرے سر اور

Taj Tahir Foundation

آنکھوں پر"۔

"مجھے تو آپ کے گھر جانا بہت ہی اچھا لگے گا۔ میرا استاد تو آج صبح چلا گیا۔ اور دوسرا رات کو آنے والا ہے۔ آج دن بھر کچھ کرنے کو نہیں ہے۔ میں پڑھتے پڑھتے تھک گیا ہوں۔ اور آج چھٹی منانے کا ارادہ کیا ہے۔ مگر مجھے یہ بھی بتا دینا چاہئے۔ کہ میں ابا جان کی اجازت بغیر یہاں آیا ہوں۔ یہ سُن کر شاید آپ مجھے اپنے ساتھ لے جانا نہ چاہتے ہوں۔ اگر ایسا ہے تو آپ مہربانی کر کے مجھے بتا دیں کہ میں شام تک یہاں اکیلا بیٹھا رہوں گا۔ یا جنگل کی طرف نکل جاؤں گا"۔

"پڑھتے پڑھتے تھک گئے ہو ابھی بالکل بچے ہو۔ اور کتابیں ابھی تمہارا انتظار بہت دن کر سکتی ہیں۔ نہیں تم اکیلے مت پھرو۔ ہمارے ساتھ چلو۔ مگر آڈ جانے کے پہلے یہ گرجا تو دیکھ لو"۔

ریوبن ڈیل آگے آگے چلا۔ اور یہ دونوں بچے پیچھے ہو لئے۔ ریوبن نے تمام چیزیں اس کی دکھائیں۔ اور بعض کی نسبت کچھ پرانی روایتیں سنائیں۔ بعض واقعات ایسے بیان کئے جو تواریخ سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کو سن کر لائنل کو خیال آیا۔ کہ یہ شخص جس کو وہ نیم وحشی سمجھا تھا۔ دراصل ایسا نہیں۔ بلکہ اس کی معلومات خاصی وسیع ہیں۔ دو چار گھڑی دن رہے یہ لوگ گھر پہنچے۔ جلیسمن کی پھوپی نے آکر نہایت لذیذ کھانا دسترخوان پر چُن دیا۔ اور اس وقت شاید پہلی دفعہ لائنل نے بھوک سے کھایا۔ پھر یہ دونوں کھیل میں مصروف ہو گئے۔

اور بہت دیر تک کھیلتے رہے۔ جب دونوں بالکل تھک گئے۔ تو ایک درخت کے نیچے جا بیٹھے۔ بھولی بھالی بچی نے اپنا ننھا سا ہاتھ اپنے ننھے دوست کے گلے میں ڈال دیا"۔ کیا مجھے چھوڑنا تمہیں برا لگے گا لائنل؟"

"ہاں نہایت۔ بہت ہی سخت"۔

"مجھے بھی بُرا لگے گا۔ جب تم چلے جاؤ گے۔ تو شاید میں رونے لگوں۔ کیا تم بھی رو دو گے؟"

"نہیں...... پیاری...... جلیسمن میں بڑا ہو گیا ہوں۔ اب کیا روؤں گا؟"

"تم بڑے...... مجھ سے تھوڑے ہی بڑے ہو۔ اور میں تو بالکل ہی چھوٹی ہوں"۔

"مگر میں لڑکا ہوں نا۔ تم لڑکی ہو"۔

"آج میں نے تمہیں روتے تو دیکھا تھا۔ تمہیں کیوں رونا آیا؟"

"معلوم نہیں کیوں آیا۔ شاید میں اکیلا رہتا ہوں۔ اس سے آیا ہو"۔

جلیسمن بڑے پیار سے دیکھنے لگی۔ پھر بولی "مجھے تمہارے مکان کا راستہ معلوم ہے۔ کسی دن تمہارے پاس آؤں گی"۔

لائنل یہ ارادہ سُن کر چوکنا ہو گیا۔ کہ اگر اس کے والدین یہ بھنک بھی سُن لیں۔ کہ یہ ایک غریب دہقان کی لڑکی کے ساتھ کھیلا تھا۔ تو آفت بپا ہو جاوے"۔

"نہیں...... پیاری جلیسمن تم وہاں مت آنا میرے ابا جان تم پہ خفا ہوں گے"۔

Taj Tahir Foundation

جیسمین نے نہایت سادگی اور بھولے پن سے کہا۔ "تو تمہارے ابا بڑے خراب ہیں۔ میں کبھی شرارت نہیں کرتی۔ پھر وہ کیوں خفا ہوں گے؟"

"میں جب پڑھنے سے چھٹی پاؤں گا۔ تم سے کھیلنے آیا کروں گا۔"

لائنل جانتا تھا۔ کہ اس کے پاس پھر آنے کی جرأت کرنا نہایت دشوار کام ہوگا۔ مگر اس کے بزرگ اس سے پہلے اپنے اعلیٰ مقاصد حاصل کرنے کے لئے پہاڑ چیر چکے ہیں۔

نیا اُستاد آ پہنچا

کوئی ایک آدھ گھڑی دن رہا ہوگا۔ کہ لائنل گھر پہنچا، اس کی والدہ دروازے پر کھڑی راہ دیکھ رہی تھیں۔ لائنل پاس آیا۔ تو انہوں نے اپنا نازک گورا ہاتھ جس پر بہت سی بیش قیمت ہیرے کی انگوٹھیاں چمکتی ہوئی نہایت بھلی لگ رہی تھیں۔ اس کی طرف بڑھایا۔ اور پیار سے کہنے لگیں:-

"کیوں لائنل تم آج تمام دن کہاں رہے؟ تمہارے ابّا سخت ناراض ہیں۔ وہ تمام دن تم کو ڈھونڈتے رہے۔ بلکہ کئی آدمی تمہاری تلاش میں ادھر اُدھر بھیج چکے ہیں، کسی نے ان سے کہا تھا۔ کہ تم مونٹروز کو پہنچانے سرائے کی طرف گئے تھے۔ اور اس کے بعد تم گنواروں کے بچوں سے آنکھ مچولی کھیلنے لگ گئے۔ کیا یہ سچ ہے؟"

"نہیں اماں۔ بالکل سچ تو نہیں ہے۔ میں مونٹروز کو پہنچانے تو ضرور گیا تھا۔

مگر آنکھ مچولی میں نے کسی سے نہیں کھیلی۔ میں اِدھر اُدھر ٹہلنے کو نکل گیا تھا۔ اور پھرتا پھراتا یہاں کے قبرستان کی طرف بھی چلا گیا، وہاں مجھے ایک آدمی ملا۔ وہ کسی کی قبر کھود رہا تھا۔ اس کا نام مسٹر ڈیل ہے، میں اس سے باتیں کرتا رہا، پھر اس کی لڑکی اس کے لئے کھانا لے کر آئی۔ تو میں اس سے کھیلنے لگا، شام کے وقت اس نے مجھے اپنے ساتھ کھانے کو کہا۔ تو میں اس کے گھر چلا گیا۔ اور اس وقت میں وہاں سے ہی آ رہا ہوں۔"

مسز ویلیسکورٹ نے بڑی محبت سے اس کی طرف دیکھا۔ اور تھوڑا سا مسکرا کر کہنے لگیں۔ "میرے لعل تو واقعی تھک گیا ہوگا۔ تو نے آج چھٹی منائی۔ اس میں کچھ ہرج نہیں ہے۔ اگر میں تیری جگہ ہوتی۔ تو شاید ایسا ہی کرتی۔ مگر تیرے ابا بڑے غصّے میں ہیں۔ وہ چاہتے تھے۔ کہ پروفیسر کے آتے ہی تو اُس سے ملتا۔"

"مگر......اماں پروفیسر آج رات کے دس بجے آنے والے ہیں۔"

"ہاں ہمارا خیال تھا۔ کہ وہ رات کو آئے گا۔ مگر وہ آج کل کچھ بیمار ہے۔ اس لئے اس نے چلتے چلتے یہ فیصلہ کیا۔ کہ دن سے ہی پہنچنا ٹھیک ہے۔ کہ رات کی سردی نقصان کر جائے گی، وہ یہاں آگیا ہے۔ اور قریب دو گھنٹے سے تمہارے ابا کے پاس دفتر میں بیٹھا ہے، شاید تمہاری پڑھائی کی نسبت گفتگو ہو رہی ہے۔"

تھوڑی دیر لائنل خاموش رہا۔ پھر بولا۔ "تم نے اُسے دیکھا تھا۔ اس کی صورت

Taj Tahir Foundation

کیسی ہے؟

"ہاں وہ مجھ سے آتے ہی ملا تھا۔ کیا بتاؤں۔ اس کی صورت کس کی ایسی ہے۔ شکل تو کچھ بن مانس سے ملتی ہے۔ اور جسم اونٹ سے...... وہ حقارت سے ہنسی۔ مگر لائنل کچھ مشوش سا ہو گیا۔ مسز ویلسکورٹ نے بڑی شفقت سے اپنی بانہہ اس کے گلے میں ڈال دی۔ اور اسے اپنے گلے سے لگا لیا۔ لائنل بیچارے کو اس قسم کے اظہار محبت کی بالکل عادت نہ تھی۔ جب کبھی برسوں میں ایک آدھ دفعہ اس کی ماں اسے پیار کرتی۔ یا محبت سے بولتی۔ تو اسے تعجب ہوتا تھا۔ چنانچہ اس وقت بھی وہ اتنی حیرت میں تھا۔ کہ اس سے بات نہ ہو سکی۔

میرے بچے میرا اس سے یہ مطلب ہے۔ کہ وہ بالکل ایسا ہی ہے جیسے دنیا کے سب عالم فاضل ہوا کرتے ہیں۔ غیر معمولی دانا آدمی کبھی خوش شکل نہیں ہوتے۔ مگر یہ شخص بڑا ہی سمجھ دار ہے۔ تمہارے ابا اس کی بڑی تعظیم کرتے ہیں۔ اور انگلستان کے سب تعلیم یافتہ آدمی اس کی لیاقت کو مانتے ہیں۔ اور جتنے دن وہ یہاں رہے۔ تم خوب محنت سے دل لگا کر پڑھنا۔

"ہاں...... اماں" غریب لائنل نے نہایت دھیمی اور افسردہ آواز میں کہا۔ پھر ایک آدھ لمحہ ٹھیر کر اس نے اپنی پیاری ماں کا نازک ہاتھ آہستہ سے اپنے گلے سے نکال کر بڑی محبّت سے اسے چوما۔ اور ہلکے سے چھوڑ دیا۔

"اب میں اباجان کے پاس چلا جاؤں۔ ان سے سب صاف کہہ دوں گا۔ وہ خفا تو بہت ہوں گے۔ مگر کیا مجھے مار تھوڑا ہی ڈالیں گے۔ اور اگر مار بھی دیں۔ تو میرا کیا ہرج ہے؟"

اتنا کہہ کر لائنل جلدی جلدی اپنے والد کے دفتر کی طرف قدم بڑھانے لگا۔ مسز ویلسکورٹ کھڑی ہو گئیں۔ اور شاید خیال کو ٹالنے کے لئے گلاب کا ایک پھول توڑ کر اس کی پتیاں الگ کرنے لگیں۔ مگر ان کی آنکھیں بڑی محبت سے اس وقت اپنے نور دیدہ معصوم بچّے کے دُبلے پتلے جسم پر جمی رہیں۔ جب تک کہ وہ ان کی نظر سے بالکل چھپ نہ گیا۔ پھر کسی طرف کو مڑ گئیں۔ مگر ان کو نہیں معلوم تھا۔ کہ میں کہاں جا رہی ہوں۔ کیونکہ ان کی آنکھیں محبت کے پاکیزہ آنسوؤں سے بالکل بھر گئیں تھیں۔ اور راستہ دکھائی نہ دیتا تھا۔

اتنے میں لائنل اپنے والد کے دفتر تک پہنچ گیا۔ اور دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔ مسٹر ویلسکورٹ نے بڑی کرخت آواز سے کہا "آخر آپ تشریف لے ہی آئے۔ آج دن بھر تم کہاں رہے؟ اور مجھ سے بغیر پوچھے تم کیوں گھر سے باہر گئے؟"

"میں تھک گیا تھا۔ اور آرام لینا چاہتا تھا۔"

"اے...... تھک گئے تھے۔ تم ایسی کیا محنت کرتے ہو۔ کہ تکان ہو گئی؟ مسٹر مونٹروز کے ساتھ ہر وقت آرام ہی تو کرتے تھے۔ میں تمہاری تعلیم پر اس قدر روپیہ خرچ کر رہا ہوں تمہارے لئے انگلستان بھر کا سب سے لائق آدمی میں نے پڑھانے کو بلایا ہے۔ اور تم مجھے اس کا یہی عوض دیتے ہو؟"

لائنل نے اس دوسرے شخص کی طرف جو اس کمرے میں بیٹھا تھا۔ دیکھا جو نقشے اس کی ماں نے اُسے بتاتے تھے۔ اُنہیں یاد کر کے فوراً پہچان گیا۔ کہ

Taj Tahir Foundation

یہی پروفیسر کیڈ منگور ہوں گے۔ لائنل نے ان کی طرف اشارہ کر کے اپنے باپ سے پوچھا "کیا آپ انگلستان کے سب سے لائق آدمی ہیں؟"

"تم بڑے شوخ ہوتے جاتے ہو۔ ایسی گستاخی کی تمہیں ہمت پڑ گئی؟"

"میں نے صرف پوچھا۔ یہ تو نہیں کہا۔ کہ وہ عالم نہیں ہیں۔ مگر شاید مجھے پڑھانے میں انہیں بڑی تکلیف ہوگی"۔

مسٹر ویلسکورٹ پروفیسر کی طرف مڑے اور کہنے لگے "مجھے نہایت افسوس ہے۔ کہ آج پہلے ہی دن آپ کے شاگرد نے ایسی بُری حرکت کی + میرا لڑکا مونٹروز کی صحبت میں بہت بگڑ گیا ہے۔ مگر مجھے امید ہے۔ کہ وہ ابھی ایسا نہیں بگڑا۔ کہ آپ کے اختیار سے باہر ہو گیا ہو"۔

پروفیسر لائنل کی طرف دیکھ کر بولے "نہیں ..... نہیں ..... مجھے امید نہیں۔ کہ یہ ایسا ہو۔ مگر میں اپنا خیال تم سے چھپانا نہیں چاہتا۔ یہ حرکت تمہاری بہت بُری تھی"۔

مسٹر ویلسکورٹ نے پروفیسر کی طرف مخاطب ہو کر کہا "میں بچوں کو کبھی مارتا نہیں ہوں۔ بھوکا رکھنا یا بند کر دینا میری دانست میں بچوں کے لئے بہترین سزا ہے۔ آج رات کو کھانا نہیں ملے گا۔ تو صبح تک آپ ہی ہوش آجاوے گا۔ اور یہ اپنے سبق پھر اچھی طرح شروع کر سکے گا + پھر لائنل کی طرف دیکھ کر بولے۔ اچھا اب تم میرے ساتھ چلو"۔

یہ اپنے والد کے ساتھ ہو لیا۔ وہ اسے اس کے سونے کے کمرے میں

لے گئے۔ اور اس کی تمام کھڑکیاں بند کر دیں۔ اور کہنے لگے "اب صبح تک تم یہاں قید رہو۔ اپنے کئے پر ذرا شرمانا۔ اور سوچنا۔ کہ تم نے آج کتنی بُری حرکت کی۔ تمہارا اُستاد دل میں کیا کہتا ہوگا"۔

یہ کہہ کر وہ چلے گئے۔ اور باہر سے دروازے میں قفل لگا دیا۔

لائنل کے فکر

لائنل کھڑکی کے پاس جا بیٹھا۔ اور اپنی دن بھر کی سرگزشت پر سوچنے لگا۔ وہ افسردہ نہیں تھا۔ بلکہ برخلاف اس کے بہت خوش تھا۔ کہ زندگی بھر میں ایک دفعہ تو ایسا دن نصیب ہوا۔ اور اس وقت بھی اس کو اس تاریک کمرے میں تنہا بیٹھنا اپنے نئے اور بھیانک اتالیق کے پاس ہونے سے بہتر تھا + اس کو اپنے استاد کا ایک ایک نقشہ باری باری یاد آرہا تھا۔ اور وہ سوچتا تھا۔ کہ شاید دانائی نے اس کے چہرے کو ایسا بدنما بنا لیا ہے + پھر اس کو روبن ڈیل کی شکل و شباہت کا خیال آیا۔ اور اپنی چھوٹی سہیلی جیسمن یاد آنے لگی + مگر کبھی کبھی پھر انہیں دقیق مسئلوں میں پڑ جاتا تھا۔ اور چاہتا تھا۔ کہ کچھ حل کر سکے۔ یعنی وہ سوچ رہا تھا۔ کہ کیوں بعض لوگ خدا کی ہستی کا یقین کرتے ہیں۔ اور بعض نہیں کرتے + کیا واقعی دُنیا کا پیدا کرنے والا کوئی سمجھ دار نیک دل خدا ہے۔ یا ذرات نے اس کو پیدا کیا؟ ہماری اور ان تمام بے شمار جانوں کی ہستی سے کیا مطلب ہے؟

Taj Tahir Foundation

اس نے بہت دفعہ استادوں سے التجا کی تھی۔ کہ کوئی اس کو یہ دقیق معمّا
حل کر دے۔ اور ان باتوں کا جواب دے۔ مگر کسی نے آج تک اس چھوٹے
منطقی کے ان مشکل اور اہم سوالات کا جواب خاطر خواہ نہیں دیا تھا۔ اگر اس
کو کوئی اچھی طرح یہ ذہن نشیں کر دیتا۔ کہ ہم فانی نہیں ہیں۔ ہماری روح ہمیشہ
ترقی کرتی رہتی ہے۔ اور دنیا صرف ایک منزل ہے۔ جس کو طے کرنے کے
بعد اس کو اور بھی منزلیں طے کرنی ہیں۔ اور اس اعلیٰ رتبے تک پہنچنا ہے۔
جب یہ روح انسانیت سے بالاتر ہو جائے گی۔ تو شاید اسے کچھ تسلی ہوتی۔
اس دعا مانگنے کی سخت ممانعت تھی۔ اور اس کے اتالیقوں نے اسے بتایا
تھا۔ کہ یہ ایک نہایت جاہلانہ فعل ہے۔ اور اگرچہ لوگ بکثرت دعا مانگتے ہیں۔
مگر اس کی صرف یہ وجہ ہے۔ کہ ابھی عوام میں تعلیم عام نہیں ہوئی ہے۔ اور
وہ اس طریقے کو جس کے وہ سیکڑوں برس سے پابند ہیں۔ چھوڑ نہیں سکتے۔
اس کو بتایا گیا تھا۔ کہ ہمارا پیدا کرنے والا ذرّہ یہ طاقت نہیں رکھتا۔ کہ ہم سے
ہمدردی کرے۔ یا ہمارے دکھ درد کو سمجھ سکے۔ انسان ان بے شمار چیزوں
میں جو اس ذرے کی حرارت سے پیدا ہوئی ہیں۔ ایک چیونٹی سے زیادہ
وقعت نہیں رکھتا۔

لائنل ایسی باتیں سن کر اپنی زندگی سے بیزار ہو جاتا تھا۔ اور رہتا تھا **گوتم بدھ**
کی طرح سوچتا تھا۔ کہ ایسی حقیر چیز کو اپنی ہستی پر اس قدر ناز کیوں ہو۔ اور
کس دن کے لئے جینے کی تکلیف گوارا کرے۔

اب اندھیرا ہوتا جاتا تھا۔ اور ایک درخت کے پیچھے سے چاند کا خوب صورت
چہرہ دکھائی دے رہا تھا۔ اور بہت دور کسی درخت پر کوئی چڑیا نہایت درد
ناک آواز میں گیت گا رہی تھی۔ لائنل اس کو سننے لگا۔ اور تھوڑی دیر میں اپنی
کرسی پر بیٹھا سو گیا۔ اور خواب دیکھنے لگا۔ جس میں کبھی تو فرانسیسی اور لاطینی
کی گردانیں پرانی تواریخوں کے واقعات۔ یا جدید سائنس کی تحقیقاتیں
خیال میں آتیں۔ اور کبھی چھوٹی جیسمن کھیلتی ہوئی نظر آتی۔ مگر یکایک کسی کی
آواز لائنل لائنل کہتی اس کے کان میں پڑی۔ اور یہ چونک کر اٹھ کھڑا ہوا۔
کھڑکی سے باہر نگاہ ڈالی۔ تو مسٹر چارلس کو ایک درخت کی ٹہنی پر بیٹھا ہوا دیکھا
وہ اس کی طرف کچھ اشارہ کر رہے تھے۔ یہ سمجھا نہیں۔ مگر منہ نکال کر باہر دیکھنے
لگا۔ مسٹر چارلس نے ایک پڑیا میں کچھ چیزیں اس کو دیں۔ اور کہنے لگے "یہ
تو تمہاری اماں نے بھیجا ہے۔ وہ کہتی ہیں۔ کہ تم ان کی خاطر سے سب ذرا ذرا
کھانا" یہ کہہ کر وہ پھر جانے لگے۔

لائنل نے جلدی کہا "مہربانی کرکے...... مسٹر چارلس..... میرا پیار
اماں کو کہنا۔ اور میری طرف سے شکریہ ادا کرنا"۔

لائنل تھوڑی دیر کھڑکی کے پاس کھڑا ہوا مسٹر چارلس کی پھرتی پر غور کرتا۔
کہ وہ کیسی جلدی نہایت آہستہ سے نیچے اتر گئے۔ لائنل کو اپنی اماں جان کے
یہ رفیق پسند نہ آتے تھے۔ وہ اس وقت سوچنے لگا۔ کہ اس کی کیا وجہ ہوگی۔
مگر معلوم نہ کر سکا۔ پھر فرش پر بیٹھ کر اپنی ماں کا بھیجا ہوا کھانا کھانے لگا۔ ایک

Taj Tahir Foundation

دن بھر کی ورزش نے اس پر یہ اثر کیا تھا۔ کہ اس نے اپنا کھانا غیر معمولی شوق اور بڑی بھوک سے کھایا ۔ اس کو یہ مختصر سی ساری چیزیں بہت ہی لذیذ معلوم ہوئیں۔ اور اس نے سب ذرا ذرا کھا لیا۔ مگر غالباً دو تین دن گزر جانے پر اس کا پھر وہی حال ہو جائے گا ۔ کھانے کی چیز دیکھ کر طبیعت متنفر ہو گی۔ معمولی چہل قدمی سے یہ ننھا بچہ تھک جائے گا۔ اور کودنے پھاندنے کا تو ذکر ہی کیا ۔ کھا کھا کر اس نے کپڑے بدلے۔ اور پلنگ پر جا لیٹا ۔ تھوڑی ہی سی دیر میں بالکل غافل سو گیا ۔ چاند اب اوپر چڑھ آیا تھا۔ اور اس کی کرنیں اس کے زرد چہرے اور منتشر سنہری بالوں پر پڑ رہی تھیں ۔ میٹھی نیند سوتے ہوئے شاید کوئی پسندیدہ خیال اسے گدگدی کر رہے تھے۔ کیونکہ اس کے پیارے چہرے پر وہی پاکیزہ تبسم تھا۔ جو اکثر سوتے ہوئے معصوم بچوں کے چہرے پر دیکھا جاتا ہے ۔

نئے استاد کا پہلا درس

دوسرے دن پروفیسر گیڈ منگور لائنل کے پڑھنے کے کمرے میں بیٹھے ہوئے اپنے شاگرد کا انتظار کر رہے تھے ۔ ان کی طبیعت اس وقت کچھ برہم ہو رہی تھی۔ کیونکہ اس کمرے کی چھت میں جا بجا بڑے بڑے کنڈے لگے ہوئے تھے۔ جن میں کسی زمانے میں گوشت وغیرہ لٹکایا جاتا تھا۔ اور ان میں سے بعض اس قدر نیچے تھے۔ کہ ایک ان کے سر میں چبھ گیا۔ اور ان کو

تھوڑی سی چوٹ لگی ۔ دوسری وجہ یہ تھی۔ کہ آج صبح ان کی آنکھ مرغ کی اذان سے بہت بے وقت کھل گئی تھی۔ اور نیند بھر سونے نہ پائے تھے ۔ خفیف تکلیفیں اکثر ان کا مزاج بگاڑ دیا کرتی تھیں۔ چنانچہ اس وقت بھی تیوری پر بل چڑھائے بیٹھے تھے۔ اور لائنل کا نصاب تعلیم جو نہایت خوش خط لکھا ہوا ان کے سامنے رکھا تھا۔ غور سے دیکھ رہے تھے۔ اور اس میں اتنے محو ہو گئے۔ کہ تھوڑی دیر بعد جب دروازہ آہستہ سے کھول کر لائنل اندر داخل ہوا۔ تو انہیں خبر نہ ہوئی۔ یہ تھوڑی دیر تک ان کا چہرہ بغور دیکھتا رہا ۔ پھر بڑے ادب سے سلام کیا ۔

"اچھا..... تم آ گئے ہو۔ امید ہے رات بھر میں تمہارا غصہ اتر گیا ہو گا؟"

"جی نہیں مجھے غصہ چڑھا ہی نہ تھا۔ تو اترتا کیا؟"

"تم نے اچھی طرح آرام کر لیا۔ یا نہیں؟"

"نہیں میں سمجھتا ہوں ابھی اچھی طرح نہیں کیا۔"

"تم اگر ایسے کوئی جانور ہوتے۔ جو چھ مہینے برابر سوتا ہے تو بہتر تھا۔"

"جی ہاں اگر ایسا ہوتا۔ تو میں بڑی تکلیفوں سے بچ جاتا ۔ کیا آپ کو کبھی تکان نہیں معلوم ہوتی؟"

"جب تمہارے سے سرکش بچوں کو پڑھاتا ہوں۔ تو اکثر تھک جاتا ہوں۔ ورنہ نہیں۔ اچھا میرے سامنے کھڑے ہو جاؤ۔ اور میرے سوالات کا جواب دو ۔ یہ تمہارا کورس جو میرے سامنے ہے اس سے معلوم ہوتا ہے۔

Taj Tahir Foundation

کہ تم کچھ استعداد فرانسیسی اور لاطینی میں حاصل کر چکے ہو"۔

پروفیسر گیڈ منگور نے بہت سے سوال کئے۔ اور لائنل کی غیر معمولی قابلیت اور تیزی طبع کو دیکھ کر حیران ہو گئے+ اقلیدس اور جبر و مقابلہ کے نہایت دقیق سوالات اس نے آناً فاناً میں حل کر دیے+ قریب دو گھنٹے تک یہ اس کا امتحان لینے میں مصروف رہے۔ جتنی زیادہ لیاقت اور تیزی سے لائنل ان کے سوالات کا جواب دیتا۔ اتنا ہی ان کا شوق اس ترقی تعلیم میں بڑھتا۔ اور ایسے ہونہار لڑکے کو خوب محنت سے پڑھانے کا عزم کرتے+ لوگوں کا خیال ہے۔ کہ بچہ جس قدر ذہین ہو۔ اتنا ہی زیادہ اُسے محنت کروائی جائے۔ تو سونے پر سہاگے کا کام دے۔ بیچارے ذہین لڑکوں کی اکثر اسی طرح شامت آتی ہے۔ جتنی زیادہ جلدی اور تیزی سے وہ علوم و فنون کے ماہر ہوتے جاتے ہیں۔ اُتنی ہی ان کے اُستاد اور بے رحمی سے اُنھیں گھوٹتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ بیچارہ بچہ بہت جلدی زرد لاغر اور کم زور ہو جاتا ہے۔ اور بہت دفعہ زندگی کی کل منزلیں طے کرنے سے پہلے ہی بہت بری طرح اپنے مہربان کو مایوس کر جاتا ہے+ ان بیچارے ذہین مگر بدقسمت بچوں سے وہ لڑکے بہت بہتر ہیں۔ جو اپنے مدرسوں میں ہمیشہ نظر حقارت سے دیکھے جاتے اور مدرسوں سے ڈانٹ کھاتے رہتے ہیں۔ جن کو قدرت پھسلا کر اپنی کتابیں چھوڑنے اور کھیل کود میں مصروف ہو جانے پر آمادہ کر دیتی ہے+ وہی لڑکے کچھ وقت گزرنے پر ان ہونہار نونہالوں پر سبقت لے جائیں گے۔

جو زمانہ طالب علمی میں اپنی تیزی اور ہوشیاری سے لوگوں کو حیران کر رہے ہیں+ ان کے قوی ہیکل جسم اور زور آور بازو دنیا میں بہت سے کام کریں گے+ وہ میدان جنگ میں بڑے بڑے سرکش بہادروں کا مقابلہ کرنے سے نہیں ڈریں گے۔ اور بالآخر یہ بچے جو بڑے بڑے جنگلی درختوں کی طرح بغیر کسی خاص کوشش کے بڑے ہو جائیں گے۔ شاید باغ قومی کے لئے ان نازک پودوں سے زیادہ مفید ہوں گے۔ جن کی دماغی نشو و نما کے لئے زمانے کے اعلیٰ سے اعلیٰ فاضلوں نے محنت کی+ پروفیسر گیڈ منگور بھی اس عام اصول کے مطابق بچوں کو بڑی محنت سے پڑھانے پر متفق تھے۔ وہ اپنے وقت کے بے نظیر اور بے مثل معلم سمجھے جاتے تھے+ لائنل کی غیر متوقع تیزی اور غیر معمولی استعداد کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ مگر اس کا اظہار اس پر نہیں کیا۔ صرف اختتام پر اتنا کہا۔ کہ تم کو اس سے زیادہ محنت کرنی پڑے گی۔ جتنی تم پچھلے دنوں کرتے رہے+ میں کبھی تمہارے ایسے کم سن بچوں کو نہیں پڑھاتا ہوں۔ مگر تم نے چھوٹی عمر میں بھی بہت کچھ سیکھ لیا ہے۔ اور تمہارے والد کو تمہاری تعلیم کی از حد فکر رہتی ہے۔ اس لئے میں نے یہاں آنا منظور کر لیا+ اب ان دو تین مہینوں میں جو میں تمہارے ساتھ ہوں۔ تم بڑی محنت سے پڑھنا اور خوب ترقی کرنا"۔

اتنا کہہ کر وہ اس کے لئے دن بھر کا کام قلم بند کرنے لگے۔

"جب آپ یہ لکھ چکیں۔ تو کیا میں آپ سے وہ بات پوچھ سکتا ہوں جس کی مجھے بڑی فکر رہتی ہے"۔

Taj Tahir Foundation

"ہاں...... کیوں نہیں...... کیا کوئی ضروری بات ہے؟"

"جی ہاں میرے خیال میں تو ضروری ہی ہے"۔

پروفیسر نے تھوڑی دیر میں کام ختم کر کے قلم میز پر رکھ دیا۔ اس کی طرف دیکھ کر مسکرائے۔ اور کہا "اچھا کہو تم کیا کہتے ہو؟"

لائنل پاس آ گیا۔ اور بولا "آپ بڑے دانا آدمی ہیں۔ بعض لوگوں کا خیال ہے۔ کہ انگلستان بھر میں کوئی اور آپ کا ثانی نہیں۔ مجھے امید ہے۔ کہ آپ ضرور میرے اس سوال کا جواب دیں گے + میں معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ کہ ذرہ کہاں ہے"؟ پروفیسر کیڈ منگور کو یہ سوال سن کر سخت حیرت ہوئی + انہوں نے کچھ بگڑ کر کہا "کیا واہیات سوال کرتے ہو؟ ذرہ کہاں ہے۔ اس کے معنے ہی کیا"؟

"واہیات نہیں ہے۔ وہی ذرہ تو ہم سب کا پیدا کرنے والا ہے۔ دیکھئے مجھے آپ کو اور دنیا کے بے شمار آدمیوں کو اسی نے بنایا ہے۔ وہ کیسا عجیب چھوٹا سا ذرہ ہو گا۔ جس نے بغیر عقل وتمیز بغیر ہوش حواس کے ایسی اچھی اچھی چیزیں بنائیں۔ اور آپ مہربانی کر کے مجھے یہ بھی بتائیں۔ کہ وہ آیا کہاں سے تھا"؟

پروفیسر کیڈ منگور کچھ تیوری چڑھا کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔ مگر خاموش رہے۔ کچھ جواب نہ دیا۔

"میں نے آپ سے اس لئے پوچھا۔ کہ آپ بڑے ہی دانا ہیں۔ اگر آپ

اتنے عقلمند نہ ہوتے۔ تو میں یہ سوال نہ کرتا + میں عرصے سے انتظار کر رہا تھا۔ کوئی بڑا سمجھدار آدمی ہو۔ تو میں اس سے پوچھوں + اب آپ آئے ہیں مجھے یقین ہے۔ آپ اس معاملہ کو میرے لئے صاف کر دیں گے۔ کیونکہ مجھے یہ معلوم کر کے بڑی خوشی ہو گی کہ وہ ذرۂ عظیم کہاں ہے۔ اور کیا کرتا ہے"؟

"تم وہ بات معلوم کیا چاہتے ہو۔ جو آج تک کسی نے معلوم نہیں کی۔ دنیا اور اس کی ہر چیز کی پیدا کرنے والی کوئی طاقت ہے۔ یہ تو ہر شخص جانتا ہے مگر وہ کہاں سے آئی۔ اور اس وقت کہاں ہے؟ یہ ایک ایسا پوشیدہ راز ہے جو آج تک کسی پر عیاں نہیں ہوا۔ غالباً وہ ذرہ اس وقت اپنی پیدا کردہ دنیا میں ملا ہوا ہے + ہم صرف اتنا جانتے ہیں۔ کہ وہ ہر لحظہ مصروف رہتا ہے۔ اور اس کی پیدا کردہ چیزیں ہیں۔ جو ہمیں دنیا میں روزمرہ نظر آتی ہیں"؟

لائنل یہ جواب سن کر بالکل مایوس ہو گیا "آپ نے کہا۔ کہ ہر چیز کی پیدا کرنے والی کوئی طاقت ہے۔ کیا آپ پورے یقین سے کہہ سکتے ہیں۔ کہ وہ طاقت یہی ذرہ ہے"؟

"ان معاملوں میں کوئی بات یقیناً نہیں کہی جا سکتی۔ جو کچھ سائنس کی جدید تحقیقاتوں سے دریافت ہوا ہے۔ اس کے مطابق ہم صرف قیاس کرتے ہیں"؟

"تو آپ اس طرح قیاس کی بنا پر کہتے ہیں۔ کہ دنیا کا پیدا کرنے والا ذرہ ہے

Taj Tahir Foundation

جس طرح اور لوگ کہتے ہیں۔ کہ دنیا کا پیدا کرنے والا خدا ہے۔ مگر میں سمجھتا ہوں۔ کہ ہمیں پیدا کرنے والا کوئی بڑا عاقل شخص ہے۔ جو سوچتا اور سمجھتا ہے۔ یہ ممکن نہیں کہ ذرہ میں ایسی طاقت ہو۔ کہ وہ ایسی عجیب و غریب چیزیں پیدا کر سکے۔ اگر ذرّہ ہمارا پیدا کرنے والا ہوتا۔ تو وہی ہمارا حاکم بن جاتا۔"

پروفیسر کیڈمنگور یہ سن کر جوشِ دلیل میں کرسی سے اُٹھ کھڑے ہوئے۔

"کیا تم سمجھتے ہو۔ کہ واقعی ایسا نہیں۔ ذرّے روزمرّہ ہمارے اوپر حکومت کرتے ہیں۔ بیماریوں اور وباؤں کے چھوٹے چھوٹے ذرّے ہزارہا آدمیوں کا خون کرتے ہیں۔ انہیں سے بھونچال آتے ہیں۔ ہزاروں قسم کی تبدیلیاں ہر روز ان کی حرکت سے سطح زمین پر دیکھنے میں آتی ہیں۔ ہم واقعی ذرّے کے ہی تابع ہیں۔ میں ہزاروں مثالیں ان کی طاقت کی دے سکتا ہوں۔ تم ابھی اس قدر چھوٹے بچے ہو۔ کہ سائنس کی یہ باریکیاں سمجھ نہیں سکتے۔ مجھے تم سے اس قدر دقیق مسئلوں پر بحث کرتے ہنسی آتی ہے۔"

"ہنسی کی اس میں کیا بات ہے؟ میں تو ہر وقت اس بات پر سوچا کرتا ہوں۔ مجھے یقین تھا۔ کہ آپ میری یہ دقت صاف کر دیں گے۔"

پروفیسر کیڈمنگور بات کاٹ کر بولے۔

"تم نے اس مضمون پر بہت دیر گفتگو کی۔ اگر تم ایسے سوالات مجھ سے سال بھر لگاتار کرتے جاؤ۔ تو میں جواب نہ دے سکوں گا۔ ہم لوگ صرف اتنا ہی جانتے ہیں۔ جتنا سائنس کے ذریعے دریافت ہو سکتا ہے۔ زیادہ نہیں۔ میں

نے تمہارے سبق پر نشان کر دیا ہے۔ اس کو بیٹھ کر یاد کرو۔ اور مجھ سے ایسے فضول سوالات مت کیا کرو۔ تمہارا تعلق اس دنیا سے ہے۔ اس کے بعد کیا ہوگا۔ سوچنے کی ضرورت نہیں۔"

یہ کہہ کر وہ باہر نکل گئے۔ لائنل اب کمرے میں اکیلا تھا۔ کچھ گرمی معلوم ہوئی۔ تو کھڑکی کھول کر باہر دیکھنے لگا۔ دوپہر کا وقت تھا۔ سورج کی کرنیں ادھر ادھر پھیلی ہوئی تھیں۔ پاس کی پھلواری میں جو تھوڑے سے پھول تھے وہ بھی مرجھاتے ہوئے۔ صرف سورج مکھی ایک ایسا پھول تھا۔ جس پر کرنوں کا اثر نہ ہوا تھا۔ وہ نہایت غرور و ناز سے گردن اٹھائے ہوئے آفتاب عالم تاب کا نورانی چہرہ بغور دیکھ رہا تھا۔ ایک سائے دار درخت کے نیچے لائنل کو اپنے والد ماجد اور پروفیسر کیڈمنگور نظر آئے۔ یہ تھوڑی دیر تک ان کی طرف دیکھا کیا۔ پھر کتابیں لے کر اپنے اسی پرانے ڈسک کے پاس بیٹھ کر پڑھنے لگا۔

چھٹی کا دن اور دوستوں سے ملاقات

موسم گرما کے لمبے لمبے دن اب بیچارے لائنل سے کاٹے نہ کٹتے تھے۔ پڑھنے سے دن بھر چھٹی نہ پاتا۔ صرف کبھی کبھی پروفیسر کیڈمنگور کے ساتھ ہوا خوری کو جانے کی تو اسے ضرور اجازت تھی۔ مگر اس میں بھی اس غریب کو تفریح کہاں؟ وہ ہمیشہ ایک ہی مقررہ سڑک پر گھنٹہ آدھ گھنٹہ ٹہل کر چلے آتے تھے۔ کشتی کھینا۔ یا اور کسی قسم کی تفریح طبع کا تو ذکر ہی کیا؟ ساحل پر بھی بہت کم جاتے۔

Taj Jahir Foundation

اور اس پر طرہ یہ۔ کہ کم سخن تھے۔ راستے بھر ایک بات نہ کرتے + بیچارے لائنل کو بھی ہمت نہ ہوتی۔ کہ اظہار خیالات کرے + ایک آدھ دفعہ جو اس نے وہی پُرانا مسئلہ چھیڑا۔ تو بوڑھے منطقی کو ایک بات سوچنے کی مل گئی۔ اور اسے مختصر جوابات سے خاموش کرکے آپ ایسے محو ہوئے۔ کہ تمام راستے اسی معمے پر غور کرتے رہے + چنانچہ اب لائنل نے بھی اپنے تئیں خاموش رہنے کی خو ڈال لی۔ اور کسی ایسے مسئلے پر گفتگو کرنا قطعی چھوڑ دیا + بعض اوقات اس کو ہجوم خیالات ایسا تنگ کرتے۔ کہ نیند نہ آتی۔ اور سر چکرانے لگتا + سبق اچھی طرح یاد نہ رہتا۔ اور وہ تیزی طبع اور ذکاوت جس سے پروفیسر صاحب آتے ہی حیران ہو گئے تھے۔ اب رفتہ رفتہ گھٹتی جاتی تھی + حق یہ ہے۔ کہ اس بیچارے کم سن بچے کو اپنی تعلیم کا بوجھ اس قدر زیادہ معلوم ہوتا تھا۔ کہ اٹھاتے نہ اٹھتا + کبھی اس کا سر اس قدر تھک جاتا۔ کہ باوجود کوشش کے بھی کتابوں کی طرف راغب نہ ہوتا۔ مگر ایسے موقعوں پر وہ اَور زیادہ ہمّت اور حوصلے سے کام لیتا۔ اور زبردستی پڑھنے لگتا تھا + وہ خود تو کبھی کسی سے کوئی شکایت نہ کرتا تھا۔ لیکن اگر کوئی ہمدرد غور سے دیکھتا۔ تو معلوم کرتا۔ کہ اس کے زرد اور غمگین چہرے پر تکان کے کیسے گہرے آثار تھے ؛

ایک دفعہ بڑی سہانی صبح تھی۔ کہ لائنل کو اپنی سخت محنت سے دم بھر کی فرصت ہوئی۔ اور دم بھر کچھ یوں ہی سی خوشی میسر آئی + اس کے والد ماجد اور پروفیسر کیڈ منگو رنے اتفاقاً لنڈن جانے کا قصد کیا۔ کہ پروفیسر صاحب نے

اس جگہ کی بڑی تعریف سنی تھی۔ حتےٰ کہ بعض اشخاص نے ذکر کیا تھا۔ کہ اگر اس مقام کو انگلستان کا سوٹزرلینڈ کہیں تو بے جا نہ ہو + چنانچہ انہوں نے اس سیرگاہ کو بچشم خود دیکھنے کا ارادہ کیا۔ اور مسٹر ولیسکورٹ بہ حیثیت ان کے دوست اور مشفق کے ان کے ساتھ ہوئے + جاتے وقت مسٹر ولیسکورٹ ایک لمحہ بھر کو لائنل کے پاس آئے۔ اور کہنے لگے "آج دن بھر تمہیں اکیلا رہنا ہے۔ دیکھوں تم کہاں تک حکم مانتے ہو۔ مجھ سے وعدہ کرو۔ کہ احاطے سے باہر نہ جاؤ گے یہ باغ خاصہ بڑا ہے۔ اور تم اس میں اچھی طرح ورزش کر سکتے ہو۔ تم نے سنا؟"

"جی سُنا" لائنل نے جواب دیا ؛

"قبرستانوں میں مارے مارے پھرنے کی اور نئے معزز دوستوں سے ملنے کی ضرورت نہیں۔ اچھا منہ سے وعدہ کرو" ؛

"میں وعدہ کرتا ہوں" ؛

"یہ اچھی طرح اپنے فرائض کو سمجھتا ہے۔ میرے خیال میں تو اس میں سب سے بڑی خوبی یہی ہے" پروفیسر نے بات کاٹ کر کہا۔ لائنل خاموش کھڑا تھا۔ اگر وہ اس وقت اپنے جذبات کا اظہار کرتا۔ تو یہ لوگ حقارت سے سُنتے۔ اور توجہ نہ کرتے + عمر رسیدہ آدمی ہمیشہ چھوٹے بچوں کے رنج و غم اور مصائب و تکالیف کو محض خیالی اور فضول خیال کرتے ہیں۔ مگر اس میں شک نہیں۔ کہ ان کے ننھے دل جو پھولوں سے نازک تر ہوتے ہیں۔ ان تکالیف کو بالکل سہار نہیں سکتے۔ ان کے پاکیزہ دلوں پر جو غم کے گرد و غبار سے بالکل

Taj Tahir Foundation

پاک ہوتے ہیں۔ اس کا پہلا اثر بہت گہرا پڑتا ہے ⁂

سٹر ویلسکورٹ اور پروفیسر کیڈ منگو رجب سے بالکل غائب ہو گئے۔ تو لڑکے کا دل کچھ بشاش ہوا۔ اور اسے ایسا معلوم ہوا۔ کہ کوئی بڑا بھاری بوجھ اس کے دل سے اُٹھ گیا + اس نے کھڑکی کھولی۔ اور باہر کے خوش نما منظر کو دیکھنے لگا + اس کو رنج تھا۔ کہ اس کی اماں جان آج گھر میں نہ تھیں۔ اگر یہ وہاں ہوتیں۔ تو یہ جلدی سے نیچے جاکر انہیں لپٹ جاتا۔ اور اپنی پیاری امی جان کے پیارے خوب صورت چہرے کو اس پیارے چہرے کو۔ جس سے اس چھٹی کے دن محبت مادری کے ایسے پاکیزہ بڑے گہرے مگر غیر متوقع آثار نمایاں تھے چوم لیتا + "شاید وہ جلدی آجائیں" لائنل دل میں کہنے لگا۔ اگر ان کے دوستوں نے نہ روکا۔ تو ممکن ہے۔ شام کے پہلے وہ یہاں پہنچ جائیں۔ اور میں رات سونے سے پیشتر ان سے باتیں کر سکوں + لائنل کو اس خیال سے کچھ یوں ہی سی تشفی اور خوشی ہوئی۔ کہ اَور کوئی نہیں۔ تو اس کی اماں جان تو اسے پیار کرتی ہیں۔ وہ اس پر بھی بار بار غور کرتا تھا + یہ یقین کرتا کہ ان کو واقعی اس کا پیار تھا۔ لائنل کے لئے مشکل امر تھا۔ کیونکہ ان کی کسی بات سے۔ کسی حرکت سے۔ کبھی بھول کر بھی اس کی تصدیق نہ ہوتی تھی + وہ کبھی اس کو اپنے پاس نہ بلاتیں۔ نہ پیار کرتیں۔ نہ اس کی بات میں دخل دیتی تھیں + مگر تاہم لائنل کو وہ مہربانی آمیز الفاظ اور فرطِ محبت سے چمکتا ہوا چہرہ۔ جب اس چھٹی کے روز پندرہ دن ہوئے وہ اسے لینے پھاٹک پر کھڑی تھیں۔ ہرگز نہ بھولتا تھا ⁂

لائنل ایک آہِ سرد بھر کر سوچنے لگا "آہ پندرہ دن ہوتے۔ اور مجھے دم بھر چھٹی نہ ہوئی۔ خیر آج ہی سہی" + یہ سوچ کر وہ باہر کے دل فریب منظر کو دیکھنے لگا + انگلستان میں موسم گرما ایسا ہی خوش گوار ہوتا ہے۔ جیسا یہاں موسم بہار + کھڑکی کے پاس کھڑے ہوئے اسے دُور دُور کی چیزیں نظر آرہی تھیں + سبزہ پوش ٹیلے۔ گھنے جنگلات میدان وغیرہ سب چیز نہایت ہی خوش نما معلوم ہوتی تھی۔ سورج کی کرنیں ادھر اُدھر پھیلی ہوئی تھیں۔ قدرتِ کاملہ کی ہر چیز ایک خاص نفاست اور دل فریبی سے جی لبھائے لیتی تھی + اس نے فوراً ارادہ کیا۔ کہ آج باغ میں جاکر پڑھوں گا۔ اور کتابوں کے ڈھیر میں سے دو جلدیں نکال کر نیچے اتر گیا۔ اور ایک روش پر ٹہلنے لگا + پاس ہی گلاب کے بہت سے سُرخ سفید اور گلابی پھول کھلے ہوئے تھے۔ اور ان کی بھینی بھینی خوشبو اس کا دل و دماغ تازہ کر رہی تھی + تھوڑی دیر میں اپنی دونوں کتابیں کسی جگہ پر رکھ کر انہیں بالکل بھول گیا۔ اور خود آکر ایک ہری گھاس کے تختے پر لیٹ لیا + دونوں باہیں سر کے نیچے رکھ لیں۔ اور نیلگوں آسمان کی طرف ٹکٹکی لگا کر دیکھنے لگا + کہیں پر ایک چھوٹا سا بادل کا ٹکڑا اڑتا ہوا نظر آیا۔ اور اس کے پاس ہی کوئی چڑیا۔ اور اس کی عین آنکھوں کے سامنے ایک بُلبل نہایت میٹھی آواز میں کوئی راگ گا رہی تھی + گھنے سائے دار درخت پھول پتیاں وغیرہ بالکل بے حس و حرکت تھیں + آس پاس کا منظر بالکل ایسا معلوم ہوتا تھا۔ گویا کسی مصوّر کے کاریگر ہاتھ نے تصویر میں دکھایا ہو + اس دل فریب نظارے میں لائنل بالکل

Taj Tahir Foundation

محو تھا۔ کہ ایک چڑیا اس سے کچھ فاصلے پر چہچہاتی ہوئی آئی۔ اور ڈری ہوئی نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی۔ لائنل کو خیال آیا۔ کہ اس ننھی چڑیا کے بدلے اس کے والد آجاتے۔ تو سارے نظارے کا لطف بگڑ جاتا۔ اس خیال کا آنا تھا۔ کہ وہ پھر سوچنے لگا۔ میرے ابا مجھے پیار کیوں نہیں کرتے؟ اماں بھی مجھے چاہتی ہیں یا نہیں؟ اس فکر میں تھا۔ کہ یکایک چونک پڑا۔ کوئی آواز اس کو "لائلی۔ لائلی" کہتی ہوئی کان میں پڑی۔ ادھر اُدھر دیکھا۔ مگر کسی کا پتہ نہ پایا۔ پھر سُنا۔ کہ کسی نے "لائلی" کہہ کر بہت زور سے پکارا۔ اب کی دفعہ یہ آواز اس جانب سے آتی سُنائی دی۔ جدھر گلاب کے پودوں اور دوسرے بہت سے خودرو پھولوں نے دیوار کی طرف باڑ باندھی ہوئی تھی۔ لائنل اس طرف لپکا۔ اور گلاب کے پھولوں میں سے ایک ننھا نازک پھول سا گلابی چہرہ تاکتا ہوا نظر آیا۔ "اوہو لائلی" "میں نے تجھے ڈھونڈ لیا" یہ کہتے ہوئے وہ چہرہ اور آگے نکل آیا۔ "اوہو لائلی"۔ لائلی اس چھوٹی سہیلی کو دیکھ کر جس سے ملنے کا اسے کبھی خواب و خیال بھی نہ تھا۔ بہت ہی خوش ہوا۔ "کیوں پیاری ...... جیسمن۔ تم کیسے آگئیں؟ تمہیں راستہ کس نے بتایا؟" ننھی مس ڈیئل نے اس کا کچھ جواب نہ دیا۔ تھوڑی دیر غور کر کے بولیں "کیا میں اس سوراخ میں سے نکل نہیں سکتی۔ میں تمہاری اماں سے ملوں گی"۔

لائنل کو فوراً خیال آیا۔ کہ ایسا نہ ہو کوئی دیکھ لے۔ ممکن ہے۔ میرے ابا نوکروں سے کہہ گئے ہوں۔ کہ میرے اوپر نگاہ رکھیں۔ چنانچہ بجائے اس کے

کہ وہ اسے اپنے پاس بلا لیتا۔ وہ باڑھ کے بالکل پاس چلا گیا۔ اور ہلکے ہلکے باتیں کرنے لگا۔ "میری اماں آج یہاں نہیں ہیں۔ میرے استاد اور ابا بھی دن بھر کو چلے گئے ہیں۔ میں بالکل اکیلا ہوں۔ میں نے ابا سے وعدہ کیا تھا۔ کہ اس احاطے سے باہر نہ نکلوں گا۔ نہیں تو میں ضرور تمہارے پاس آتا۔ مسٹر ڈیئل تو اچھے ہیں؟"

"ہاں میرے ابا اچھے ہیں۔ وہ آج کل ایک اور ننھی مُنّی سی قبر کھود رہے ہیں۔ کسی چھوٹے سے بچے کی ہے۔ اور تم کیسے ہو ...... لائلی ...... تمہارا مُنہ کتنا سفید ہے۔ بالکل ایسا لگتا ہے۔ جیسی میری امّی لگتی تھیں۔ جب انہیں فرشتے لے گئے۔" لائنل مسکرایا۔ "شاید زیادہ پڑھنے میں زرد معلوم ہوتا ہوں تم تو کبھی کچھ نہیں پڑھتیں"۔

"میں پڑھنا نہیں جانتی۔ مگر ایک کہانیوں کی کتاب میرے پاس ہے۔ میری بوآ مجھے اس کی کہانیاں سُناتی ہیں"۔ لائنل شوق سے اس کی بھولی بھولی باتیں سُنتا رہا۔ پھر ہلکے سے جھک کر اس کے بالوں کی ایک لٹ پھولوں سے باندھ دی۔ "اب تم نہیں جا سکتیں۔ تم میری چھوٹی قیدن بن گئیں۔ میں نے تمہیں باندھ دیا۔" جیسمن بڑے شوق سے اپنے کندھے کے پیچھے دیکھنے لگی۔ اور خوب ہنسی۔ پھر ننھی نازک چڑیا کی طرح بڑے آرام سے پتوں میں بیٹھ گئی۔

"میں نے تمہیں کہا تھا۔ کہ یہاں ایک سوراخ ہے۔ جس میں سے جاتی ہوں

Taj Tahir Foundation

دیکھو یہی وہ بھید ہے۔ میں یہاں آکر پھول توڑ لے جاتی ہوں۔ یہاں تو گلاب کے پھول بہت ہیں۔" یہ سن کر لائنل جلدی سے اُٹھا۔ اور پاس کے پودوں سے بہت عمدہ عمدہ پھول توڑ لایا۔ جیب سے ایک تاگا نکال کر ان کا گلدستہ بنایا۔ اور ہلکے سے اس کے ہاتھ میں دھر دیا۔ جیسمن نے اپنی چھوٹی سی ناک پھولوں کے اندر گھسا دی۔ "کیسے عمدہ پھول ہیں! تم بڑے اچھے لڑکے ہو۔ لائلی.... ارے مکھی آئی ہے۔" یہ کہہ کر اس نے اپنے پھولوں کو چھپا لیا۔ اور وہ شہد کی مکھی بار بار اس کے اردگرد گھومنے لگی۔ شاید اس ننھی بچی کو وہ کوئی حقیقی پھول سمجھی۔ لائنل ایک پتا زمین سے اٹھا کر بڑی مستعدی سے اسے ہٹانے لگا۔ پھر تھوڑی دیر میں شاید جب اس مکھی کو معلوم ہوا۔ کہ یہ خوب صورت معصوم بچے پھول نہیں۔ بلکہ انسان ہیں۔ تو آہستہ سے دوسرے پھولوں پر چلی گئی۔ جیسمن تیوری چڑھا کر اسے دیکھنے لگی۔ "اتنے پھول اور ہیں وہ اس کے لئے کافی نہیں ہوتے۔ کہ میرے پھولوں پر آتی ہے۔ بڑی خراب مکھی ہے"! لائنل نے بھی بڑی زور سے تائید کی۔ پھر پاس کو آکر کہا۔ "تم کس طرح آئیں۔ جیسمن کیا تم اس کھیت سے اکیلی گزر آئیں؟"

جیسمن نے بڑے ناز سے جواب دیا۔ "ہاں اکیلی آئی۔ کبھی کبھی اس کھیت میں گائے بھینس چرا کرتی ہیں۔ تو میں ڈر جاتی ہوں۔ مگر آج نہیں تھیں۔ تو میں راستے بھر تم سے ملنے کو بھاگی ہوئی آئی۔ تم مجھ سے کھیلنے کب آؤ گے؟"

لائنل کی خوشی یہ سن کر کچھ مدھم پڑ گئی۔ اس نے دھیمی اور افسردہ آواز میں کہا۔

معلوم نہیں کب۔ مجھے پڑھنے سے چھٹی نہیں ہوتی۔ دوسرے میں پروفیسر کے بغیر کہیں جا نہیں سکتا۔"

جیسمن حیرت سے بولی۔ "پروفیسر؟" وہ کون ہے؟"

"میرا استاد۔ جو مجھے پڑھاتا ہے۔"

"تو کیا وہ بھی ساتھ نہیں آسکتا؟"

"شاید وہ تو نہ آنا چاہیں۔"

"ہاں وہ بڑا بُرا ہے۔ وہ مجھ سے ملنا نہیں چاہتا۔ وہ ایسا ہی بُرا ہے۔ جیسے تمہارے ابا ہیں۔ تم نے مجھ سے کہا تھا۔ کہ اگر میں اس میں نکل آؤں تو وہ بڑے خفا ہوں۔" پھر ذرا لہجہ بدل کر نہایت درد آمیز آواز میں بولی۔ "بیچارے لائلی مجھے تجھ پر بڑا ترس آتا ہے۔"

اس نے یہ الفاظ اس قدر درد سے کہے۔ کہ لائنل پر بڑا اثر ہوا۔ اور اس کی آنکھیں بھر آئیں۔ "کیوں جیسمن؟"

"تم بالکل اکیلے ہو۔ اور میں سمجھتی ہوں۔ کہ تم میرے ساتھ کبھی نہیں کھیلو گے۔"

لائنل نے اس کے دونوں ننھے ہاتھ پکڑ لئے۔ اور ان سے کھیلنے لگا۔ "نہیں یہ مت کہو۔ میں تمہارے پاس ضرور آؤں گا۔ اگر اب نہیں تو بڑا ہو کر تو ضرور ہی آؤں گا۔"

وہ غور سے اس کی طرف دیکھنے لگی۔ "ابھی بڑے ہونے میں بہت دن

Taj Tahir Foundation

ہیں لائنل"۔

لائنل خاموش رہا۔ بچی کا یہ کہنا بہت ہی درست تھا۔ لائنل کے بڑے ہونے میں (اگر وہ بڑا ہوا تو) ابھی لمبا عرصہ تھا۔ وہ بیچارہ اس چھوٹی سی زندگی سے ہی بیزار تھا۔ اور ہرگز نہ چاہتا تھا۔ کہ صرف جوان ہونے کی خاطر وہ اتنے سال زندہ رہنے کی تکلیف برداشت کرے۔

تھوڑی دیر یہ اسی طرح خاموش بیٹھے رہے۔ پھر جیسمن بولی "اب میں جاتی ہوں"۔

"اتنی جلدی تھوڑی دیر اور ٹھیر جاؤ"۔

"نہیں اَبّا میرے لئے ٹھہرے ہوں گے۔ میں اُن کو گھر لے جاؤں گی"۔

"اچھا تم آج چار بجے پھر آنا۔ میں یہاں کھڑا ہوا تمہاری راہ دیکھوں گا"۔

"میں نہیں آسکتی۔ میری بوا مجھے آنے نہیں دینگی" لڑکی نے ذرا سوچ کر جواب دیا۔

"نہیں پیاری جیسمن تم اُن سے منت کر کے کہنا ایک دفعہ تو آنے دیں گی" لائنل نے بڑی عاجزی سے کہا۔ "اب تو ہم یہاں سے جلدی جانے والے ہیں"۔

"ہاں لائنل میں کوشش کروں گی۔ شاید آجاؤں شاید نہ آسکوں۔ مگر میں جلدی ملوں گی۔ تم مجھے بھولنا نہیں"۔

"نہیں پیاری چھوٹی سی جیسمن۔ میں تمہیں کبھی نہیں بھول

سکتا"۔

جیسمن نے اس باڑ کے سوراخ میں سے اپنا سر نکالا۔ اور کھڑی ہوگئی۔ لائنل نے اسے ٹوپی پہنا دی۔ دونوں بچوں نے لپٹ کر پیار کیا۔ اور جیسمن جانے لگی۔ مگر تھوڑی دور چل کر پھر واپس آئی۔ اور اسی سوراخ میں سے اپنا ننھا منہ نکال کر کہنے لگی "ہم جلدی ملیں گے لائنل" یہ کہہ کر غائب ہوگئی۔

لائنل پھر اکیلا رہ گیا۔ اور اب اس کی خوشی بالکل جاتی رہی۔ شاید اس چھوٹی سہیلی کے اس قدر جلدی چلے جانے سے اس کا جی افسردہ ہوگیا۔ جو کچھ بھی وجہ ہو۔ اس کی طبیعت پر اب وہ بشاشت نہ رہی۔ جو صبح تھی۔ اس کا بے اختیار جی چاہا۔ کہ باڑ کو پھاڑ کر نکل جائے۔ اور پھر ایک دن جی بھر کر کھیل لے۔ مگر وعدہ کر چکا تھا۔ اس لئے مجبور تھا۔ مگر یقیناً جیسمن کے جاتے ہی اس کی تمام خوشی بھی غائب ہوگئی تھی۔ اور اپنی تنہائی کا خیال اسے ستا رہا تھا۔ دھیان بٹانے کے لئے اس نے اپنی دونوں کتابیں اُٹھائیں۔ اور ایک طرف بیٹھ کر پڑھنے لگا۔ مگر اس کا جی اس وقت اس طرف بالکل نہ جمتا تھا۔

تھوڑی دیر میں اس کی نگاہ دو بڑی خوب صورت تتلیوں پر پڑی۔ جو نہایت دلربایانہ انداز سے پھولوں سے اٹکھیلیاں کر رہی تھیں۔ ان کے رنگا رنگ کے نازک پَر سورج کی شعاعوں میں چمکتے ہوئے نہایت بھلے معلوم ہوتے تھے۔ اور بھی تمام چیزیں نہایت خوش و خرم شاد و خنداں تھیں۔

Taj Tahir Foundation

لائنل بیچارے کو قدرت کی بے رحمی کا خیال آیا۔ اور دل میں کہنے لگا۔ اگر دنیا کا بڑے سے بڑا آدمی بھی تکلیف یا رنج میں ہو یا مر جائے۔ تو کسی کو ملال نہ ہو۔ قدرت کی ہر چیز ایسی ہی بشاش رہے۔ جیسی اس وقت ہے۔ چڑیاں اسی طرح میٹھی سروں میں چہچہاتی رہیں تتلیاں پھولوں سے اٹکھیلیاں کریں۔ پھول کھلیں۔ اور آفتاب چمکا کرے۔ شاید یہی وجہ ہے۔ کہ لوگوں نے ذرے کو دنیا کا پیدا کرنے والا قرار دیا ہے:۔

وہ اپنی جگہ سے اُٹھ کر ہلکے ہلکے ٹہلتا ہوا مکان کے پھاٹک کی طرف نکل گیا+ یہاں اونچے اونچے درخت سایہ کئے ہوئے تھے۔ اور انہیں میں سے ایک کے زیر سایہ ایک شخص کھڑا ہوا اس کی طرف کچھ اشارہ کر رہا تھا+ یہ جلدی قدم بڑھا کر اس کے پاس پہنچا۔ مگر جوں ہی اس کی نگاہ اس مصیبت کے مارے بھیانک چہرے پر پڑی۔ یہ چونک کر پیچھے ہٹ گیا+ اس کم بخت کا سر ضعف سے برابر ہلتا جاتا تھا۔ اور معلوم نہیں کیوں یہ منہ سے لگاتار کچھ الفاظ کہے جاتا تھا+ اس کے ہاتھ پاؤں سب ٹیڑھے تھے۔ اور بیچارہ بہ مشکل کھڑا ہو سکتا تھا۔ جسم سوکھ کر کانٹا ہو رہا تھا۔ اور چہرے پر مُردنی سی چھائی تھی+ اس کے ہاتھ میں ایک ٹوکری نہایت خوب صورت گلاب کے پھولوں سے لدی ہوئی تھی۔ اور دو چار لال لال بڑے عمدہ اور لذیذ سیب بھی پڑے تھے+ یہ خوش نما دل فریب چیزیں اس بھیانک مُڑے ہوئے ہاتھ میں جو برابر لائنل کی طرف کچھ اشارہ کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ ہر گز زیب نہ دیتی تھیں:۔

لائنل اس کو دیکھ کر چونک پڑا۔ خوف سے اس کے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور ایک دو لمحے غور سے دیکھتا رہا۔ پھر بھاگتا ہوا اپنے کمرے میں چلا گیا۔ اور کرسی پر بیٹھ کر سوچنے لگا۔ ہمارا پیدا کرنے والا ذرہ ہی ہوگا۔ جو ہماری تکلیفیں محسوس نہیں کرتا۔ کوئی رحم دل شخص ایسے مصیبت زدہ کو زندہ نہیں رکھ سکتا+ ہمیں دنیا میں لا کر تکلیف دینے سے کیا مطلب ہے؟ اگر کوئی مجھے اس کا سبب بتا دیتا۔ تو میری تسکین ہو جاتی۔ مگر سبب تو کوئی بتاتا ہی نہیں۔ ریوبن ڈیل کہتا ہے کہ اس میں ضرور کوئی مصلحت ہے۔ مگر وہ بے علم ہے۔ کچھ جانتا نہیں میں اس سے پوچھوں گا۔ کہ اس کے اللہ میاں کا اس بیچارے فقیر کو اتنی تکلیف دینے سے کیا مطلب ہے؟ پھر کسی خیال میں نیچے گیا۔ اور اپنے والد کی کتابوں میں کوئی کتاب ڈھونڈھنے لگا۔ جہاں ان کی الماریاں تھیں۔ سب میں دیکھ ڈالا۔ مگر وہ کتاب نہ ملی+ پھر ایک خادمہ کو پکارا۔ "لوسی تم کہاں ہو؟"

"جی ہاں ماسٹر لائنل کیا ہے؟"

"تم مجھے تھوڑی دیر کو اپنی انجیل دے سکتی ہو؟"

"ضرور کیوں نہیں؟" تھوڑی دیر میں لوسی باورچی خانے کی طرف جا کر انجیل کی ایک جلد جو ایک نہایت باریک کاغذ میں لپٹی ہوئی تھی۔ لے آئی۔ اور بڑی خوشامد سے کہنے لگی۔ "دیکھنا سیاہی نہ لگے":۔

"نہیں میں ابھی دے دوں گا" لائنل اپنے کمرے میں چلا آیا۔ اور انجیل کے وہ صفحے کھول کر جن میں حضرت مسیح کے بیماروں کو شفا دینے کا حال درج

Taj Tahir Foundation

تھا۔ دیکھنے لگا۔ پھر ایک آہِ سرد بھر کر کتاب بند کر دی۔ اور دل میں کہا "مجھے گیا۔ اس میں خواہ کتنا ہی اطمینان دلایا۔ مگر میرے ابّا جان اور پروفیسر تو کہتے ہیں۔ کہ یہ ٹھیک ہی نہیں۔ اور میں نے تو ایک کتاب میں یہاں تک پڑھا تھا کہ حضرت مسیح کبھی پیدا ہی نہ ہوئے تھے"۔

تھوڑی دیر میں یہ لوسی کے پاس جا کر اسے کتاب واپس کر آیا۔ اس نے پوچھا:-

"تم جو دیکھنا چاہتے تھے تمہیں مل گیا؟"

"ہاں..... نہیں۔ ہاں مل ہی گیا۔ لوسی تم نے اس بیچارے فقیر کو دیکھا تھا۔ اس کے ہاتھ پاؤں سب ٹیڑھے تھے۔ اور اس کی صورت بڑی ڈراؤنی تھی"۔

"ہاں وہ اسی گاؤں میں رہتا ہے۔ لڑکے اسے دیکھ دیکھ کر ہنسا کرتے ہیں۔ مگر وہ فقیر نہیں۔ اپنی روزی آپ کماتا ہے۔ کسی پر اپنا بار نہیں ڈالتا۔ مگر معلوم نہیں وہ کما کیسے سکتا ہے۔ شاید اللہ اس کی خود نگہبانی کرتا ہے۔ کیونکہ اور کوئی اس غریب کی پروا نہیں کرتا"۔

لائنل اپنے کمرے میں چلا گیا۔ اور بڑے غور سے پڑھنے لگا۔ بہت دیر تک پڑھتا رہا۔ پھر بالکل تھک کر اٹھا۔ گھڑی دیکھی تو ۸ بجے تھے۔ اسے یاد آیا کہ اس وقت اس نے جیسمن کو بلایا تھا۔ شاید وہ اب آتی ہو۔ یہ سوچ کر نیچے گیا۔ اور بڑی بے تابی سے باڑے کے پاس کھڑا ہوا انتظار کرتا رہا۔ مگر پانچ بج گئے

اور اس کی ننھی سہیلی نہ آئی۔ آخرکار جب بالکل مایوس ہو گیا۔ تو اندر چلا گیا۔ لوسی اس کے واسطے کھانا لے آئی۔ اور محبت بھری آنکھوں سے اس کی طرف دیکھ کر بڑے پیار سے بولی "میری بات مانو تو آج تم ذرا جلدی سو جاؤ۔ ماسٹر لائنل تم بالکل تھکے ہوئے معلوم ہوتے ہو"۔

"میں اماں کے آنے تک جاگتا رہنا چاہتا ہوں"۔ یہ سن کر تو اسے فکر ہوئی کچھ ہلی جلی اور پھر کہنے لگی "نہیں یہ مت کرو۔ ابّا خفا ہوں گے۔ تم روز ۹ بجے سو جاتے ہو۔ تمہاری اماں تو ۱۱ بجے آویں گی۔ اگر تم جب تک جاگتے رہے۔ تو ہم سب کی شامت آئے گی"۔

"اچھا تو جانے دو۔ ان کو میرا پیار تو ہے ہی نہیں..... اگر ہوتا... غریب لائنل فقرہ ختم کرنے نہ پایا تھا۔ کہ آنسوؤں کی لڑی نے اس کی زبان روک دی۔ نرم دل خادمہ نے فوراً اسے اپنے گلے سے لگا لیا "میرے لعل کیا ہوا۔ تم کتنا رو رہے ہو۔ تمہیں بڑی محنت کرنی پڑتی ہے۔ تم تھک جاتے ہو۔ مجھے افسوس ہے۔ کہ مسٹر ہونٹروز چلے گئے"۔ "مجھے بھی افسوس ہے"۔ یہ کہہ کر جلدی لائنل نے آنسو روک لئے۔ اور لوسی کا بروچ دیکھنے لگا "تمہیں یہ کس نے دیا تھا؟"

"ہاں ہاں! تم فکر مت کرنا۔ میں بالکل اچھا ہوں۔ صرف ذرا تھک گیا تھا۔ اب میں کھانا کھا لوں گا"۔ یہ کہہ کر لوسی کو دکھانے کے لئے بہت شوق سے لائنل کھانے کی طرف رجوع ہوا۔ وہ خوش ہو کر چلی گئی۔ مگر اس کا کمرے

Taj Tahir Foundation

سے باہر نکلنا تھا۔ کہ لائنل دسترخوان چھوڑ کر کھڑکی کے پاس آ بیٹھا۔ اور حسب معمول خیالات میں غرق ہو گیا، شام ہونے کے پہلے اس نے بہت کوشش کی۔ کہ تھوڑا سا اور پڑھ لے، مگر کتاب ہاتھ میں لیتے ہی سر چکرانے لگتا۔ چنانچہ یوں ہی خالی ہاتھ بیٹھا، سورج کو غروب ہوتے اور تاروں کو نکلتے دیکھا کیا۔ پھر سونے کا وقت آیا تو کھڑکی بند کرنے اُٹھا۔ کسی دور کے میدان کی جانب اُلّو کی بھیانک پکار اس کے کان میں پڑی۔ اس نے دل میں کہا۔ کیسی دردناک آواز ہے، ممکن ہے میری طرح یہ بھی زندگی سے بیزار ہو اور زمانے کی بے رحمی کا شاکی ؎

ماں کا بیٹے سے رخصت ہونا

سخت محنت کے بعد لائنل کا دماغ اس قدر تھک گیا تھا۔ کہ دیر تک نیند نہ آئی، دن کو جو سبق یاد کیا بار بار وہی خیال میں آتا، کبھی سوچتا۔ کہ بادشاہ رچرڈ (جس نے مسلمانوں سے بیت المقدس چھیننے کے لئے جہاد کیا تھا) کیسا ناسمجھ شخص تھا۔ کہ اس نے مذہب کی خاطر اتنی بڑی جنگ کی، اس کو شاید یہ نہ معلوم تھا۔ کہ وہ محض اپنے وہم و خیال کے لئے لڑتا ہے، اگر وہ ایسا دانا ہوتا۔ جیسے لوگ آج کل ہیں۔ تو کیوں ناحق خون کے دریا بہتے؟ پھر کبھی پروفیسر کیڈمنگور کی صورت اور اس فقیر کا بھیانک چہرہ دکھائی دیتا اور کبھی جلبیمن ڈیئل، آخر رفتہ رفتہ یہ سب خیالات مدھم پڑ گئے۔ اور کچھ گھنٹے بعد وہ بالکل سو گیا۔ یہاں تک کہ ایک آواز نے کئی دفعہ لائلی لائلی

کہہ کر پکارا۔ مگر اسے خبر نہ ہوئی، وہ سمجھا۔ کہ شاید خواب دیکھ رہا ہے۔ مگر چوتھی پانچویں آواز سے تو آنکھ کھل ہی گئی۔ اور اس نے دیکھا۔ کہ عورت کوٹ پہنے ہوئے اس کے پلنگ پر جھکی ہوئی ہے، کمرے میں چاروں طرف اندھیرا تھا۔ صرف کھڑکی کے شیشے میں سے کچھ جھلک روشنی کی اندر آ رہی تھی، تھوڑی دیر کو یہ حیران ہو گیا۔ کہ اس وقت آدھی رات کو آنے والی یہ کون عورت ہے۔ اور میں کس کی صورت دیکھ رہا ہوں، مگر قبل اس کے کہ یہ دیکھ کر پہچان لیتا۔ اس نے لائلی کو گلے لگا لیا۔ اور بڑی میٹھی آواز میں بولی "لائلی میں نے تجھے ڈرا دیا۔ میرے بچے کیا تو مجھے نہیں جانتا؟"

"اماں" کہہ کر لائنل جھٹ پلنگ سے کودا۔ اور ماں سے لپٹ گیا، "تم آئی ہو۔ تم نے کتنا اچھا کیا۔ ابھی کپڑے بھی نہیں بدلے ہیں۔ کیا لوسی نے کہا تھا۔ کہ میں تم سے ملنا چاہتا تھا؟"

"نہیں۔ اس نے تو نہیں کہا۔ میں آج تجھ سے کچھ کہنے آئی ہوں۔ غور سے چپ رہ کر سننا۔ ایسا نہ ہو تجھے سردی لگ جائے" یہ کہہ کر مسز ویلسکورٹ نے اسے بڑی محبت سے اپنے کوٹ میں ڈھک لیا ؎

مادر مشفق و مہربان کی گود میں اس طرح بالکل شیرخوار بچوں کی طرح پڑا ہوا لائنل نہایت ہی خوش تھا، اس کو اپنی ماں کی طرف سے اس مہربانی کی بالکل امید نہ تھی۔ چنانچہ دل ہی دل میں تعجب بھی کر رہا تھا ؎

مسز ویلسکورٹ بولیں "بچے گود میں لٹائے ہوئے میرے لعل مجھے

Taj Tahir Foundation

تو وہی ننھا بچہ معلوم ہوتا ہے۔ جس کو میں کبھی لوری دے کر سلاتی تھی۔ تجھے یاد نہیں تو ایک دفعہ بالکل چھوٹا بچہ تھا"

"اچھا لائل تم میری سب باتوں کو اب بڑے غور سے سنو اور سمجھ جاؤ۔ میں آج رات اپنے ایک دوست کے پاس جانے والی ہوں۔ میرے لئے یہاں کوئی خوشی نہیں ہے تمہارے ابا مجھے کوئی بات اپنی خوشی کی کرنے نہیں دیتے۔ وہ مجھے ہر قسم کے آرام اور خوشی سے اسی طرح محروم رکھتے ہیں جیسے تجھے۔ وہ خود بڑے نیک اور سمجھ دار آدمی ہیں (یہ کہہ کر مسز ویلسکورٹ حقارت سے ہنسی) اور ان لوگوں کی جو ایسے نہیں۔ ان سے نہیں بنتی۔ اسی لئے میں نے ارادہ کیا ہے۔ کہ تھوڑے دن اپنی مرضی کے مطابق بسر کروں گی۔ جب تم بڑے ہو جاؤ گے۔ تو تمہیں معلوم ہو گا۔ کہ جب کوئی بہت ہی اداس رہتا ہے۔ یہاں تک کہ زندگی سے بیزار ہو جاتا ہے تو ڈاکٹر اسے کہیں دوسری جگہ بھیج دیتے ہیں میرا آج کل بالکل یہی حال ہے۔ مجھے یہاں رہتے رہتے زندگی وبال ہو گئی ہے۔ اور اب میں تھوڑے دن کو ایسی جگہ جاتی ہوں۔ جہاں مجھے تفریح کے سامان بہت ملیں گے۔ تمہارے ابا کے ایسے بھلے آدمی کبھی تفریح کا خیال نہیں کرتے۔ مگر میں بھلی نہیں ہوں۔ اور مجھے یہ زندگی ستا رہی ہے"

لائنل یہ گفتگو سن کر کچھ حیران اور کچھ غمگین ہو گیا۔

"نہیں اماں تم بڑی اچھی ہو"

"نہیں میرے لعل اگر اچھی ہوتی۔ تو پھر کیا تھا۔ میں بہت ہی بُری ہوں۔ اور میں اس بات کا نقش تمہارے دل پر جمانا چاہتی ہوں۔ مجھے کسی کا پیار نہیں۔ تیرا بھی نہیں میرے بچے"

لائنل نے نہایت دَرد آمیز اور دھیمی آواز میں کہا "اماں یہ مت کہو"

وہ مذاقاً کہنے لگیں "نہیں مجھے اپنے بیٹے کا پیار نہیں۔ کبھی تھا ہی نہیں۔ میں کبھی تجھے اپنی گود نہیں لیتی تھی۔ نہ کبھی لوری دے کر سلاتی۔ نہ کبھی ان پیارے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں کو پیار کرتی تھی۔ نہیں میرے پیارے بیٹے میں نے تجھے کبھی پیار نہیں کیا۔ نہ کرتی ہوں"

مسز ویلسکورٹ جھکیں۔ اور بڑی بے تابی سے اُسے خوب زور سے پیار کرنے لگیں۔ لائنل ان کی غیر معمولی حالت دیکھ کر سہم گیا۔ یہ اسے اس قدر زور سے پکڑے ہوئے تھیں۔ کہ یہ بالکل ہل نہ سکتا تھا۔ چاند کی روشنی جوان کے چہرے پر پڑی تو اس نے دیکھا کہ اس سے وحشت برس رہی تھی۔ کوئی بات بڑی ہی تباہ کن واقع ہونے والی ہے لائنل کو فطرتاً خیال آیا "شاید اماں بیمار ہیں۔ ان کی طرف دیکھ دیکھ کر اس کا دل خوف سے دھڑکنے اور بدن کانپنے لگا۔

"کیا تجھے سردی لگ رہی ہے میرے بچے؟" یہ کہہ کر مسز ویلسکورٹ ایک پاس کی کرسی پر بیٹھ گئیں۔ اور لائنل کو پھر اپنے سمور کے کوٹ سے اچھی طرح ڈھک لیا۔

"اب تجھے گرمائی آجائے گی .... اچھا اب مجھے اپنی باتیں ختم کرنی چاہئیں، لائلی پیارے جب تو چھوٹا تھا۔ میں تجھے بڑا ہی پیار کرتی تھی۔ ہر وقت اپنے پاس رکھتی تھی۔ ہر کام تیرا اپنے ہاتھ سے کیا کرتی تھی۔ کسی نوکر سے تیرا کام کروانا مجھے ہرگز اچھا نہ لگتا تھا۔ لوریاں دے دے کر تجھے سُلاتی۔ اور ہر دم تیرے اوپر جان دیا کرتی تھی، مجھے تیری نسبت بڑی بڑی امیدیں تھیں، میں تیرے بڑے ہونے کے منصوبے باندھا کرتی تھی۔ اور تو اتنا خوب صورت موٹا تازہ بچہ تھا۔ کہ میں تیرا چاند سا منہ دیکھ کر باغ باغ ہو جاتی تھی۔ ان دنوں میں بڑی خوش رہا کرتی تھی۔ پھر تو بڑا ہوا تو میں نہ چاہتی تھی۔ کہ تیرے اوپر پڑھائی کا اتنا بوجھ پڑے۔ میری آرزو تھی۔ کہ میرا بچہ کھیل کود کر خوب موٹا تازہ اور توانا ہو جائے۔ مگر تیرے ابا کی رائے دوسری تھی۔ کہ تو دن بدن زرد اور دُبلا ہوا جاتا تھا، میرا دل بھر آتا تھا۔ میں اکثر تیرے ابا سے التجا کرتی۔ کہ تیری صحت کا خیال کریں۔ مگر وہ نہیں سنتے تھے، رفتہ رفتہ میرا بچہ مجھ سے بالکل چھین لیا گیا، اب تو تُو بڑا ہو گیا ہے۔ اور تجھے بھی میری ضرورت نہیں اور تیرے ابا تو مجھ سے تنگ ہی رہتے ہیں، یہ بھی ایک وجہ ہے۔ جس سے میں تھوڑے دن کو جایا چاہتی ہوں۔ میں آج چلی گئی ہوتی۔ مگر تیری کشش مجھے یہاں لائی۔ مجھ سے یہ نہ ہو سکا۔ کہ میں تجھ سے رخصت ہوئے بغیر چلی جاتی"۔

انہوں نے یہ سب باتیں بڑی بے تابی سے کہیں۔ ان کی بڑی بڑی نیلی آنکھیں

بالکل آنسوؤں سے بھری ہوئی تھیں اور موٹی موٹی بوندیں لائنل کے منتشر بالوں پر پڑ رہی تھیں، وہ لیٹے سے اُٹھ بیٹھا۔ اور بڑے پیار سے ایک ہاتھ ان کے گال پر رکھ کر کانپتی ہوئی آواز میں بولا "کیا تم واقعی جاؤ گی اماں؟ آدھی رات کو تمہارا جانا کیا ضروری ہے؟"

مسز ولیسکورٹ نے اس کی طرف دیکھا۔ اور روتے روتے مسکرائیں۔

"ہاں جاؤں گی تو ضرور۔ میں بھی تیری طرح ہوں۔ مجھے بھی چھٹی کی ضرورت ہے"۔

"میری اماں مجھے بھی ساتھ لے چلو۔ مجھے تم بڑی پیاری ہو"۔

مسز ولیسکورٹ کا خوب صورت چہرہ اس وقت شرم اور پشیمانی سے بدل گیا۔

"میں تجھے پیاری ہوں؟ بڑے تعجب کی بات۔ لائلی میں ہرگز تیرے پیار کی مستحق نہیں۔ تو مجھے پیار کرنا بالکل چھوڑ دے۔ کل تیرے ابا تجھے اس کی وجہ بتا دیں گے"۔

تھوڑی دیر دونوں خاموش رہے۔ پھر لائنل نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔

"کیا تم بہت دن میں آؤ گی؟"

میں کہہ نہیں سکتی میری جان۔ تیرے ابا کل تجھے میرا حال بتا دیں گے۔ اور وہ ضرور تم کو ہدایت کریں گے۔ کہ تم مجھے پیار نہ کرو، سنا بچہ تو مجھے پیار نہ کیا کر۔ میں اس کی حق دار نہیں"۔

"نہیں اماں۔ تم ہمیشہ مجھے بڑی پیاری رہو گی"۔ لائنل نے آہستہ سے کہا۔

Taj Tahir Foundation

"تو اس وقت یہ سمجھا ہے۔ مگر جب میرا حال سُنے گا ...... جب میرا حال سُنے گا۔"

یہ کہہ کر انہوں نے پھر اسے اپنے سینے سے لگا کر زور سے پیار کیا۔ اور گود میں اُٹھا کر ہلکے سے پلنگ پر ڈال دیا۔ "اچھا میری چڑیا اب پھر اپنے نرم نرم گھونسلے میں گھُس جا۔"

ان کی آنکھوں سے حسرت اور مایوسی ٹپک رہی تھی۔ وہ بار بار مُسکرانے کی کوشش کرتیں۔ مگر بے کار۔ "چاند کی کرنیں سب تیرے مُنہ پڑتی ہیں۔ اور تیرا چہرہ میرے لعل۔ اس وقت کیسا لگ رہا ہے۔ ہائے تو کتنا زرد ہے؟"

یہ کہتے ہی وہ گھٹنے ٹیک کر زمین پر بیٹھ گئیں۔ دونوں باہیں پلنگ پر ڈال کر سر اکلوتے بیٹے کی چھاتی پر ڈال دیا۔ اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگیں۔ وہ اس وقت بالکل بے اختیار ہو کر آنسو بہا رہی تھیں۔ بس یہ معلوم ہوتا تھا۔ کہ ان کا دل پگھل کر بہہ نکلے گا۔ بیچارے لائنل کو انہیں اس قدر اضطراب میں دیکھ کر (اگرچہ وہ اس کا سبب تو نہ معلوم کر سکا تھا) بہت ہی رنج ہوا۔ اس نے رکتے رُکتے بہت ہلکے سے کہا۔ "رُو ومت ہائے رُو ومت امّاں۔"

مسز ویلسکورٹ اُٹھ کھڑی ہوئیں۔ اور جیب سے رومال نکال کر جس میں سے تر و تازہ پھولوں کی روح افزا خوشبو آ رہی تھی۔ آنکھیں پونچھنے لگیں۔

"نہیں پیارے اب نہیں رووں گی۔" یہ کہہ کر ہنس پڑیں۔

"معلوم نہیں مجھے رونا کیوں آتا ہے۔ اس وقت میں بہت خوش ہوں۔ ایک دفعہ تو اپنی مرضی کروں گی .... اس کے بعد کچھ ہی ہو۔ مجھے پروا نہیں۔"

پھر اپنے کپڑے ٹھیک کرنے لگیں۔ ان کے ہاتھ بید کی طرح کانپ رہے تھے۔ لائنل نے دیکھا کہ ان کی انگلیوں پر ہیرے بالکل اس طرح ہل رہے تھے۔ جیسے نازک پھولوں پر شبنم کے قطرے۔

پھر بولیں "کچھ ہی ہو۔ مجھے پروا نہیں۔ بالکل۔" لائنل نے پلنگ پر لیٹے ہوئے ان کے چہرے کی طرف دیکھا۔ جس سے کچھ ایسی باتیں نمایاں تھیں۔ جن کو وہ بالکل سمجھ نہ سکا۔ مگر کچھ قدرتاً یہ خیال آیا۔ کہ اگر میں اماں کو روکوں۔ تو شاید کسی خطرے سے بچ جائیں۔ اس نے بڑی منت کر کے کہا۔ "آج مت جاؤ۔ اماں رات بھر تو ٹھہرو۔ کل چلی جانا۔ مجھے مت چھوڑ جاؤ میری اماں۔" اس نے اپنے دونوں دُبلے دُبلے بازو ان کی طرف بڑھائے۔ اور خاموش پڑا ہوا ان کی طرف عاجزانہ نگاہوں سے دیکھتا رہا۔

مسز ویلسکورٹ نے اس کے دونوں ہاتھ پیار سے پکڑ لئے۔ "میرے پیارے اگر میرے دل ہوتا۔ تو میں تجھے کیوں چھوڑ جاتی؟ میں دل ہی نہیں رکھتی۔ بہت برس ہوئے۔ تمہاری اماں بھی دل والی تھی۔ اور وہ دل بہت سی لہلہاتی امیدوں سے بھرا ہوا تھا۔ میں بڑی جاہل تھی۔ یہاں تک۔ کہ مجھے خدا کی ہستی کا یقین تھا۔ مگر تمہیں معلوم ہے۔ کہ تمہارے ابّا ایسے

Taj Tahir Foundation

بے وقوف لوگوں سے کتنے ناراض ہوتے ہیں + انہوں نے میرے بھی اس
قسم کے تمام اعتقاد اٹھادیئے - اور مجھے سکھایا - کہ دنیا میں ہم کو صرف عزت
کا خواہاں ہونا چاہئے + تم نہیں جانتے - کہ جب انسان کی زندگی کا مقصد
عزت ہی عزت ہو - تو اسے زندگی کیسی وبال ہو جاتی ہے - تم سمجھ نہیں
سکتے - بچے ہو - میرے غریب لائلی میں تو تجھ سے اس طرح باتیں کرتی
ہوں - جیسے تو کوئی بہت بڑا مرد ہے - صبح ہوتے تک میرا پیار اپنے
دل میں رکھنا - مجھے اس خیال سے خوشی ہو گی - کہ میرے بچے کو میرا پیار
ہے "

لائنل ان کو زور سے چمٹ گیا " اماں جی مت جاؤ "

" نہیں لائلی یہ نہیں ہوگا - اگر میں نہ گئی - تو پاگل ہو جاؤں گی - میں بالکل
تنگ آگئی ہوں - اور مجھے تبدیل آب و ہوا کی ضرورت ہے "

" مگر تم بہت دن وہاں نہیں رہو گی ؟"

" نہیں بہت دن نہیں " بات بنا کر کہنے لگیں " دیکھو جب تمہارے ابا
مجھے بلائیں گے - میں آجاؤں گی میرے لعل - لائلی پیارے مجھے کیوں
اس طرح چمٹ گیا ہے ؟ مجھے چوٹ لگتی ہے - میں یہ سہہ نہیں سکتی - بالکل
سہہ نہیں سکتی "

یہ کہہ کر وہ پھر رونے لگیں - اور زور سے لائنل کو الگ کر دیا + اس
بیچارے نے گھبرا کر پوچھا " ایں اماں کیا واقعی چوٹ لگی ؟"

" ہاں واقعی چوٹ لگی " انہوں نے ہنس کر جواب دیا " تمہاری چھوٹی
چھوٹی انگلیوں نے میرا دل مسل ڈالا - مگر مجھ میں تو دل ہی نہیں ہے - میں
بھول گئی - خیر تم یہ مت بھولنا "

اتنے میں سڑک کے کنکروں پر گاڑی کے چلنے کی آواز آئی + یہ کان
لگا کر سننے لگیں - چہرے سے وحشت برس رہی تھی + پھر لائنل کی طرف
مخاطب ہوئیں " تو نے تواریخ میں انقلاب فرانس کا حال پڑھا ہو گا - کہ
لوگوں کو قتل گاہ کی طرف لے جانے کے لئے گاڑیاں کس طرح آتی تھیں +
میں نے بھی اس وقت اسی طرح گاڑی کی آواز سنی - اور میں اپنی مرضی سے
قتل گاہ جاتی ہوں "

لائنل یہ سنتے ہی کچھ غیر معمولی ہمت سے کھڑا ہو گیا " نہیں اماں تم کیسے
جاؤ گی - میں نہیں جانے دوں گا - اگر تم گئیں + تو میں بھی ساتھ جاؤں گا - مجھے
مت چھوڑ جاؤ "

مسز ولیسکورٹ نے ترشی سے گھڑک کر اسے زبردستی پلنگ پر لٹا دیا -
اور کہا " تم بڑے ہی شریر ہو - میں ناحق تمہارے پاس آئی - بس چپکے
پڑے رہو - اور خبردار پھر نہ اٹھنا " لائنل نے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے
اپنا منہ چھپا لیا - وہی پرانا تکلیف دہ خیال - کہ میں کسی کو بھی عزیز نہیں - اسے
پھر ستانے لگا - مگر لمحہ بھر بعد ہی اس کی ماں پشیماں ہو کر پھر آئیں - اور جھک
کر کہنے لگیں " میرے لعل مجھے معاف کر - کیا تو خفا ہو گیا ؟ آ میں پھر ایک دفعہ

تجھے گلے سے لگاؤں"۔

یہ ہلکے سے اُٹھا۔ اور اپنے بازو ان کی گردن میں ڈال دئے۔ وہ بڑی بے تابی سے اسے پیار کرتی رہیں + چاند کی شعاعیں ان دونوں ماں بیٹوں کے چہروں پر پڑ رہی تھیں + ایک کے منہ سے محبت اور پاکیزگی عیاں تھی۔ دوسرے کے چہرے سے غم۔ غصہ۔ پریشانی اور وحشت برس رہی تھی + مسز ویلسکورٹ نے اب آخری دفعہ اپنے پیارے بیٹے کی پیشانی کو چوما۔ اور دعائیں دیں۔" تو جی میرے لعل۔ صبح ہوتے تک میرا پیارا اپنے دل میں رکھیو"۔

یہ کہتے ہی وہ جلدی سے الگ ہو گئیں۔ اور دم بھر میں کمرے سے باہر + لائنل بیچارہ تھوڑی دیر اپنے پلنگ پر پڑا ہوا کانپتا رہا۔ پھر کسی خیال سے اُٹھ کر جلدی جلدی بھاگا۔ اور سیڑھیوں پر جا کر کھڑا ہو گیا۔

چاروں طرف سنسان میدان پڑا تھا۔ کوئی ذی روح۔ کوئی طائر تک نظر نہ آتا تھا۔ اس نے آہستہ سے" اماں" کہہ کر پکارا۔ ایک دروازہ کھلنے کی آواز آئی۔" اماں"+ اس نے پھر کہا + یہ کمزور دھیمی آواز ہوا کے شور و غل میں سُنائی بھی نہ دی۔ مگر اس نے غور سے کان لگا کر سُننا شروع کیا۔ تو سڑک پر گھوڑے کے قدموں اور گاڑی کے پہیوں کی آواز آئی + یہ دوڑ کر اپنی کھڑکی کے پاس پہنچا۔ اور باہر دیکھنے لگا + چاندنی پوری کھلی ہوئی تھی۔ سب چیز چمک رہی تھی۔ اور دُور دُور تک ہر چیز نظر آتی تھی۔ مگر کسی ذی رُوح

کا نشان تک دکھائی نہ دیا + ہوا بہت سرد تھی سردی سے اس کا کمزور جسم کانپنے لگا۔ مگر انتہائے غم میں اس نے محسوس بھی نہ کیا + پھر تاروں بھرے نیلگوں آسمان کی طرف نظر کی۔ اس کے سامنے ہی ایک روشن تارا چمک رہا تھا + ہوا درختوں کے پتوں کو ہلا رہی تھی۔ اُلّو دردناک آواز سے بولتے جاتے۔ اور چمگادڑ ٹہنیوں کے تلے اِدھر اُدھر پھر رہے تھے + لائنل نے پھر دَردناک آواز سے کہا۔" اماں! میری اماں! پھر آنسوؤں کی جھڑی نے اس کی نظر مدھم کر دی۔ اور راستہ ٹٹول کر یہ بیچارہ معصوم افسردہ دل بچّہ پلنگ پر جا لیٹا۔ اور روتے روتے سو گیا۔

ویلسکورٹ اور پروفیسر کی سیر سے واپسی

دوسرے دن تکان اور انتہائے غم کے آثار لائنل کے چہرے پر نمایاں تھے۔ اس کا منہ اترا ہوا اور زرد تھا۔ مگر چونکہ اسے اپنے جذبات اور خیالات کو ضبط کرنے کی شروع ہی سے عادت تھی۔ اس نے کسی سے کسی قسم کی شکایت نہ کی + لوسی اس کے لئے کھانا لائی۔ اور کہنے لگی:۔

" تمہاری اماں کل رات کو آئیں۔ اور چلی گئیں۔ تمہارا اس بارے میں کیا خیال ہے؟"

" میرا کوئی خیال نہیں۔ مجھے ان باتوں سے کیا مطلب؟"

لوسی سوچنے لگی۔ کیا میرا فرض ہے۔ کہ اس بچے کو اس کی ماں کے

Taj Tahir Foundation

فعل سے آگاہ کر دوں۔ اور بتا دوں۔ کہ ان کی نسبت نہ صرف تمام نوکروں ہی میں بلکہ سارے گاؤں میں کیا بات مشہور ہو گئی ہے + پھر دل میں کہا۔

"نہیں مجھ سے نہیں ہو گا۔ کیسا کم زور اور نازک بچہ ہے۔ سن کر سہم جائے گا۔ اور کیا تعجب ہے۔ کہ یہ اس کے صحیح معنے سمجھ بھی نہ سکے + میں اسے یہ باتیں بتا کر بے چین کر دوں۔ اس سے مجھے کیا حاصل؟" پھر لائنل سے گویا ہوئی "تمہارے ابا اور پروفیسر تو آج شام کو آ جائیں گے؟"

"ہاں .... شاید" لائنل نے بے رخی سے جواب دیا +

مجھے تو لنٹن کچھ بہت پسند نہیں۔ اب وہاں ٹریم کار کا راستہ نکل آیا ہے۔ مگر وہ اس کی خوب صورتی کو کسی طرح نہیں بڑھاتا۔ وہ جگہ کچھ بہت قابل دید نہیں ہے" لوسی یہ کہتے ہوئے رک گئی۔ اور پھر سوچ کر بولی "تمہارے ابا کی دفتر کی میز پر تمہاری اماں کے ہاتھ کا لکھا ہوا ایک خط پڑا ہے" +

لائنل نے اس کی کسی بات کا کچھ جواب نہ دیا۔ اور گردن جھکائے کھانا کھاتا رہا۔ لوسی مایوس ہو کر باہر چلی گئی + اس کے جاتے ہی لائنل نے تشتری سامنے سے اٹھا دی۔ اور اپنے خیالات میں غرق ہو گیا +

آدھی رات کو سنر ویلسکورٹ کا اس کے پاس آنا۔ ان کے چہرے کے عجیب آثار۔ ان کے نرالے الفاظ۔ ان کا غیر معمولی محبّت سے اسے بار بار لپٹ جانا اسے اب بالکل ایک خواب کا سا منظر معلوم ہوا۔ وہ

زیادہ دیر اس سین کو خیال میں رکھنے کی جرأت نہ کر سکا۔ کیونکہ یہ واقعات یاد آتے ہی اسے کچھ فطرۃً خیال آتا۔ کہ خاص میرے لئے اس میں کوئی بات بڑی ہی دردانگیز۔ بڑی ہی ڈراونی۔ اور بالکل تباہ کن واقع ہو گئی ہے + دھیان بٹانے کے لئے اس نے حسب معمول اپنی کتابیں لیں۔ اور پڑھنے لگا + پہلے ایک لاطینی نظم کا انگریزی میں ترجمہ کیا۔ کچھ دیر تواریخ کے اوراق پر نظر ڈالی۔ اور بعد میں ایک دقیق سوال حل کر رہا تھا۔ کہ اس کے کان میں گاڑی کے بگل کی آواز پڑی۔ اور اس نے دیکھا۔ کہ لنٹن کی گاڑی جس میں اس کے ابا اور پروفیسر آ رہے تھے۔ بالکل مکان کے قریب آ گئی ہے +

بہت تھوڑی دیر کے بعد یہ دونوں پھاٹک کے اندر داخل ہو کر جلدی جلدی قدم بڑھاتے ہوئے نظر آئے + اب یہ اپنا دھیان کتابوں میں نہ لگا سکا۔ اس کا کمزور ننھا دل دھڑکنے لگا۔ اور اسے خیال آیا۔ کہ اب مجھے کوئی بڑی ہی بھیانک خبر سننے کو تیار ہو جانا چاہیئے۔ مگر وہ خبر کیا ہو سکتی ہے۔ یہ بالکل اندازہ نہ کر سکا +

نیچے سے زور کی گھنٹی بجنے کی آواز آئی + یہ سہم کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اور دیکھنے لگا۔ کہ معاملہ کیا ہے۔ کہ یکایک اس کے باپ کی کرخت آواز غصے سے کانپتی ہوئی یہ کہتی سنائی دی "لائنل۔ لائنل۔ اے کہاں گیا کہیں وہ بھی تو ماں کی طرح ......"

Taj Tahir Foundation

فقرہ ختم کرنے نہ پائے تھے۔ کہ لائنل جلدی سے نیچے پہنچا۔ اور گھبرائی ہوئی دھیمی آواز میں بولا" میں یہ کھڑا ہوں۔ ابا جان "۔

وہ خوف زدہ ہو کر اپنے باپ کا بھیانک چہرہ دیکھنے لگا۔ اور سمجھا۔ کہ شاید یہ پاگل ہو گئے ہیں + ان کی دونوں آنکھیں انگاروں کی طرح چمک رہی تھیں۔ چہرہ بے طرح سرخ تھا، وہ جوش میں دانت پیس رہے تھے، مجسم غصے کی تصویر بالکل ایک دیوزاد دکھائی دیتے تھے۔

ان کی نگاہ جیسے ہی اپنے معصوم بچے پر پڑی۔ انہوں نے تیوری چڑھا کر نہایت کرخت آواز میں کہا:۔

" اچھا تم یہ کھڑے ہو۔ کیا تم ..... کل اپنی ماں سے ملے تھے؟"

" جی ہاں "..... لائنل نے نہایت آہستہ سے کہا" میں سو رہا تھا۔ انہوں نے مجھے آکر جگایا۔ اور کہا کہ میں تجھ سے رخصت ہونے آئی ہوں "۔

مسٹر ویلسکورٹ نے اس کمزور دُبلی پتلی شکل کو نہایت حقارت سے دیکھا" رخصت ہونے آئی ہوں۔ بس اتنا ہی یا کچھ اور بھی کہا تھا۔ سب کہو "۔

لائنل خوف سے کانپنے لگا۔ اور رُکتے رُکتے بولا" انہوں نے کہا... ...... انہوں نے کہا تھا۔ کہ میں اپنے ایک دوست کے پاس جاتی ہوں جو میرا جی بہلا سکے گا...... اور انہوں نے کہا۔ کہ وہ یہاں اب خوش نہیں رہتیں۔ اور کچھ تبدیلی چاہتی ہیں۔ یہ بھی کہتی تھیں۔ کہ میں بہت دن الگ ہی رہوں گی + انہوں نے مجھے پیار کیا۔ اور گلے مل کر کتنا ہی روئی تھیں۔ ابا

جان۔ وہ کب آئیں گی؟ انہیں کیا ہوا؟ مجھے بتا دیجئے "۔

اتنا کہتے ہی لائنل کا سر چکرانے لگا۔ آنکھوں کے آگے اندھیرا سا آگیا۔ اور یہ آگے کچھ نہ کہہ سکا۔

" ہاں میں تم سب کو سچ بتا دوں گا۔ تمہاری ماں نہایت بری عورت ہے۔ اس کا نام میرے لئے اور تمہارے لئے ذلت کا باعث ہے + اس کی ہستی میری اور تمہاری دونوں کی رسوائی ہے۔ تمہیں معلوم ہے۔ کہ کس قسم کی عورتیں رات کے وقت غیر شخصوں کے ساتھ چوروں کی طرح گھر سے نکل جاتی ہیں؟ اگر تمہیں نہیں معلوم۔ تو اب سنو۔ کیونکہ تمہاری ماں نے یہی فعل کیا ہے۔ اور وہ کم بخت جس کے ساتھ بھاگی ہے۔ سر چارلس کیلیس ہے۔ اب وہ کبھی واپس نہیں آئے گی + اس نے میری عزت برباد کی۔ اور اپنی خاک میں ملائی ہے + اس وقت سے کبھی اس کا ذکر مت کرنا۔ اس کا خیال ہی چھوڑ دو۔ یاد رکھو۔ کہ آج تمہاری ماں مر گئی ہے "۔

لائنل نے دونوں کانپتے ہوئے ہاتھوں سے چکراتے ہوئے سر کو سہارا دیا۔ اس نے کچھ کہنے کی کوشش کی۔ مگر بول نہ سکا۔ صرف درد آمیز نگاہوں سے پروفیسر کی طرف دیکھنے لگا۔ بوڑھے عالم کے جھریاں پڑے ہوئے چہرے پر ایک دھندلی سی جھلک رحم کی نظر آئی۔ مگر اس وقت لائنل پر اپنے والد ماجد کے بھیانک چہرے اور ڈرا دینے الفاظ کا اس قدر ڈر غالب آیا ہوا تھا۔ کہ اس کی آنکھوں کے آگے اندھیرا ایک چیز مدھم پڑ گئی تھی۔

Taj Tahir Foundation

مسٹر ویلسکورٹ پھر بڑی بے رحمی سے کہنے لگے "تمہیں معلوم ہے۔ کسی عورت کے گناہ میں زندگی بسر کرنے کے کیا معنی ہیں؟ تم نے تواریخوں میں پڑھا ہوگا۔ کہ کس طرح بعض لوگ بُری اور بدنام زندگی بسر کرنے سے مرجانا بہتر سمجھتے ہیں۔ تمہاری ماں ایسی نہیں۔ وہ نہایت ہی بری عورت ہے۔ اس کو اپنی بری عادتوں پر ہی فخر ہے۔ اپنی خود غرضی میں اس نے نہ میرا خیال کیا۔ نہ تمہارا۔ اگر وہ آج سے دو تین سو سال پہلے پیدا ہوئی ہوتی۔ زندہ جلادی جاتی۔ یا اس کی کھال کھنچوا دی جاتی۔ اور وہ یقیناً ان سزاوں کی مستحق ہوتی"۔

یہ کہتے ہوئے مسٹر ویلسکورٹ نے دائیں ہاتھ کی مٹھی زور سے بند کرلی شاید اس وقت وہ حقیقت میں نہیں تو تصور میں ہی اپنی گنہ گار اور غلطی کرنے والی بی بی کی کھال کھینچ ڈالنے کو تیار تھے۔

"جب تم بڑے ہوگے۔ تو تم کو اس خیال سے شرم آئے گی۔ کہ وہ تمہاری ماں ہے۔ وہ......"

مگر اب لائنل سے رہا نہ گیا۔ اس نے ڈرتے ڈرتے اپنا ننھا ہاتھ اپنے باپ کے زور آور بازو پر رکھ دیا۔ اور بڑی منت کرکے بولا "نہیں ابا... یہ مت کہو مجھے وہ بڑی پیاری ہیں...... میں یہ سہہ نہیں سکتا۔ وہ کل ہی میرے پاس آئی تھیں۔ اور گلے مل کر انہوں نے مجھے کس طرح پیار کیا تھا۔ میں ہرگز نہیں بھولوں گا..... اماں..... میری اماں"۔

یہ بے جوڑ الفاظ کہتے ہوئے اس نے دیکھا۔ کہ مسٹر ویلسکورٹ غضب ناک نگاہوں سے اس کی طرف دیکھ رہے تھے۔ اتنے میں اس نے پروفیسر کیڈمنگور کو کہتے سُنا "آپ بہت کچھ کہہ چکے۔ بس اب جانے دیں"۔

پھر خدا جانے اسے کیا خیال آیا۔ کہ لائنل زور سے بھاگا۔ اور معلوم نہیں دوڑتے دوڑتے وہ کدھر نکل گیا۔ راستے کی چیزیں اس کو دھندلی دکھائی دیتی تھیں۔ لوگوں کی آوازیں اس کے کان میں پڑتی تھیں۔ مگر یہ سمجھ نہ سکتا تھا۔ کہ کیا کہتے ہیں۔ سڑک پر بہت سے اجنبی چہروں میں سے ایک کو اس نے پہچانا۔ یہ صورت اس نے جس روز سے مسٹر مونٹروز کو وداع کیا تھا۔ پھر نہ دیکھی تھی۔ مگر اب نگاہ پڑتے ہی یہ اس کی طرف بھاگا۔

"اے مس ہین یہ سچ نہیں ہے۔ یہ سچ ہو نہیں سکتا۔ میری اماں ہمیشہ کو نہیں گئی ہیں۔ نہیں۔ نہیں ان کو میرا بڑا پیار ہے۔ وہ کس طرح مجھ سے جدا رہ سکیں گی؟ اچھی مس ہین مجھے سچ بتادو۔ لوگ۔ لوگ ان کو بُرا کہتے ہیں۔ کیا تم بھی ان کو بُرا سمجھتی ہو"۔

کلیرنڈا کا محبت بھرا نرم دل اسی وقت بھر آیا۔ ایک لمحے بھر میں اس نے بچے کی حالت کا بخوبی اندازہ کرلیا۔ لائنل کی تنہائی۔ اس کی مصیبت اور اس کی لاوارث حالت کے دردانگیز خیال نے اُسے غیر معمولی محبت سے اس کی طرف رجوع کیا۔ بغیر ایک لفظ کہے اس نے اپنے بازو لائنل کی طرف بڑھا دیئے۔ دم بھر میں لائنل نے اس کی افسردہ مگر محبت بھری رحم آمیز نگاہ

Taj Tahir Foundation

نے اپنے سوال کا جواب پالیا۔ اور اس کو ایسا معلوم ہوا۔ کہ گویا آسمان زمین اور گردو نواح کی سب چیزیں اس کے ارد گرد گھومنے لگی ہیں۔ اس نے مشکل سے ایک قدم آگے بڑھایا۔ اور اس کے قدموں پر گر پڑا ؎

لائنل کی بیماری

"تبدیل آب وہوا سے فائدہ ہوگا۔ تھوڑے دن کو کہیں باہر لے جائیے"۔ گاؤں کے سب سے حاذق ڈاکٹر نے لائنل کی نبض دیکھ کر کہا۔ "اس کے دل پر صدمے کا بہت گہرا اثر پڑا ہے۔ اس قسم کی خانگی تکالیف ناقابل برداشت ہوتی رہیں۔ مجھے آپ سے دلی ہمدردی ہے"۔ مسٹر ویلسکورٹ کی طرف مخاطب ہو کر جو اس وقت لائنل کے پلنگ کے پاس بڑی عجیب صورت بنائے کھڑے تھے۔ ڈاکٹر ہارٹلی کہتے رہے ؎

مسٹر ویلسکورٹ کو خبر پہنچی تھی۔ کہ ایک غریب دہقان عورت لائنل کو گود میں اُٹھائے ہوئے آئی تھی۔ جس نے بعض نوکروں کے سامنے ان سے اظہار ہمدردی کیا۔ اور لائنل کی نسبت تو یہاں تک کہا۔ کہ "خدا بن ماں کے بچے کا نگہبان ہو"۔ اس کی اس گستاخی کی تلافی کسی طرح نہ ہو سکتی تھی۔ چنانچہ انہوں نے فوراً نوکروں کو حکم دیا۔ کہ وہ اس دن کے بعد ہرگز مکان میں نہ آنے پائے ؎

اس کے بعد ڈاکٹر صاحب کے مکان پر آدمی بھیجے۔ اور وہ دم بھر میں

ان کو لے کر آئے۔ تھوڑی ہی دیر میں یہ لائنل کو جو اُن کے آنے تک بے ہوش پڑا تھا۔ ہوش میں لے آئے۔ اور وہ آنکھیں کھول کر کمزور نگاہوں سے دیکھنے اور سوچنے لگا۔ کہ مجھے کیا ہوا تھا۔ اور میں کہاں پڑا ہوں۔ ڈاکٹر صاحب نے پھر کچھ سوچ کر اور آہستہ سے لائنل کی پلک اٹھا کر آنکھیں غور سے دیکھنے کے بعد کہا "جس قدر جلدی ہو سکے اسے یہاں سے لے جائیے ؎

مسٹر ویلسکورٹ نے ذرا تندی سے جواب دیا:۔

"میرا جانا تو ممکن ہی نہیں۔ میں ان دنوں بہت مصروف ہوں۔ اس کے علاوہ اس کی تعلیم میں بھی بہت ہرج ہوگا" ؎

ڈاکٹر صاحب نے حیرت سے ان کی طرف نگاہ کی۔ اور کہا "آپ مالک ہیں۔ جو مناسب سمجھیں کریں۔ مگر میرا ابھی یہ کہہ دینا فرض ہے۔ کہ اگر یہ فوراً کسی دوسری جگہ نہ بھیجا گیا۔ تو بڑے خطرناک نتیجے پیدا ہوں گے۔ اور اس کا جسم اتنا قوی معلوم نہیں ہوتا۔ کہ کسی سخت بیماری کو برداشت کر سکے۔ اور تعلیم کا تو آج کل ذکر ہی کیا" ؎

مسٹر ویلسکورٹ چیں بہ جبیں ہو کر دیکھنے لگے۔ ان کو یہ سنتے ہی ڈاکٹر سے کچھ نفرت سی ہوگئی۔ انہیں خیال آیا۔ کہ لو ایک اور نیم وحشی سے پالا پڑا۔ جس کے خیالات ایسے ہی دقیانوسی ہیں۔ جیسے ولیم مونٹروز کے تھے۔ پھر کچھ غور کر کے بولے ؎

شاید پروفیسر کیڈمنگور جانے پر راضی ہو سکیں" ؎

Taj Tahir Foundation

ڈاکٹر نے لائنل کی پیشانی پر ہاتھ رکھ کر بڑی مہربانی اور آہستہ سے اس کے بال پیچھے کر کے کہا۔ "وہ کون ہیں؟"

مسٹر ویلسکورٹ ان کی طرف حیرت سے دیکھنے لگے۔ پھر کچھ حقارت سے ہنسے اور بولے۔ "پروفیسر کیڈمنگور زمانے کے بہت بڑے عالموں میں سے ہیں۔ ان کا شہرہ عام ہو چکا ہے۔ مجھے خیال تھا۔ کہ شاید اس طرف بھی مہذب لوگ ان کے نام سے واقف ہیں + وہ بہت سی سائنس کی کتابیں تصنیف کر چکے ہیں۔ نوجوانوں کے عادات و خصائل سنوارنے اور ان کی دماغی قابلیت بڑھانے میں ان کو کمال حاصل ہے۔ وہ کبھی اتنے چھوٹے بچے کی نگرانی اپنے ذمے نہیں لیتے۔ مگر میرے اوپر خاص مہربانی ہے۔ کہ آج کل وہ یہاں آئے ہیں + ممکن ہے۔ کہ وہ اس کے ساتھ جانے کو تیار ہو جائیں۔ بشرطیکہ تبدیل آب و ہوا واقعی ایسی ضروری ہو۔ جیسا کہ آپ نے بیان کیا ہے۔"

"جی ہاں۔ میں تو اس کو اشد ضروری جانتا ہوں۔ بہت دور مت لے جائیے۔ کیونکہ سفر کی تکان مضر ہو گی۔ کلوولی چلا جانا بہتر ہے + وہاں یہ تھوڑے دن رہیں۔ اور خوب کھیلیں۔ کودیں۔ خدا نے چاہا۔ تو بہت جلد افاقہ ہو گا۔ اور میری رائے میں تو آج ہی تھوڑی دور کم سے کم آلفریکمبو تک ضرور بھیج دیں۔ آپ خود تو جا نہیں سکتے؟"

"نہیں یہ ناممکن ہے۔ مجھے فوراً لندن جانا ہے۔ وہاں وکیلوں......

سے مشورہ کرنا ہو گا۔" "بے شک..... بے شک" ڈاکٹر صاحب نے متانت سے کہا۔ "اچھا۔ تو میں بچے کے اُستاد سے مل سکتا ہوں مجھے ان سے بھی کچھ کہنا ہے۔"

"ضرور..... ضرور آیئے۔ میں۔ میں آپ کو اُن سے ملا دوں۔"

ڈاکٹر نے ایک نظر کمرے کے چاروں طرف ڈالی + لائنل کی خوابگاہ تھی + کھڑکی بند تھی۔ انہوں نے اسے کھول دیا۔ اور بولے:۔

"تازہ ہوا۔ مقوی غذا۔ اور کامل آرام کی لڑکے کو ضرورت ہے۔ اور اس کا جی ہر وقت خوش رکھنا چاہیئے۔ اکیلا نہ رہنے دیں۔ کسی نوکر کو بھیج دیں۔ کہ اس کا جی بہلا رہے۔"

"لوسی کو بھجوا دیجئے۔" لائنل نے کمزور اور دھیمی آواز سے کہا +

ڈاکٹر ہارٹلی بڑی شفقت سے اس کی طرف جھکے۔ "کس کو بھجوا دوں؟"

"لوسی کو۔ وہ ہماری نوکر ہے۔ اور بڑی اچھی لڑکی ہے۔ مجھے بڑی پسند ہے۔"

ڈاکٹر ہارلی مُسکرائے۔ "اچھا وہ ابھی تمہارے پاس آ جائے گی۔ تم اطمینان رکھو۔ اب تمہارا جی کیسا ہے؟"

"پہلے سے بہت اچھا ہوں...... مگر مجھے باتیں بھولتی نہیں ہیں..... میں جلدی کچھ نہیں جاتا۔" ڈاکٹر نے اس کا کچھ جواب نہیں دیا۔ صرف جھک کر اپنے ننھے مریض کے تکیوں کی سلوٹ نکالی۔ اور ان کو زیادہ اچھی طرح اس کے سر کے نیچے لگا دیا + پھر مسٹر ویلسکورٹ کی طرف مڑے۔ اور پروفیسر

Taj Tahir Foundation

کیڈ منگور سے ملنے کو کمرے کے باہر نکل گئے ؛

جب لوسی دبے پاؤں آہستہ سے دروازہ کھول کر لائنل کے پاس آئی۔ تو اس نے دیکھا۔ کہ یہ معصوم افسردہ دل بچہ غافل سو رہا تھا۔ مگر آنسوؤں کے نشان ابھی تک اس کے رخساروں پر باقی تھے۔ اور چہرے سے ایسی حسرت ٹپکتی تھی۔ کہ اس بیچاری نرم دل عورت سے نہ رہا گیا+ اس نے اپنا رومال نکالا۔ اور منہ چھپا کر دیر تک زار زار روتی رہی۔ اور دل میں کہنے لگی۔ کہ ایسے پیارے چھوٹے سے بچے کو ہمیشہ کے لئے چھوڑ دینا ان کو (یعنی اس کی مالکہ کو) کیسے گوارا ہوا۔ وہ کیسا پتھر کا دل رکھتی ہیں+ اپنے گھر بار یا شوہر کو چھوڑ جانا تو چنداں تعجب انگیز نہیں۔ مگر اپنے حقیقی اکلوتے بیٹے کو خصوصاً اتنے چھوٹے بچے کو اس طرح ہمیشہ کو چھوڑ دینا۔ واقعی بڑی ہی بُری طبیعت کی ماں کا کام ہے ؛

بیچاری لوسی کو آج کل کے نئے مذہب اور اُس کے نئے اخلاقی اصولوں کا کوئی حال معلوم نہ تھا۔ اگر وہ ان سے آگاہ ہوتی۔ تو شاید وہ سنر ویلسکورٹ کے اس فعل کو ایک نہایت عمدہ مثال نیکی اور پاک دامنی کی خیال کرتی۔ مگر اس کے تو وہی جاہلانہ خیالات تھے۔ وہ ماں کے فرائض کو بڑا اہم خیال کرتی اور سمجھتی تھی۔ کہ محبت مادری قدرتِ کاملہ کا ایک سب سے پہلا قانون ہے+ وہ اس پہلو سے نگاہ ڈال رہی تھی۔ کہ اسے اپنی مالکہ کا یہ فعل پر معصیت معلوم ہوا۔ شاید اگر جاہل نہ ہوتی۔ تو کچھ اور خیال کرتی ؛

اسی اثنا میں ڈاکٹر ہارٹلی کو عالم پروفیسر کیڈ منگور سے مصافحہ کرنے کی

عزت حاصل ہوئی۔ مگر تعجب ہے۔ کہ انہوں نے اس میں اتنی عزت افزائی نہ سمجھی جتنی مسٹر ویلسکورٹ کا خیال تھا۔ بلکہ یہاں تک جرأت کی۔ کہ ان سے کوئی پندرہ منٹ علیحدہ بات چیت کرنے کی اجازت چاہی+ مسٹر ویلسکورٹ کچھ چڑ کر باہر نکل گئے۔ اور ذرا سی دیر بعد ڈاکٹر صاحب گھر تشریف لے گئے ؛

لائنل دیر تک غافل سوتا رہا+ سہ پہر کا وقت تھا۔ چار بجنے کو تھے۔ کہ لوسی نے آکر آہستہ سے جگایا۔ اور تھوڑا سا شوربا پلا دیا+ جو وہ بڑی کوشش سے بنا کر لائی تھی۔ چنانچہ لائنل کو یہ بڑا مزے دار معلوم ہوا ؛

"تم نے بڑا اچھا شوربا بنایا ہے۔ کیا اس میں کوئی نئی چیز ڈالی ہے+ لائنل نے پوچھا ؛

یہ فقرہ سنتے ہی لوسی کی آنکھیں بھر بھر آئیں۔ اور ٹالنے کو بولی "مجھے کچھ زکام ہو رہا ہے۔ ماسٹر لائنل یہ مکان بڑا مرطوب ہے۔ اور دیکھو تمہیں ایک نئی بات سُناؤں تمہیں وہ فقیر یاد ہے۔ جسے دیکھ کر تم ڈر گئے تھے۔ آج وہ تمہارے لئے بہت سے پھول دے گیا ہے۔ (ہاتھ سے اشارہ کرکے) وہ رکھے ہیں۔ بڑے اچھے تازہ پھول ہیں۔ مس بین کو اس نے تمہیں گود میں لاتے دیکھا تھا۔ وہ بے وقوف کچھ کا کچھ سمجھ گیا+ وہ بڑی دیر تک مجھے پکارتا رہا۔ میں سمجھی نہیں۔ پھر غور کیا۔ تو سُنا۔ کہ چھوٹے بچے کے لئے ہیں ؛

Taj Tahir Foundation

لائنل ہنسا۔" ارے وہ سمجھا ہوگا۔ کہ میں مرگیا ہوں۔ اور اس لئے پھول لایا ہوگا + بیچارہ فقیر اس کی صورت تو بڑی ڈراؤنی ہے۔ مگر دل کا اچھا ہے۔ صورت کو وہ کیا کرے؟"

لوسی نے تائید کی۔" ہاں وہ غریب کیا کرے۔ اور پھر ہمارے اللہ میاں ہماری صورت کا خیال نہیں کرتے۔ دل کا ہی کرتے ہیں"۔

یہ سنتے ہی لائنل کے دل پر رنج والم کی گھٹا چھا گئی + اسے فوراً اپنی ماں کا خیال آیا + کیا واقعی اللہ میاں ہیں۔ جو ان کے بھی نگہبان ہوں گے۔ یا حضرت ذرہ عظیم دنیا کے مالک ہیں۔ جن کو کسی بات کی تمیز نہیں۔ نہ کسی کی زندگی اور موت کی پرواہ ہے۔ نہ کسی کی خوشی اور غم کی + اے کاش واقعی ہمارا مالک رحم دل اور خطاؤں سے درگزر کرنے والا خدا ہوتا۔ تو میں یہ گھٹنے ٹیکتا۔ اور بارگاہ الہی میں ہاتھ جوڑ کر نہایت خضوع و خشوع سے دعا مانگتا۔ کہ یا رحیم۔ میری بچھڑی ہوئی۔ گنہ گار۔ افسردہ دل۔ مگر پیاری اور خوب صورت ماں کا نگہباں ہونا۔ اور ایک دن ایسا بھی لانا۔ کہ میں پھر ان سے مل سکوں:

مگر اس کو دیر تک ان باتوں پر غور کرنے کی فرصت نہ تھی۔ کیونکہ لوسی جلدی جلدی اسے سفر کے کپڑے پہنا رہی تھی:

لائنل تبدیل آب و ہوا کے لئے جاتا ہے

لائنل بڑی کوشش کر کے اپنی دُبلی کمزور ٹانگوں کے سہارے کھڑا ہوا ہی تھا۔ کہ سامنے دیکھا۔ کہ پروفیسر گیڈ منگو بہت سے گرم کپڑوں میں لپٹے ہوئے دہلیز کے پاس کھڑے ہیں۔ مگر ان کے چہرے پر ایک نرالا میٹھا تبسم ہے۔ جو ان کی بھیانک صورت پر بھی کسی حد تک بھلا معلوم ہوتا ہے + انہوں نے بڑی محبت سے کہا۔" اچھا۔ تم کھڑے ہوئے ہو۔ اب طبیعت کیسی ہے؟"

"پہلے سے اچھا ہوں۔ صرف سر چکراتا ہے"۔

"صرف اتنی ہی شکایت ہے۔ تو جلدی ہٹ جائے گی"۔

پروفیسر صاحب نئے نئے طریقوں سے جی بہلانے کی کوشش کرنے لگے۔ زمین پر بیٹھ کر بولے" تم پیٹھ پر چڑھنا جانتے ہو؟"

لائنل تعجب سے دیکھنے لگا۔ اور بولا" کیوں نہیں؟ میں کبھی چڑھا تو نہیں۔ مگر چڑھ سکتا ہوں:

"اچھا تو آؤ چڑھو۔ زور سے پکڑے رہنا۔ میں تمہیں اسی طرح گاڑی تک لے چلوں گا"۔

لائنل یہ سن کر حیرت سے سکتے میں رہ گیا۔ اور واقعی پروفیسر گیڈ منگو کا یہ کہنا۔ جو درحقیقت دانائی کے اوتار اور علمیت کی چلتی پھرتی مجسم تصویر

Taj Tahir Foundation

تھے۔ بہت ہی تعجب خیز تھا ۔

"کیا واقعی آپ سچ کہتے ہیں؟"

"ہاں ہاں!! جلدی سے چڑھ جاؤ ۔"

لائنل یہ سنتے ہی بڑی پھرتی سے ان کی پیٹھ پر چڑھ گیا، اُستاد اور شاگرد جلدی سے نیچے اُترے۔ اور گاڑی کے پاس پہنچے، پروفیسر کیڈ منگور نے لائنل کو پیٹھ سے اتار کر نرم نرم تکیوں پر لٹا دیا۔ اور دو شالوں سے ڈھک دیا ۔

لوسی جلدی جلدی سفر کا سامان گاڑی میں رکھنے لگی۔ کئی ایک نوکر آس پاس کھڑے تھے ۔

جب گاڑی چلی۔ تو لوسی پیچھے سے چلائی "ماسٹر لائنل خوب موٹے ہو کر آنا" ۔

تھوڑی ہی دیر میں تیز رفتار گھوڑے انہیں گھر سے کئی میل دور لے گئے، لائنل بالکل خاموش تھا۔ صرف کبھی کبھی چپکے سے ایک نظر پروفیسر کیڈ منگور پر ڈال دیتا تھا۔ جو اس وقت چاروں طرف کی خوش نما چیزوں کو دیکھ رہے تھے۔ مگر قدرتی مناظر کی خوب صورتی سے متاثر ہو کر نہیں، صرف اسی انداز سے کہ ایک سائنس داں جو ہر چیز کی بنیاد اور نشو و نما پانے کے طریقوں سے اچھی طرح واقف ہوتا ہے۔ دیکھ سکتا ہے ۔

"ہم لوگ کہاں جا رہے ہیں؟" آخر کار لائنل نے آہستہ سے پوچھا ۔

"کلو ولی جاتے ہیں۔ مگر آج نہیں، آج صرف الفریکمبو جا کر ٹھہر جائیں گے" ۔

"کیا میرے ابا بھی آئیں گے؟"

"نہیں اُن کو کوئی ضروری کام ہے۔ وہ دس بارہ روز کو لندن جاتے ہیں۔ ہم بھی ان کے واپس آنے تک لوٹ آئیں گے" ۔

لائنل کو اس وقت بھی اپنی ماں یاد آ رہی تھی۔ اور اس کی آنکھیں ڈبڈبائی ہوئی تھیں، اس نے فوراً اپنا منہ پھیر لیا۔ اور سمجھا۔ کہ شاید اس نے پروفیسر سے آنسوؤں کو چھپا لیا ہے۔ مگر اس کا خیال غلط تھا۔ کیونکہ انہوں نے اس کی بھری ہوئی آنکھ فوراً دیکھ لی تھی۔ اور میں حیرت سے کہتی ہوں۔ کہ ان کا دل بھی اس درد آمیز منظر سے بھر آیا تھا ۔

انہوں نے اکثر بے گناہ جانوں کو بے رحمی سے زخمی کیا تھا۔ اور سائنس کی کوئی نئی ایجاد کرتے ہوئے بہتیری چھوٹی چھوٹی چڑیوں کو درد سے کراہتے سُنا تھا۔ لیکن رحم نے ان کے دل پر کبھی سایہ بھی نہ ڈالا تھا۔ تاہم ایک معصوم۔ افسردہ دل بچّے کی مصیبتوں اور تکلیفوں سے وہ پتھر کا دل بھی اثر پذیر ہوئے بغیر نہ رہا ۔

اسی اثنا میں مسٹر ویلسکورٹ اپنے کمرے میں تن تنہا بیٹھے ہوئے لندن کے بعض وکیلوں کو خط لکھ کر بیوی سے علیحدگی حاصل کرنے کی کوشش کر رہے تھے، چٹھی لکھ کر ختم کی۔ تو بیوی کا الوداعی خط پھر پڑھنا شروع

Taj Tahir Foundation

کیا۔ اس میں لکھا تھا:۔

"میں آج آپ کو بغیر افسوس۔ بغیر کسی قسم کی شرم یا ندامت کے الوداع کہتی ہوں، آپ نے زندگی میرے لئے وبال کردی ہے۔ میرے تمام اعتقادات مٹا دئے۔ خدا سے منکر کیا۔ مجھے بے دین بنایا۔ میری آرزوئیں خاک میں ملائیں:۔

"میں سر چارلس کیلس کے ساتھ جاتی ہوں۔ میرا ارادہ اس سے شادی کرنے کا ہرگز نہیں ہے۔ صرف سال بھر اس کے پاس رہوں گی۔ اس کے بعد میرا کیا حشر ہو گا؟ میں نہیں جانتی۔ نہ مجھے معلوم کرنے کی خواہش ہے، شاید میں خودکشی کروں۔ یا اپنے گناہوں سے توبہ کرنے کے لئے کوئی اَور طرز زندگی اختیار کروں:۔

"بہرحال مجھے ازبس مسرت ہے۔ کہ میں تمہیں رنج دیتی اور بدنام کرتی ہوں، تمہاری زندگی کا اصول صرف خودغرضی ہے۔ میری زندگی کا اصول کیا ہے؟ میرے اس فعل سے ظاہر، اگر کوئی بات مجھے تمہارے ساتھ رہنے پر مجبور کر سکتی تھی۔ تو صرف بچے کی محبت۔ مگر تم نے اسے بھی مجھ سے چھین لیا۔ اور اب تو ہر روز نئی رکاوٹیں اس کے اور میرے درمیان حائل ہوتی جاتی ہیں۔ اب بھی جو تھوڑا بہت انسانی دل میرے پہلو میں ہے۔ میں لائنل کو دئے جاتی ہوں، میری عادات اور خصائل بھی اس میں موجود ہیں۔ وہ ابھی سے تم سے باغی ہے۔ اور وہ وقت آئے گا۔

کہ وہ بھی اسی طرح تمہیں چھوڑ جائے گا، کاش وہ جلدی بھاگنے کا قصد کرے۔ اور تمہارے ظلم و ستم سے بچے:۔

"مجھے کامل یقین ہے۔ کہ خدا ہو۔ یا نہ ہو۔ تم ان نیکیوں اور مہربانیوں کا پھل اچھی طرح پاؤ گے۔ جو تم نے مجھ سے کیں:۔

ہلن ویلیسکورٹ"

مسٹر ویلیسکورٹ نے مکرر اور سہ کرر خط کو پڑھا۔ اس کا خلاصہ ان کے دل میں کھب گیا۔ آدھی رات کو یہ فقرے کہ "میری عادات و خصائل لائنل میں موجود ہیں۔ ان کو یاد آئے، تھوڑی دیر کے بعد کرسی سے اُٹھے۔ اور منہ ہی منہ میں کہنے لگے" نہیں۔ یہ ممکن نہیں۔ اس کم بخت کا کیا ہے اپنی عزت خاک میں ملائے۔ یا گلی کے کیچڑ میں مل جائے۔ مگر لڑکا میرا لڑکا ہے۔ میں اس کے خصائل اس میں سے نکال ڈالوں گا۔ اور اپنی مرضی کے مطابق بناؤں گا":۔

چھٹیوں میں لائنل کے شغل

کلوولی کے ایسے سرسبز خوب صورت اور پُرفضا چھوٹے سے گاؤں میں بھی جس کو قدرت کاملہ نے اس قدر خوب صورتی بخشی تھی۔ کہ ایک ایک کونا صانع حقیقی کے کمالات کا شاہد تھا۔ جو کسی زمانے میں رشیوں اور مہاتماؤں کے لئے پرستش کا مقام تھا۔ جہاں جاکر جادو بیان شاعر اور باکمال

Taj Tahir Foundation

مصور ہاتف غیبی سے ہم کلامی کی عزت حاصل کرتے۔ اب انسان کے تباہ کن ہاتھ پہنچ چکے تھے، ہوٹلوں کی کثرت کا تو ذکر ہی کیا۔ کہیں کہیں مے خانے بھی نظر آتے۔ اور اس خوش نما مقام کی جسے فردوس بر روئے زمیں کہیں تو بے جا نہ ہو۔ دل فریبی میں خلل انداز ہوتے تھے۔ قدرت کاملہ ہرچند خواہش کرتی۔ کہ اپنا وہی حسن و جمال بنائے رکھے۔ اور موذی انسان کے بے رحم ہاتھوں سے بچے، مگر بے کار، البتہ کہیں کہیں کوئی قطعِ زمین ایسا ہی خوش نما اور پاکیزہ نظر آتا۔ جیسا پیشتر تھا۔ مگر وہ بالکل ایسا معلوم ہوتا۔ گویا پھولوں کا ہار کسی کی بے توجہی سے ایک عظیم الشان پہاڑ کی چوٹی پر پڑا رہ گیا ہو؛

لائنل کلوولی میں عجب طرح کی زندگی بسر کر رہا تھا، یہ دونوں اُستاد اور شاگرد ایک چھوٹے سے پُرانے اور نہایت خستہ مکان میں فروکش تھے۔ جس کی دیواروں پر جابجا شق پڑے ہوئے صاف بتا رہے تھے۔ کہ یہ عمارت متواتر زلزلوں کے دھکے کھا چکی ہے۔ تاہم وہ سب کمرے اپنی وضع کی ایک نرالی خوب صورتی لیے ہوئے تھے، ان کی مالکہ نہایت اعلیٰ مذاق اور نفیس طبیعت کی عورت تھی۔ صحت اور صفائی کا اسے بہت ہی خیال تھا، چنانچہ ہر ایک کمرہ نہایت ہی صاف سُتھرا رکھتی۔ پلنگ بھی تر و تازہ پھولوں کی خوشبو سے مہکے ہوئے تھے۔ حتّٰی کہ ہوا کے جھونکے تک چنبیلی کے پھولوں کی بھینی بھینی خوشبو سے (جس کی بیلیں کھڑکیوں پر تھیں) معطر

ہوتے۔ ہر وقت اپنے ان دونوں مہمانوں کی خاطر تواضع میں مصروف رہتی، عالم پروفیسر کیڈ منگور کی تہ دل سے عزت کرتی۔ اور لائنل کے شایستہ اور حلیم طرز و طریق نے تو اس کا دل بالکل ہی تسخیر کر لیا تھا، وہ ہمیشہ اسے چھوٹا بچہ کہا کرتی، یہ نیا نام سن کر لائنل کو حیرت ہوتی۔ اور وہ سوچتا۔ کیا میں واقعی اتنا ہی چھوٹا ہوں۔ اس خیال کے آتے ہی اسے اپنی ماں کا الوداعی فقرہ یاد آجاتا۔ اور وہ خیال کرتا۔ کہ ہاں میری اماں نے بھی تو مجھے بچہ ہی کہا تھا۔ اس خیال کے آتے ہی وہ افسردہ ہو جاتا۔ اور اسے تاب نہ رہتی۔ کہ وہ اپنی بچھڑی ہوئی ماں کی اس صورت اور حالت کو جس طرح وہ اسے الوداع کہتے ہوئے ملی تھیں۔ دیر تک خیال میں رکھ سکے، وہ حسرت سے سوچا کرتا۔ کیا واقعی وہ مجھ سے آخری دفعہ ملی تھیں۔ کیا میں ان سے پھر نہیں مل سکتا؟

لائنل کو ان باتوں پر سوچنے اور غور کرنے کی اب ہر وقت فرصت تھی، پروفیسر کی مہربانیاں اس کے اوپر دن بدن بڑھتی جاتی تھیں۔ اور اس نے اُسے پوری اجازت دے دی تھی۔ کہ جہاں چاہے جائے اور جو چاہے کرے، لائنل کا ننھا دل ان کی غیر معمولی توجہ اور مہربانی سے بھر آتا تھا، اس کی شکر گزاری اکثر چھوٹی چھوٹی باتوں سے ظاہر ہوا کرتی۔ مثلاً وہ بڑی احتیاط سے ان کی ٹوپی پر برش کر کے ان کے پہننے کو لاتا۔ باہر جانے کے پیشتر ان کے دستانوں کی جوڑی اچھی طرح صاف کر کے میز

Taj Tahir Foundation

پر رکھ دیتا۔ پھولوں کا گلدستہ بنا کر ان کے شانے پر لگا دیتا وغیرہ + پروفیسر صاحب نے پہلے تو ذرا تعجب اور خوشی سے ان باتوں کو قبول کیا۔ پھر روز ہی منتظر رہنے لگے۔ اور انہیں تھوڑے سے دنوں میں ان کی طبیعت لائنل سے اس درجہ مانوس ہو گئی۔ کہ وہ اپنی بچپن کی مدتوں سے بھولے ہوئے قصے کہانیاں یاد کرنے کی کوشش کرتے۔ اور جب بڑی مشکل سے کوئی حکایت یاد آ جاتی۔ تو لائنل کا جی بہلانے کو اسے سُنایا کرتے + ایک روز انہیں خیال آیا کہ میں (سائیکی) اور کیوپڈ (Cupid) محبت کے دیوتا کی مشہور حکایت اسے معمولی قصے کے پیرایہ میں سُناؤں۔ دیکھوں بچے پر اس کا کیا اثر پڑتا ہے + یہ دونوں ایک سرسبز مقام پر جہاں سے درختوں کی قطار کے پیچھے سرسبز پتیوں میں سے سمندر کی سطح ہیرے کی طرح چمکتی ہوئی نظر آ رہی تھی بیٹھے تھے + پروفیسر صاحب ذرا نرم آواز سے کہانی کہنے لگے۔ کہ "سائیکی بڑی ہی خوشی سے زندگی بسر کیا کرتی تھی۔ مگر ایک روز اس کا جی چاہا۔ کہ اپنے دیوتا کی صورت بہ چشم خود دیکھے۔ چنانچہ یہ اس ارادے سے اٹھی ہی تھی۔ کہ روشنی غائب ہوئی۔ چاروں طرف اندھیرا چھا گیا۔ اس کا دیوتا غائب ہو گیا۔ اور اب سائیکی بیچاری اکیلی رہ گئی۔ اور کیا تعجب ہے۔ شاید وہ اب تک اس کھوئے ہوئے جمال کو جسے وہ جانتی تو ہے۔ مگر دیکھ نہیں سکتی۔ ڈھونڈ رہی ہو"

لائنل بغور سُنتا رہا۔ پھر بولا "اچھی کہانی ہے۔ اور اس کے بڑے گہرے مطلب ہیں + سائیکی کو اپنے دیوتا کا حال معلوم نہیں تھا۔ اور وہ جاننا

چاہتی تھی۔ اسی طرح ہم سب بھی ذرّہ عظیم کے حالات معلوم کیا چاہتے ہیں۔ مگر موت اس قدر جلدی آ جاتی ہے۔ کہ معلوم نہیں کر سکتے" + پروفیسر کیڈمنگور اس کی سب دلیلیں چپ لگا کر سنتے رہے۔ اور لائنل بہت دیر تک اسی طرح گفتگو کرتا گیا۔ وہ یہ باتیں کر رہا تھا۔ اور کیڈمنگور سوچ رہے تھے۔ کہ اس بچّے کو مذہبی تعلیم سے بے بہرہ رکھنا کتنا بڑا گناہ ہے :

چھٹیوں میں لائنل اکثر سمندر کے کنارے جایا کرتا تھا۔ ماہی گیر اسے اپنی کشتیوں پر سوار کر کے سیر کو لے جایا کرتے۔ وہ اسے بڑا پیار کرتے۔ اور اکثر اسے ڈوبے ہوئے جہازوں کے قصے سُناتے + لائنل ان مصیبت کے مارے ڈوبنے والوں کی تکالیف کا حال جو نہایت یاس اور حسرت سے کسی ٹوٹے ہوئے تختے یا رسّے کو پکڑنے کی کوشش میں جاں بحق ہو جاتے تھے۔ سن کر بڑا ہی ملول ہو جاتا تھا :

ایک شام کو وہ ٹہلتا ٹہلتا حسب معمول کنارے پر پہنچا ہی تھا۔ کہ کسی جھونپڑی کے پاس اسے ماہی گیروں کا ایک گروہ عظیم نظر آیا + یہ سب گھبرائے اور سہمے ہوئے اندر دیکھ رہے تھے + یہ آگے بڑھا ہی تھا۔ کہ ایک شخص نے اشارے سے اسے واپس جانے کو کہا + اس نے گھبرا کر پوچھا۔ کیا ہوا۔ کیا کوئی ڈوب گیا ہے؟ "نہیں کوئی ڈوبا نہیں۔ کوئی گلے میں پھانسی ڈال کر مر گیا ہے۔ اس کی بھیانک صورت تمہیں نہ دیکھنی چاہیے" :

لائنل نے حیرت سے چونک کر پوچھا "پھانسی! وہ کس طرح ڈال سکا؟"

Taj Tahir Foundation

"اس میں کیا مشکل ہے؟ اگر کوئی رسا یا رومال پاس ہو۔ تو اس سے آسان اَور کیا ہو سکتا ہے؟ اس کے پاس ایک لمبا سا رومال تھا۔ اس کا پھندا بنا کر اس نے اپنے گلے میں ڈالا۔ اور چھت کے کنڈے میں لٹک گیا۔ بس! اَور پھانسی میں کیا ہوتا ہے؟ مگر تم یہاں مت رہو۔ اور واپس چلے جاؤ۔ سمندر میں آج زور بہت ہے۔ اور تم کشتی پر بھی نہیں جا سکتے"۔

لائنل خاموش آہستہ آہستہ گھر کی طرف قدم بڑھانے لگا۔ مگر یہ خبر سُنتے ہی اس کا دل ملول ہو گیا تھا۔ اور وہ راستے بھر اس خودکشی کرنے والے کی چھت سے لٹکی ہوئی لاش تصور و خیال میں دیکھ رہا تھا۔ یہ گھر پہنچا۔ تو پروفیسر اس کا اُترا اور کملایا ہوا چہرہ دیکھ کر حیران ہو گیا۔ اور پوچھنے لگا "آج تمہیں کیا ہوا؟ تمہاری صورت پر اتنی اُداسی کیوں ہے؟ تم کہاں گئے تھے؟"

لائنل نے رُکتے رُکتے کہا۔۔۔۔۔ "خبر نہیں۔ شاید۔۔۔۔۔۔ اس پھانسی والے آدمی نے میرا جی خراب کیا ہے"؟

پروفیسر نے چونک کر پوچھا۔۔۔۔۔ "کون پھانسی والا آدمی"؟ اس پر لائنل نے سارا حال کہہ سنایا۔ پروفیسر کیڈمنگور کو کچھ اطمینان ہوا۔ کہ کم از کم ان کے ننھے شاگرد نے اس کی صورت تو نہیں دیکھی۔ انہوں نے جواب دیا "اوہو پھانسی سے تو آدمی بہت جلد بلا تکلیف مر جاتا ہے شاید وہ آدمی روپے کی کمی سے تنگ آ کر مر گیا ہو"۔

"مگر کیسی دردانگیز بات ہے۔ کہ اس بیچارے کا دُنیا میں ایک بھی دوست نہ تھا۔ جو اس کی مدد کر کے اس کی جان بچا لیتا"۔

پروفیسر۔ ہاں ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔ مگر موت ہی تو سب سے بڑا عذاب نہیں ہے۔ بہت لوگ دنیا میں ایسے بھی ہیں۔ جو موت کو زندگی پر ترجیح دیتے۔ اور وقت سے پہلے مرنا قبول کرتے ہیں۔ یہ شخص بھی جس کا تم ذکر کرتے ہو۔ شاید اسی طرح زندگی سے بیزار ہو گا۔

لائنل خاموش رہا۔ اور اس نے پھر کبھی بھی اس کا ذکر نہیں کیا۔ اور شاید اسی وجہ سے اس ہیبت ناک واقعے کا بڑا گہرا اثر اس کے دل پر رہا۔

کلوولی سے واپسی

یہ دونوں اب تقریباً پندرہ روز کلوولی میں بسر کر کے گھر واپس جا رہے تھے۔ لائنل کی صحت پر تبدیل آب و ہوا اور کھیل کود کا اثر ضرور بہت کچھ ہوا تھا۔ تاہم اس کا چہرہ ویسا ہی زرد تھا۔ اور آنکھوں سے وہی حسرت ٹپکتی تھی۔ اس کو اپنی ماں کی یاد اور جُدائی کا صدمہ ابھی تک تازہ تھا۔ مگر پھر بھی کچھ صبر آ گیا تھا۔ اور اس نے پروفیسر پر اپنا یہ ارادہ ظاہر کیا تھا۔ کہ اب گھر پہنچتے ہی پڑھائی بڑی محنت سے شروع کر دیں گے۔ مگر انہوں نے اس تجویز کی طرف زیادہ توجہ نہ کی۔ اور جواب دیا۔ ہاں تھوڑا تھوڑا پڑھنے میں تو کوئی حرج نہیں۔ مگر سارا کورس ابھی ایک

Taj Tahir Foundation

دم شروع نہیں ہو سکتا۔ کل صبح تم گھومنے جانا۔ جس طرح کلو دلی میں جایا کرتے تھے۔ اور تمہاری طبیعت چاہے تو کوئی کتاب اپنے ساتھ لیتے جانا۔ مگر بہت محنت کرو گے۔ تو بیمار ہو جاؤ گے ؛

لائنل یہ سن کر خوش ہوا۔ اور سوچنے لگا۔ کہ کل جب میں مس ڈیل سے ملنے جاؤں گا۔ وہ مجھے دیکھ کر کتنی خوش ہو گی۔ اس کا گلاب سا سُرخ سُرخ چہرہ ہنستا ہوا کتنا پیارا لگے گا دو تین گھنٹے ہم کھیلیں گے + یہ سوچ ہی رہا تھا۔ کہ گاڑی گھر کی طرف کو مُڑی۔ اور وہ واقعی خوشی سے اندر داخل ہوا + مسٹر ویلسکورٹ لندن سے واپس آ گئے تھے + لائنل نے ڈرتے ڈرتے ہاتھ ان کی طرف بڑھایا۔ انہوں نے صرف انگلیاں ہی چھو کر کہا "غنیمت ہے تم پھر اچھے ہو گئے لائنل" پھر پروفیسر کی طرف مخاطب ہوئے "کہئے آپ کا جی تو نہیں اکتایا"!

دوسرے دن کہ بڑی ہی سہانی صبح تھی۔ ہر طرف سبزہ اور ہر سمت گلزار تھا۔ نسیم سحر کے خوش گوار جھونکے پھولوں سے اٹکھیلیاں کر رہے تھے۔ اور ہر چیز کو آفتاب عالم تاب کی کرنیں چمکائے ہوئے تھیں + لائنل نے اپنے استاد سے چھٹی کی درخواست کی۔ اور لاطینی کی صرف و نحو ساتھ لے جانے کی تجویز پیش کی۔ مگر پروفیسر نے منع کیا۔ اور جواب دیا۔ کہ نہیں آج کیا ضرورت ہے۔ آج تم جاؤ۔ اور خوب جی بھر کے کھیلو۔ کل سے تھوڑا تھوڑا کام شروع کرنا" لائنل نے بڑی مسرت سے ان کا شکریہ ادا کیا۔ اور دوڑتا ہوا نیچے اُتر کر

چشم زدن میں باغ تک پہنچ گیا؟ آج اس کا دل غیر معمولی طور پر خوش تھا۔ مگر کیوں۔ کیا اس کی حالت میں کوئی فرق آ گیا تھا؟ کیا وہ اب تک وہی بچہ نہیں تھا۔ جس کو ماں نے اس قدر بے رحمی سے جیتے جی ہمیشہ کو چھوڑ دیا تھا؟ کیا وہ اب تک وہی بچہ نہیں تھا۔ جس کا اتنی بڑی دنیا میں ایک بھی ہمدرد و غمگسار نہ تھا؟ کیا اسے اپنی ماں کی جدائی اور بدنامی کا صدمہ بھول گیا تھا؟ نہیں ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ اس کی طبیعت ہی ایسی نہ تھی۔ مگر آخر تو وہ ١١ ہی سال کا کم سن بچہ تھا۔ اور آج اتنے خوش نما منظر اور سہاؤنی صبح میں جو نہایت ضعیف بیمار اور بوڑھے دلوں پر بھی اپنا اثر کئے بغیر نہیں رہتی۔ یہ بھی اُداس نہ رہ سکا۔ چنانچہ اس نے بڑی بے تابی اور شوق سے اپنے گھر کا پھاٹک کھولا۔ اور اسی پرانے قبرستان کی طرف قدم بڑھایا۔ جہاں اسے ایک دفعہ پہلے جیسمن اور اس کا والد مسٹر ڈیل ملے تھے ؛

جیسمِن مر گئی

اس وقت وہ ہزاروں منصوبے باندھ رہا تھا + پروفیسر کیڈمنگور سے اس کی طبیعت اب خاصی مانوس ہو گئی تھی۔ اور یہ سوچ رہا تھا۔ کہ میں اپنے ابا سے کہہ کر انہیں کی زیر نگرانی (یعنی ان کے اپنے گھر جا کر) تعلیم جاری رکھوں یہ تو وہ اچھی طرح جانتا تھا۔ کہ ویلسکورٹ اسے کبھی کسی مدرسے میں داخل نہ ہونے دیں گے۔ اور اسی طرح چیدہ چیدہ اشخاص کے زیر تربیت رکھیں

Taj Tahir Foundation

گے۔ اس لئے وہ سوچ رہا تھا۔ کہ اگر پروفیسر کیڈ منگور کی شاگردی کئی سال تک کر سکوں۔ تو کیا اچھا ہو۔ اور اگرچہ وہ بھی مجھے اس راز کا حال تو کچھ نہیں بتا سکتے۔ جو میں اس قدر معلوم کیا چاہتا ہوں۔ مگر ممکن ہے۔ وہ رفتہ رفتہ مجھے ایسے راستے پر ڈال دیں۔ یا ایسا وسیلہ بتا دیں۔ کہ میں خود معلوم کر لوں + اتنے میں اس نے نظر اُٹھائی۔ اور دیکھا۔ کہ وہ قبرستان کے پھاٹک تک پہنچ گیا ہے + مسکراتے ہوئے دوڑ کر اس نے پھاٹک کھولا۔ مگر اندر گھستے ہی دبے پاؤں آہستہ آہستہ چلنے لگا۔ کہ اگر جیسمن کہیں نزدیک نظر آئے۔ تو اسے چپکے سے پکڑ لے۔ ریوبن ڈیل حسب معمول قبر کھودنے میں مصروف تھا + یہ آہستہ آہستہ اس کے بالکل پاس چلا گیا۔ مگر یکایک خوف زدہ ہو کر چونک کر پیچھے ہٹا۔ کیونکہ ریوبن سر جھکائے ہوئے نہایت ہی یاس اور حسرت کی حالت میں ایک چھوٹی سی قبر کھود رہا تھا + اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کے موٹے موٹے قطرے برابر پانی کی جھڑی کی طرح مٹی کے تودوں اور اس کے پھاوڑے پر گرتے جاتے تھے + وہ پچاس برس کا عمر رسیدہ آدمی بچوں کی طرح سسکیاں لے لے کر رو رہا تھا۔ اور اس کا یہ اضطراب پتھر سے دلوں کو بھی ہلا ڈالتا تھا۔ لائنل کی آنکھوں میں اندھیرا سا آ گیا۔ کانپتے ہوئے اس نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا + "مسٹر ڈیل ..... اس نے کہا ....." اے مسٹر ڈیل" + ریوبن نے اس کی طرف نگاہ کی۔ اس کی آنکھیں سوجی ہوئی تھیں۔ اور ان کی حسرت صاف بتا رہی تھی۔ کہ کوئی بڑا بھاری غم۔ کوئی ناگہانی مصیبت۔ کوئی جانکاہ

صدمہ اس بیچارے پر پڑا ہے + لائنل ڈر گیا۔ وہ کچھ قیاس نہ کر سکتا تھا۔ مگر بڑی گھبراہٹ اور بے تابی سے منتظر تھا۔ کہ اس کو کیا ہوا ہے + پھر یکایک ریوبن نے کہنا شروع کیا "اس نے تمہیں بھی پیار کہا تھا۔ میرے بچے ..... اس نے پیار کہا تھا ..... اس کے آخری الفاظ یہی تھے۔ لائنل کو میرا پیار۔ اور وہ کیسے پیارے انداز سے مسکرائی تھی۔ میں کبھی اس بھولی صورت کو بھول نہیں سکتا۔ ..... میری پھول ..... میری چڑیا ..... میری پیاری بیٹی ..... لائنل کو میرا پیار کہنا۔ اس نے یہ الفاظ مرنے کے لمحے بھر پہلے کہے تھے"+

"مر گئی؟ لائنل نے کانپتے ہوئے کہا مر گئی ..... جیسمن ..... جیسمن ..... مر گئی نہیں ..... نہیں یہ ہو نہیں سکتا + آپ خواب دیکھ رہے ہیں ..... یہ سچ نہیں ہو سکتا" + لائنل کانپنے لگا۔ اور ایک زخمی چڑیا کی طرح ریوبن کی گود میں جا پڑا۔ اور اپنا منہ ریوبن کے بازو میں چھپا کر زور سے چیختا رہا۔ نہیں ..... نہیں مری نہیں ..... یہ مت کہئے۔ پیاری جیسمن نہیں مری ..... تم اسے اس گڑھے میں نہیں ڈالو گے + ایک دفعہ تو کہو۔ کہ وہ مری نہیں ہے ..... کتنی بے رحمی ..... کتنا ظلم ہے!"

ریوبن ڈیل نے تھوڑی دیر کو اپنے غم کو بھلا کر ہمّت باندھی۔ کہ وہ اس غم زدہ معصوم کو جو اس خبر سے قریب قریب پاگل سا ہو رہا تھا۔ تسلی دے + اس نے اسے اپنے گلے سے لگا لیا۔ اور کہا "کیا تم نے نہیں سنا۔ میرے لعل ..... مگر نہیں میں بھولتا ہوں۔ تم گئے ہوئے تھے۔ اور یہ کیونکر

Taj Tahir Foundation

ہو سکتا ہے۔ کہ ہم غریبوں کی مصیبتوں کا ذکر کسی کے کان تک پہنچے ؟ میں
ایک روز تمہارے ابا کے مکان پر گیا تھا۔ کیونکہ جیسمن بیماری میں برابر
تمہارا ذکر کرتی تھی ، وہاں میں نے سنا۔ کہ تم کلوولی گئے ہوئے تھے۔ اس
پیاری بچی کو چیچک نکل آئی تھی۔ اور صرف چار دن میں لے گئی...... مجھ سے
جو کچھ ہو سکا۔ میں نے اپنی عزیز بیٹی کی جان بچانے کو کیا ، اگر میرے بس
میں ہوتا۔ تو میں اس کے بدلے اپنی جان بھی دے دیتا۔ اور بیچارہ ڈاکٹر
ہارٹلی رات دن اس کے پاس رہا۔ مگر بے کار ، اس پیارے پھول سے
چہرے کی بچی کے قابل ہم نہیں تھے۔ اور اس لئے خدا نے اسے اٹھا لیا۔
مگر مجھ گنہ گار سے یہ صدمہ ..... یہ دکھ اٹھایا نہیں جاتا ، پہلے اس کی ماں
اور پھر وہ دونوں جنت کو سدھاریں۔ اور مجھے اکیلا چھوڑ گئیں ، روشنی
کی طرح وہ میری زندگی میں آئیں۔ اور پرچھائیں کی طرح غائب ہو گئیں ،
اے خدا رحم کر...... مجھے طاقت دے۔ کہ میں سہہ سکوں۔ اور کہوں۔
کہ تیری رضا برتر ہے" اس کا سر لڑکے کے اوپر جا پڑا۔ جو ابھی تک اسے
چمٹا ہوا بید کی طرح کانپ رہا تھا۔ اور درد و غم سے کراہتا تھا ، آسمان
گرد و غبار سے بالکل صاف تھا۔ ہر چہار طرف سورج کی روشنی پھیلی ہوئی
تھی۔ اور اس چھوٹی قبر کے گڑھے میں بھی روشن شعاعیں پڑ رہی تھیں ؛
لائنل نے یکایک سر اٹھایا ، اس کا چہرہ بالکل زرد تھا۔ اس کی
سنجیدگی اور مسرت نے اسے اس وقت بچے سے بوڑھا بنا دیا تھا" تم

اسے اب یہاں ڈال دو گے؟ ..... اس نے ہلکے سے خوف کے لہجے میں کہا
....ننھی جیسمن کو اس گڑھے میں سلا دو گے..... اس کی بھولی صورت اور نیلی
آنکھوں کو اس مٹی کے ڈھیر میں چھپا دو گے.... یہ تم سے کس طرح ہو گا؟
وہ کس طرح ہنستی تھی۔ اور کیسی کھیلتی پھرتی تھی۔ اب نہ وہ کبھی کھیلے گی۔ نہ ہنسے گی۔
تم اس کو ہمیشہ کے لئے وہاں چھپا دو گے" یہ کہتے کہتے اس کی آواز کانپنے
لگی"۔ اور ہائے! اب ہم اسے کبھی نہ دیکھیں گے۔ جیسمن..... جیسمن"!
بیچارہ ریوبن اس کے انتہائے غم کو دیکھ کر حیران ہو گیا۔ کہ اسے کس طرح
بہلائے۔ اگرچہ اس غم کا سب سے بڑا حصے دار وہ خود تھا۔ مگر خدا کا بھروسہ
اور اس کے اعلیٰ مذہبی اصول اسے تھامے ہوئے تھے۔ چنانچہ اس نے انہیں
کے ذریعے لائنل کو بھی تسلی دینی چاہی۔ اس کے سر پر محبت کے ہاتھ پھیر کر بڑی
دردناک آواز سے کہا" بیچارے بچے۔ تیری سہیلی واقعی تجھے بڑا چاہتی تھی.....
مرتے مرتے اس نے تجھے پیار کہا تھا۔ اور ایک دفعہ جب اسے کچھ یوں ہی سا
افاقہ ہوا۔ تو اس نے یہ بھی کہا تھا۔ کہ لائنل کو کہنا۔ میں اس سے جلدی ملوں گی۔
اس کے بڑے ہونے کا انتظار نہیں کروں گی ، یہی اس بچی کے الفاظ تھے...
مگر اس کے ہوش ٹھکانے نہیں تھے۔ وہ نہیں جانتی تھی۔ کہ کیا
کہہ رہی ہے ، تاہم خدا کا شکر ہے۔ اس نے بلا تکلیف جان دی ، پرسوں رات
اس نے اپنی چھوٹی چھوٹی بانہیں میری طرف پھیلائیں۔ اور کہنے لگی۔ ابا کیسا اچھا
سماں ہے ، پھر مسکرا کر۔ لائنل کو میرا پیار اور یہی کہتے کہتے چلی گئی ، وہ وہاں

Taj Tahir Foundation

اپنے چھوٹے تابوت میں پڑی ہے۔ ہم نے اسے ننھی دُلھن کی طرح سجایا ہے۔ اور اپنی کیاری کے تمام پھول آخری دفعہ اسے پہنانے کو نوچ ڈالے کیونکہ ہم مصیبت کے ماروں کو ان پھولوں کی اب کیا ضرورت ہے؟ جب وہ ہی نہیں جس کے دم سے ہمارا گھر آباد تھا۔ تو پھولوں کو کیا کریں؟" اتنا کہتے ہوئے آنسوؤں کی جھڑی نے اس کی آواز بند کر دی + مگر لائنل کی آنکھیں ابھی تک خشک تھیں۔ اس نے بے تابی سے اس کی گود سے نکل کر ایک دو قدم آگے بڑھائے۔ اور چھوٹے گڑھے کے قریب گھٹنے ٹیک کر بیٹھ گیا۔ "اس گڑھے میں" اس نے منہ ہی منہ میں کہنا شروع کیا۔ "جلیسمن ...... اس گڑھے میں؟" ریوبن نے اپنا ہاتھ اس کے کندھے پر رکھ دیا۔ "نہیں میرے بچے یہ نہ خیال کر۔ وہ یہاں نہیں ہے۔ (پھر آسمان کی طرف دیکھ کر) وہاں وہ خدا کے پاس ہے جلیسمن اس وقت جنت کے فرشتوں کے ساتھ ہے۔ اور یہی بہتر ہے۔ کہ وہ وہاں رہے۔ ہم لوگ عقل کے اندھے ہیں۔ اور اس کی حکمت سمجھ نہیں سکتے۔ مگر یقیناً وہ سب کچھ ہمارے بھلے کو کرتا ہے + شاید اس نے اس پھول سی بچی کو دنیا کی کڑی منزلوں کے قابل نہ دیکھا۔ اس لئے اسے وقت سے پہلے اپنے پاس بلا لیا۔ اور میں جلیسمن کو یہاں نہیں سلاؤں گا۔ صرف اس کا جسم یہاں رہے گا + مگر وہ بھی کتنا خوب صورت تھا۔ کیسی پیاری شکل تھی۔ اے میری گڑیا تو کتنی اچھی تھی؟" پھر لائنل

کی طرف مخاطب ہو کر "مگر جلیسمن اچھی ہے۔ اور بڑی اچھی جگہ۔ ایسی جگہ ہے۔ جہاں وہ ہمیشہ بڑے آرام سے رہے گی + وہ دونوں ماں بیٹیاں خدا کے پاس ہیں۔ اور تھوڑے دن ہیں میں بھی ان سے جا ملوں گا۔ پھر مجھے معلوم ہو جائے گا۔ کہ ان کو مجھ سے چھڑا لینے میں اس کی کیا حکمت تھی ...... اگرچہ ابھی یہ جدائی سہی نہیں جاتی" + لائنل نے اس کی طرف دیکھا۔ اور بولا "تم ان باتوں کے معتقد ہو۔ مگر تمہارا خیال غلط ہے۔ یہ سب وہم اور وسواس ہے۔ فرشتے کچھ نہیں ہوتے۔ نہ خدا کوئی چیز ہے۔ تم جلیسمن کو یہاں ڈال دو گے۔ اور اسے مٹی کے تودوں سے ڈھک دو گے۔ بہت تھوڑے دن میں کیڑے اس کے چھوٹے چہرے پر رینگا کریں گے۔ اس کے بالوں میں اپنا گھر بنائیں گے۔ اور اس کی صورت ایسی کر دیں گے۔ کہ تم بھی دیکھ کر ڈر جاؤ گے + یہ کہتے ہوئے وہ زور سے کانپنے لگا" "ایسی حالت میں تم خدا کا ذکر کرتے ہو۔ وہ خدا جس نے جلیسمن کو تم سے چھین لیا۔ کیسا ظالم اور بے رحم ہے + ایک دفعہ اسے تمہیں دے کر پھر لے لینے میں کوئی راز نہیں ہو سکتا + تم نے کبھی کچھ پڑھا نہیں ہے۔ خدا کوئی چیز نہیں۔ دنیا کا بانی تو صرف ایک ذرہ ہے۔ جو کچھ سمجھ نہیں سکتا"+

ریوبن نے خوف اور غم سے بے خود ہو کر خیال کیا۔ کہ لڑکا پاگل ہو گیا ہے۔ اور چاہا۔ کہ اسے پھر اپنی گود میں لے لے۔ مگر لائنل پیچھے ہٹ گیا۔ اور کانپتے ہوئے اس کا ہاتھ ہٹا دیا + وہ لائنل کو اس وقت بالکل ششدر غم و الم

Taj Tahir Foundation

اور مایوسی کی مجسم تصویر بنا کھڑا تھا۔ دیکھنے لگا۔ شاید اگر یہ رو سکے۔ تو اس کا غم غلط ہو+ یہ سوچتے ہی اُسے کچھ خیال آیا۔ اور اس نے کہا" چلو ایک دفعہ جیسمن کی صورت دیکھ لو۔ وہ وہاں پھولوں میں لدی ہوئی سوئی پڑی ہے+ اس کی صورت ایسی ہی پیاری ہے۔ جیسی اس وقت تھی۔ جب وہ تم سے کھیلنے جاتی تھی۔ چلوگے؟

لائنل نے کچھ تند آواز میں زور سے جواب دیا" نہیں میں نہیں دیکھ سکتا+ تم بھول گئے۔ میں آج اس کی جیتی صورت دیکھنے آیا تھا۔ اس سے کھیلنے آیا تھا۔ اس خیال سے میں کسی قدر خوش تھا۔ مگر ہائے وہ اس وقت بھی مری پڑی تھی! نہیں میں اس کو نہیں دیکھ سکتا۔ مجھے اس قبر اور ان کیڑوں کا خیال سہما دیتا ہے۔ اور اس پر بھی تم کہتے ہو۔ کہ خدا نے اسے اُٹھا لیا؟" اتنا کہتے ہی لائنل نے اپنی دونوں باہیں اونچی کیں۔ اور بڑے زور سے بھاگا۔ مگر اپنے گھر کی طرف نہیں۔ بلکہ ان چھوٹے ٹیلوں کی جانب جہاں سر سبز درخت تیز سے تیز دھوپ میں بھی سایہ کئے رہتے ہیں+ ریوبن اس کی طرف کچھ خوف اور کچھ تعجب سے دیکھتا رہا۔

اس نے آپ ہی آپ کہا" خدا بچے پر رحم کرے۔ غم سے وہ بالکل پاگل ہو رہا ہے۔ اور علاوہ میری بچی کی موت کے کوئی اور بات بھی ہے۔ جس نے اسے اس قدر صدمہ پہنچایا ہے؟ ہاں مجھے خیال آیا۔ اس کی ماں بھی تو اس سے جدا ہو گئی۔ اور جیتے جی یہ بدنامی کی جدائی موت کی جدائی

سے بہت زیادہ رنج دہ ہے۔ اچھا خیر۔

پھر اپنا پھاوڑا اٹھا کر وہ دوبارہ اپنے اس جانکاہ کام میں مصروف ہو گیا۔ اور اپنی بھولی بھالی بیٹی کی قبر کی دیواروں کو بڑی محنت سے صاف کرنے لگا+ ریوبن سوچنے لگا" عمر رسیدہ بوڑھے آدمی سے صدمے نہیں اُٹھائے جاتے۔ بھلا اس بچے کی کیا حقیقت ہے جو صدمے سے پریشان ہو رہا ہے۔ اور اسے اتنی سمجھ نہیں کہ خدا کی حکمت کا خیال کرے۔ اچھا۔ مالک حقیقی ہم گنہگاروں کی خطاؤں سے درگزر کرے+ اے جیسمن۔ ... جیسمن میری پیاری بچی۔ میری پھول۔ مجھے نہیں معلوم تھا۔ کہ خدا تجھے اس قدر جلدی بلا لے گا" پھر موٹے موٹے آنسو اس کی آنکھوں سے بہنے لگے اور انہوں نے اس کی نظر دُھندلی کر دی" خیر۔ خدا کی مرضی اسی طرح تھی۔ اب وہ کسی دن مجھے طاقت دے گا۔ کہ میں اس کی رضا پر شاکر ہو جاوں+ دونوں ماں بیٹیاں جنت میں ہوں۔ اور میں بدنصیب اکیلا یہاں رہوں۔ خوشیاں ان کے لئے۔ اور غم میرے حصے کا ہے+ اچھا۔ مگر خدا میرے وقت پر میری دونوں بیویوں کو میرے استقبال کو بھیجے گا۔ وہ دونوں شوق سے میری راہ دیکھتی ہوں گی+ اور اب میری جیسمن پیاری تجھے بہت دن انتظار نہیں کرنا پڑے گا۔ تھوڑے دن کی بات ہے۔

اس نے ایک ہاتھ سے آنسو پونچھے۔ اور پھر صبر سے کھودتا رہا حتٰے کہ اس کا یہ درد بھرا کام ختم ہوا+ پھر ایک پھولوں کا مٹھا نکال کر قبر کی دیواروں میں چاروں طرف لگا دیا۔ اور اوس وغیرہ سے

بچانے کو اس پر لکڑی کے تختے لگا کر پھاوڑا کندھے پر رکھا۔ اور ہلکے ہلکے گھر کی طرف قدم بڑھانے لگا۔ راستے میں کل کے لئے اپنی طبیعت کو مضبوط کرنے لگا۔ جب کہ اس کے زخم دل پر نمک چھڑکا جائے گا۔ یعنی اس کی پیاری بیٹی کا جسم خاکی آخری دعاؤں کے ساتھ سپرد خاک کیا جائے گا ؛

ادھر لائنل بیچارہ معلوم نہیں کتنے غم والم میں بہ مشکل تمام تن تنہا اس گنجان جنگل میں گھڑیاں گزار رہا تھا + قبرستان سے بے تحاشا بھاگتے ہوئے اُسے بالکل ہوش نہ تھا۔ کہ وہ کیا کر رہا ہے + جنگل میں پہنچ کر اس کے ذرا ہوش ٹھکانے ہوئے۔ تو اس نے سوچنا شروع کیا۔ "جیسمن مر گئی ہے۔ وہ ہنستی ہوئی نیلی آنکھوں والی چھوٹی سی لڑکی اس وقت سرد ہو کر اکڑی ہوئی اپنے تابوت میں پڑی ہے۔" اسے اس کی موت کا اب تک یقین نہ آتا تھا۔ اس کی وہی ہنستی کھیلتی صورت جب اسے اس نے اپنے باغ میں آخری دفعہ دیکھا تھا۔ آنکھوں میں پھر رہی تھی + اسے اس کا وہ فقرہ "بیچارہ لائلی! مجھے خوف ہے میں تجھ سے پھر نہ ملوں گی۔" بار بار یاد آ رہا تھا۔ اور پھر اس کا الوداع کہتے ہوئے یہ کہنا۔ کہ "مدت کے لئے نہیں کہتی ہوں۔" اس نے کہا تھا۔ کہ مدت کے لئے نہیں کہتی۔ مگر یہ تو وداع آخری ہی ہو گئی ؛

یہ سوچتے سوچتے لڑکا کچھ سسکیاں لینے لگا۔ مگر ابھی تک آنسو نہیں آئے + اس کے دل میں غم والم کی آگ سلگ رہی تھی + اگر آنسوؤں کا سیلاب اسے

بجھا دیتا۔ تو شاید اس کا دردِ دل کم ہوتا۔ مگر اس وقت یہ بھی ممکن نہ ہوا۔ اس نے دل میں کہا۔ "کیا واقعی سوائے مٹھی بھر خاک کے اب جیسمن کا کچھ باقی نہیں ہے؟ وہ خوب صورت چہرہ کیا صرف فنا ہو جانے کو بنایا گیا تھا؟ واقعی بڑا ظلم ہے۔" اس نے ایک نظر نیلے آسمان کی طرف ڈال کر جس کی جھلک درختوں کی پتیوں میں سے دکھائی دے رہی تھی۔ منہ ہی منہ میں کہا۔ "اسے پیدا کرنا واقعی ظلم تھا۔ اور مجھے زندہ رکھنا بھی بڑی بے رحمی ہے + البتہ اگر موت کے بعد کچھ ہوتا۔ تو میں اس کے مطلب کو سمجھ سکتا + وہ یہ کہتے ہوئے ٹھہرا۔ اور اس کی نظر ایک خوش نما پھول پر پڑی + اسے مخاطب کر کے اس نے کہا۔ "تم مر کے کہاں جاتے ہو؟ کیا تم میں بھی روح ہے۔ اور مرنے کے بعد وہ دوسری صورت اختیار کر کے اَور کہیں نظر آتی ہے؟ ممکن ہو مگر ہمیں کیا معلوم؟ وہ کھڑا ہو گیا۔ اور سوچنے لگا۔ "شاید آج کل کے علما اتنے دانا نہیں جتنا وہ خیال کرتے ہیں + جس ذرے کا وہ ذکر کرتے ہیں۔ ممکن ہے۔ وہ خدا ہو اور اس زندگی کے بعد دوسری آتی ہو + شاید اس دنیا کے علاوہ دوسری دنیا ہو۔ جہاں جیسمن چلی گئی ہے + مگر اسے تحقیق کس طرح کریں؟" وہ یہ سوچتے ہوئے پھرنے لگا + تھوڑی دیر میں اسے اچانک کسی خیال نے چونکا دیا۔ اور اس کا چہرہ سُرخ ہو گیا + "میں اب اس راز کو معلوم کروں گا۔" یکایک کچھ صابر اور شاکر ہو کر وہ جنگل کے باہر نکل گیا۔ اور نیچی نظر کر کے اس پہاڑی سے جس پر وہ بے ہوشی میں دوڑتا ہوا چڑھا تھا۔ نیچے اُترا۔ اور گردن جھکائے

Taj Tahir Foundation

قبرستان سے نکل کر دم بھر میں گھر پہنچ گیا۔

پھاٹک کے پاس پروفیسر کیڈ منگور چہل قدمی کر رہے تھے۔ اسے دیکھ کر بولے "کیوں بھئی خوب سیر کر آئے؟" لائنل نے جواب نہ دیا۔ پروفیسر نے غور سے اس کی طرف دیکھ کر کہا "کیا ہے۔ کیا پھر جی نہیں اچھا؟" لائنل نے مسکرانے کی کوشش کی "نہیں بیمار تو نہیں ہوں۔ میں قبرستان کی طرف گیا تھا۔ اور وہاں کار کھوالا اپنی چھوٹی لڑکی کے لئے قبر کھود رہا تھا۔ وہ اس کی ایک ہی بچی تھی۔ ہم لوگ جن دنوں نکوولی میں تھے۔ وہ بیچاری چیچک سے مر گئی۔ اس کا نام جلیبین تھا۔ اور میں اسے جانتا تھا۔"

پروفیسر کیڈ منگور کو اس کا اترا ہوا چہرہ اور غم زدہ صورت دیکھ کر کچھ فکر پیدا ہوئی۔ مگر چونکہ وہ جلیبین ڈیل کا حال پہلے کچھ نہ جانتے تھے۔ انہوں نے زیادہ خیال نہ کیا۔ صرف اتنا کہا "تم قبرستانوں میں نہ جایا کرو۔ ایسے مقامات اچھے نہیں ہوتے صحت کے لئے بہت مضر ہوتے ہیں۔" لائنل نے پھر کوشش سے مسکرا کر کہا "مگر وہیں ہم سب کو جانا ہے۔" پروفیسر نے ذرا خفگی سے جواب دیا "اوف اوہ! لائنل میں تمہیں پہلے کہہ چکا ہوں۔ تم یہ بیہودہ بکواس نہ کیا کرو۔ مجھے بہت برا لگتا ہے۔"

"مگر کیوں؟ آخر تو ہم ہی مرتے ہیں۔"

"ہاں ضرور مرتے ہیں۔ مگر کیا ضرورت ہے۔ کہ ہم ہر وقت اسی کا خیال کریں۔ اور اسی کا ذکر کرتے رہیں؟ جب تک ہم زندہ ہیں۔ ہمیں خوشی سے زندگی

بسر کرنی چاہیے۔ یہ کسی زمانے میں یونانیوں کا قول تھا۔ اور واقعی سچ ہے۔"

"کیا آپ واقعی یہ خیال کرتے ہیں؟" لائنل نے اس قدر سنجیدگی سے یہ سوال کیا۔ کہ اس کا استاد کچھ حیران سا ہو گیا۔ پھر لائنل کہنے لگا "مگر ان کے سارے علم کا کیا فائدہ ہوا؟ ان کے عالی شان شہر اور بڑی بڑی عمارتیں سب ضائع ہوئیں۔ وہ سب مر گئے۔ اور ان کی تمام کوششیں اور علم بے کار ہوئے۔"

"کیوں وہ ہمیں ملا۔ ان کے علم نے دنیا کے علم ادب کی بنیاد ڈالی۔ کیا یہ کچھ نہیں؟"

لائنل نے آہ کھینچ کر کہا "ہاں جیسا خیال کیا جائے۔ مگر یہ بھی تو دریافت کرنے کے قابل بات ہے۔ کہ یہ سب علم ہمیں کہاں لے جاتا ہے؟ دنیا میں کتنی قومیں بڑھیں۔ علم حاصل کیا۔ نئی نئی ایجادیں کیں۔ اور غائب ہو گئیں۔ یہ سلسلہ تو کبھی ختم ہی نہیں ہوتا۔ پھر پھر کے دنیا میں وہی باتیں ہوتی ہیں۔ قومیں ترقی کرتی اور تباہ ہو جاتی ہیں۔ معلوم نہیں۔ اس سلسلے کا کیا فائدہ ہے۔"

پروفیسر نے غور سے اس کی طرف دیکھا "میں سمجھتا ہوں تم تھک گئے ہو۔ اب جا کر لیٹ رہو۔ زیادہ تکان بہت مضر ہو گی۔ اور میں نہیں سمجھا۔ تم قبرستان میں قبر کھدتی دیکھنے کیوں گئے تھے؟ تمہارے بڑے عجیب شوق ہیں۔"

Taj Tahir Foundation

"میں قبر کھدتی دیکھنے نہیں گیا تھا۔ میں اس چھوٹی لڑکی سے ملنے گیا تھا۔ مجھے کیا معلوم تھا۔ کہ وہ مر گئی ہے؟ میں نہیں جانتا زندگی اور موت کا کیا مطلب ہے۔ اور تو ہر بات سمجھ میں آتی ہے۔ مگر یہی گتھی نہیں سلجھتی۔ اور آپ بھی کچھ نہیں بتا سکتے۔ اب میں نے ارادہ کیا ہے۔ کہ میں خود اس معمے کو حل کروں۔"

لائنل نے ٹوپی اُتار کر ادب سے سلام کیا۔ اور اپنے کمرے کی طرف چلا۔ پروفیسر کچھ بے چین ہو کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔ "کیسا عجیب لڑکا ہے!" اس نے خیال کیا۔ "مگر کس قدر ذہین اور غریب بچہ ہے۔ اگر جی نکلا۔ تو کمال پیدا کر سکے گا۔ شاید آئندہ نسل میں دنیا کا سب سے بڑا عالم یہی ہو۔ مگر اس کی صحت درست نہیں رہتی۔" وہ لمبے لمبے دو چار قدم اُٹھا کر آگے بڑھے۔ اور پھر کھڑے ہو گئے۔ ان کے چہرے پر اس وقت ایک عجیب طرح کا تبسم تھا۔ "بڑی تعجب کی بات ہے۔ واقعی تعجب ہے۔ مجھے کبھی یہ خیال نہیں آیا تھا۔ کہ میں اس بچے سے اس قدر مانوس ہو جاؤں گا۔ یہ خیال کر کے ہنسی آتی ہے۔ مگر دراصل وہ پیار کا مستحق ہے۔ اور بے نظیر لڑکا ہے۔" یہ سوچ کر وہ ہنسے۔ ہنسی سے ان کے چہرے پر کبھی رونق نہ آتی تھی۔ مگر اس وقت محبت کے آثار ان کے منہ پر تھے۔ جو واقعی بھلے معلوم ہوئے۔

لائنل پھانسی لے کر مر جاتا ہے

رات کوئی دو گھڑی گزر چکی ہے۔ ہر چہار طرف سناٹا چھایا ہے۔ کہیں کوئی ذی روح چلتا پھرتا دکھائی نہیں دیتا۔ یہاں تک کہ درختوں کے پھول پتے بھی بالکل بے حس و حرکت ہیں۔ گویا دنیا کی ہر ایک جان دار اور بے جان چیزوں بھر کے شور و غل اور محنت و مشقت کے بعد آرام سے سو رہی ہے۔ تاروں بھرے نیلگوں آسمان پر زہرہ اپنی پوری تیزی سے چمک رہا ہے۔ اور عطارد کی صاف ٹھنڈی روشنی سمندر کی سطح پر پڑتی ہوئی اس کی دل فریبی کو دوبالا کر رہی ہے۔ ہوا میں تازہ کھلے ہوئے پھولوں کی بھینی بھینی خوشبو ہے۔ مگر ہر چیز اس قدر خاموش۔ گویا کسی بڑے حاکم نے کسی بڑی مصلحت سے ان کی زبان بندی کر دی ہو۔ سٹرولیسکورٹ کے عالی شان مکان میں بھی ایسا ہی سناٹا ہے۔ ہر شخص نیند کے آغوش میں بے خبر پڑا ہے۔ مگر لائنل سے نیند کوسوں دور ہے۔ وہ بالکل چاق چوبند اور بشاش اپنے پلنگ کے کنارے پر بیٹھا ہے۔ اس کے چہرے سے ایک عجیب قسم کی خوشی نمایاں ہے۔ اور ہونٹوں پر نہایت میٹھا تبسم ہے۔ معلوم نہیں کن خیالوں نے اسے اس وقت محظوظ کیا ہے۔ وہ اپنی خواب گاہ میں تو وہی اپنے مقررہ وقت پر چلا آیا تھا۔ صرف غیر معمولی بات اتنی ہی تھی۔ کہ آج وہ اپنے باپ۔ پروفیسر کیڈ منگور اور اپنی خادمہ ہسی کو سلام کر کے آیا تھا۔ اس کے

Taj Tahir Foundation

والدِ ماجد تو اس وقت اخبار دیکھ رہے تھے۔ انہوں نے بمشکل نگاہ اُٹھا کر صرف سر ہلا دیا۔ پروفیسر صاحب کسی بڑی دقیق کتاب کے ایک صفحے پر غور کرتے تھے۔ مگر انہوں نے بڑی مہربانی سے اُٹھ کر اس سے ہاتھ ملایا۔ اور یہ کہتے ہوئے۔ کہ "ہاں جاؤ سو رہو" پھر مصروف ہو گئے + لوسی کو اس نے پکار کر ہی شب بخیر کہا تھا۔ بلکہ جواب میں اس کی آواز خوشی اور پیار سے بھری ہوئی باورچی خانے کی طرف سے آتی ہوئی سنائی دی تھی ؛

اس کے بعد یہ اپنی آرام گاہ میں آ گیا تھا۔ مگر یہاں آ کر اس نے کوئی تیاری سونے کی نہیں کی۔ سوائے اس کے کہ جوتا اتار دیا۔ تا کہ چلنے پھرنے میں آواز نہ نکلے۔ اور دوسری بات یہ کہ روشنی بجھا دی تھی + شاید اس لئے۔ کہ وہ اندھیرے میں زیادہ اچھی طرح ان لوگوں کا جن کی یاد اسے ستاتی تھی۔ خیال کر سکتا تھا۔ مثلاً اب تصور خیال میں اس کو بالکل وہی رات معلوم ہوئی۔ جب اس کی ماں اسے الوداع کہنے آئی تھیں + اسے وہ پھر ایک دفعہ اسی آرام کرسی پر بیٹھی ہوئی نظر آئیں۔ یہاں تک کہ سوچتے سوچتے اس نے ایک دفعہ زور سے کہا "میری اماں۔ تم مجھے بڑی پیاری ہو اور ہمیشہ رہو گی" مگر فوراً ہی یہ خیال کر کے۔ کہ وہ اس سے اب ہمیشہ کو رُخصت ہو گئی ہیں۔ اسے اپنی بھول پر کچھ ہنسی آئی۔ مگر تھوڑی ہی دیر میں کھڑکی کے پاس پہنچ کر اس نے تصور میں گویا جیسمن کو دیکھا۔ اور اس شام کا سماں۔ جب کہ اس کا پھول سا چہرا چنبیلی کی بیل میں سے تاکتا ہوا نظر

آیا تھا۔ اس کی آنکھوں کے آگے پھر گیا + یہاں تک۔ کہ اس کی سریلی آواز لائلی لائلی پکارتی اس کے کان تک پہنچتی سنائی دی + قریب تھا۔ کہ دروازہ کھول کر یہ اسے ملنے جاتا۔ مگر یکایک اسے یاد آیا۔ کہ میری غلطی ہے۔ جیسمن مر چکی ہے۔ اور میں اس کی قبر تک کھدتی دیکھ آیا ہوں + وہ اب بہت جلدی اس تنگ اور تاریک گڑھے میں ڈال دی جائے گی۔ اور میں اب اس کی آواز کبھی نہیں سنوں گا + یہ کھڑکی کے پاس جہاں سے اس نے ایک دفعہ جیسمن کو خوشی خوشی کھیلتے دیکھتا تھا۔ جلدی ہٹ کر پلنگ پر بیٹھ گیا ؛

تھوڑی دیر میں اس کو اپنے باپ کے قدموں کی آواز کان میں پڑی + وہ اپنی خواب گاہ میں داخل ہوئے۔ اور دروازہ بند کر لیا + اس کے بعد پروفیسر صاحب کھانستے ہوئے آئے۔ اور اُن کی آہٹ بھی مدھم پڑ گئی + دم بھر میں نیچے کی منزل میں گھڑیال نے آدھی رات کا گھنٹہ بجایا + بعد ازاں سناٹا ہوا۔ اور اندھیرا چھا گیا + لائنل کچھ دیر اسی طرح بیٹھا رہا۔ مگر پھر کچھ اکتا کر اُٹھا۔ موم بتی جلائی۔ اور ذرا خوف سے اِدھر اُدھر دیکھنے لگا۔ گویا ڈرتا ہے کہ کوئی اَور تو کمرے میں نہیں ہے + پھر ایک اونچی الماری کا دروازہ کھولا۔ کرسی رکھ کر اوپر چڑھا۔ اور اس کے سب سے اوپر کے خانے میں سے ایک لمبا سا گلوبند جو ایک دفعہ اس کی ماں نے اسے دیا تھا نکال لیا۔ اور کرسی سے نیچے اتر کر ہلکے سے دروازہ بند کر دیا۔ پھر تھوڑی دیر

Taj Tahir Foundation

کھڑا ہوا کچھ سوچتا رہا + گلوبند کو اچھی طرح لپیٹ کر اپنی صدری میں ڈال لیا۔ جوتا پہن کر موم بتی ہاتھ میں لے دروازہ کھول کر بے تابی سے ادھر اُدھر دیکھنے لگا + ہر چیز بالکل خاموش تھی اور کوئی بھی اس وقت اس کے اس ہولناک ارادے میں خلل انداز ہونے کو بیدار نہ تھا ؛

اب وہ نیچے اترا۔ اور پڑھنے کے کمرے کی طرف گیا۔ دروازہ کھلا ہوا تھا اندر داخل ہوا۔ اور چٹخنی چڑھا کر ٹھنڈی سانس کھینچی۔ گویا منزل مقصود میں پہنچ کر دم لیا + اس کمرے میں روشنی ذرا زیادہ تھی۔ کھڑکیوں کے پاس درخت نہیں تھے۔ کہ چاند کی روشن شعاعوں کو اندر آنے سے روک دیتے۔ چنانچہ شیشیوں میں سے صاف ٹھنڈی روشنی اندر آرہی تھی + اس نے موم بتی اپنے ابا کی ڈسک پر جس کے پاس بیٹھے ہوئے اس نے بہت تھکا دینے والے گھنٹے اور دن اُن چیزوں کی جستجو میں گزارے تھے۔ جو اس کی رائے میں کوئی وقعت نہ رکھتی تھیں + اور جو در اصل اس بڑے راز کے افشا کرنے میں جس کی اسے جستجو تھی۔ ذرا بھی مدد نہ دیتی تھیں + لائنل نے قلم دوات اور کاغذ نکالے۔ اور وہیں ہلکے ہلکے نہایت صاف ستھرے خط سے کچھ لکھنے بیٹھ گیا + جلدی ہی ایک رقعہ لکھ کر ختم کیا۔ اسے تہ کر کے وہیں رکھ دیا + اس کے بعد دوسرا لکھ کر رکھا + ان میں سے ایک پر لکھا تھا ”بخدمت شریف والد صاحب“ دوسرا کچھ زیادہ سادہ تھا۔ اس پر صرف یہی الفاظ تھے ”پروفیسر کیڈمنگور کو پہنچے“ ؛

تھوڑی دیر تک وہ ان دونوں رقعوں کو دیکھتا رہا۔ اور دل میں کہنے لگا۔ ”بالکل ایسا معلوم ہوتا ہے۔ جیسے میں بھاگ جانے کو ہوں + مجھے یاد ہے مسٹر مونٹروز نے بھی مجھے کہا تھا۔ کہ ”بالکل تھک جانے سے اچھا ہے۔ کہ تم کبھی بھاگ نکلا کرو“ + مونٹروز کا خیال آتے ہی اسے یاد آیا۔ کہ وہ اپنی کتاب کلیات ہومر اتفاقاً بھول گئے تھے۔ اور وہ اب تک یہیں پڑی ہے + یہ خیال آتے ہی اس نے ایک الماری میں سے وہ کتاب نکال کر اسے ڈاک میں ڈالنے کو تیار کیا۔ پھر ایک رقعہ اَور لکھا۔ جس کا مضمون یہ تھا:۔

”پیارے ولی۔ تم اپنی کتاب کلیات ہومر یہیں چھوڑ گئے۔ میرا ارادہ اسے فوراً بھیج دینے کا تھا۔ مگر اتفاق سے خیال نہیں رہا + اب چونکہ میں جانے والا ہوں۔ ایسا نہ ہو۔ یہ میرے ابا کی کتابوں میں مل کر ادھر اُدھر ہو جائے۔ چنانچہ میں اسے پروفیسر کیڈمنگور کو دیئے جاتا ہوں۔ وہ اسے ڈاک میں ڈال دیں گے + میں آپ کی مہربانیوں کا نہایت ہی مشکور ہوں۔ مجھے وہ اب تک یاد ہیں۔ اور شاید آئندہ بھی کبھی نہیں بھولوں گا + میری نسبت کچھ فکر نہ کریں۔ میں اچھی طرح ہوں ؛

آپ کا ممنون احسان اور پیار کرنے والا شاگرد لائنل“ ؛

اس رقعے کو اس نے لفافے میں بند کیا۔ اور ایک اور چٹ لکھ کر اس کے پاس رکھ دی۔ جس میں لکھا تھا ”پیارے پروفیسر کیا آپ مہربانی کر کے یہ خط اور کتاب میری طرف سے مسٹر مونٹروز کو بھیجنے کی تکلیف گوارا کریں گے؟“

Taj Tahir Foundation

وہ اسے غلطی سے یہاں چھوڑ گئے تھے + لائنل ؛؛

قلم دوات ٹھکانے رکھ کر اس نے دل میں کہا "خیر یہ تو ہوا۔ امّاں کو خط لکھنا تو بے کار ہے۔ لکھوں بھی تو ان تک کیسے پہنچے"؟ لائنل کھڑکی کی طرف گیا۔ چاندنی پوری کھلی ہوئی تھی۔ اور دروازہ کھولتے ہی ہوا کے خوش گوار جھونکے اندر آنے لگے + اس وقت کا سماں بڑا ہی دل فریب تھا۔ مردہ دلوں میں نئی روح پھونکنے والی اور اداس طبیعتوں کو خوش کرنے والی رات تھی۔ قدرت کاملہ اپنا پورا اجمال دکھا رہی تھی + ایسے ہی منظر بعض وقت دنیائے پیرزال میں فردوس کی جھلک دکھاتے ہیں + یہی دل فریبیاں گری ہوئی طبیعتوں اور مایوس دلوں کو جینے پر آمادہ کرتی ہیں + ایسے ہی موقعوں پر باوجود ہزار رنج والم۔ مصائب وتکالیف کے انسان کا دل درگاہ ایزدی میں شکرگزاری سے بھر جاتا ہے۔ مگر اس چھوٹے لڑکے کو جو اس وقت اس خوش نما منظر کو دیکھ رہا تھا۔ کچھ بھی بھلا نہ معلوم ہوا + اس کے نزدیک ہر چیز بلا وجہ پیدا کی گئی تھی۔ جس کی ہستی کا قطعی کوئی مدعا نہ تھا + ہر چیز فانی تھی۔ اور چند روز میں غائب ہو جانے والی ؛؛

آج کل بعض ملکوں میں بچوں کی تعلیم دی جاتی ہے۔ کہ انسان کی اپنی خواہشات اس کی رہنما اور محافظ ہیں۔ اور خدا کا نام صرف پجاریوں کی ایجاد ہے۔ جس سے وہ بزدلوں کو ڈراتے ہیں۔ چنانچہ روح فانی ہے۔ اور مر کر باقی نہیں رہتی۔ لہذا دنیا کے بعد ہمارے واسطے کچھ نہیں ہے + ان تباہ

کن خیالوں سے جو زبون نتیجے دیکھنے میں آئے ہیں۔ اس کا کیا بیان ہو؟ ہزاروں بچے بے دین ہو گئے ہیں۔ بہتیرے خدا سے منکر + مگر بعض وقت وہ غیر فانی روح پھر بھی اپنی اصلیت دکھائے بغیر نہیں رہتی۔ اور قدرتی طور پر بچوں کے بھٹکائے ہوئے دلوں میں بھی پروردگار کا خیال پیدا کرتی ہے ؛؛

چھوٹے لائنل کا دل ہرگز اس تعلیم کو قبول کرنے کے لئے جو اُسے دی جا رہی تھی۔ آمادہ نہیں تھا + اسے قدرتاً خیال آتا۔ کہ کوئی چیز غیر فانی ضرور مجھ میں ہے + بڑا ہونے پر شاید اس کے خیالات بدل جاتے۔ اور یہ یقین کرنے لگتا۔ کہ بے شک انسان کی اپنی خواہشات ہی اس کی سچی رہنما ہیں۔ مگر بچّہ تھا اور اُسے اور کوئی خواہش سوائے اس راز کے معلوم کرنے کے نہیں تھی۔ اور اس کی یہ پیاس سائنس دانوں کی ہزار دلیلیں بھی نہیں بجھا سکتی تھیں۔ کسی حکیم کا قول ہے۔ کہ بچّوں کے اس قسم کے سوالات ساری منطق کی کنجی ہیں + آسمان قیامت تک لعنت برساتا رہے گا۔ ان لوگوں پر جو بچّوں کے پاکیزہ دلوں کو مکروہ خیالات سے خراب کرتے ہیں + وہ لوگ قاتلوں سے بڑھ کر ہیں + بچوں کی روحوں کو کچل ڈالنے کا گناہ عظیم ان کے سر پر ہے + قوموں میں یہ تباہ کن خیالات پھیلانے والا فرقہ دن دونی رات چوگنی ترقی کر رہا ہے + ہر ناستک (دہریہ) مصنف کی کتابیں آج کل مقبول عام ہو رہی ہیں + جتنے زیادہ مکروہ خیالات ہیں اتنی ہی زیادہ ان کی تعریف اور شہرت + وہ وقت اب دور نہیں۔ جب ہم بچوں کے اس سوال کا کہ ہمیں کس نے پیدا کیا۔ یہ

Taj Tahir Foundation

جواب دیں گے۔ کہ کسی نے نہیں + سائنس اسے ثابت نہیں کرتا + یہی دقت بیچارے لائنل کو درپیش تھی۔ اسے اسی بات کی جستجو تھی۔ جس کا سائنس کے ذریعے پتہ نہیں لگتا + وہ کھڑکی کے پاس کھڑا ہوا تاروں کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اور خدا کی ہستی اور بڑائی کا یقین اس کے دل میں ایک دھندلی پرچھائیں کی طرح چھایا تھا۔ اس نے دل میں کہا "کیسی اچھی بات ہے کہ میں اب تھوڑی دیر میں سب جان لوں گا۔ اور ممکن ہے جیسمن سے بھی مل سکوں + یہ اچھا نہیں۔ کہ میں وقت سے پہلے یہ سب باتیں جاننا چاہتا ہوں۔ مگر مجھ سے یہ نہیں ہو سکتا۔ کہ میں بے فائدہ پڑھے جاؤں۔ اور بہت سی فضول باتوں کی جستجو میں وقت ضائع کروں۔ اور جو بات قابل جاننے کے ہے اسی کو چھوڑ دوں"

اس نے یکایک گردن موڑ کر اندر دیکھا + کمرے کی ایک طرف روشنی بہت صاف پڑ رہی تھی + کچھ موم بتی اور کچھ چاند کی روشنی میں اس کو ایک کنڈا چھت میں اور سب کنڈوں سے زیادہ بڑا نظر آیا + اس نے کرسی پر چڑھ کر اس میں لٹک کر دیکھا۔ کہ وہ اس کا بوجھ سہار سکتا ہے یا نہیں + کنڈا بڑا ہی مضبوط تھا۔ لائنل کچھ سوچ کر مسکرانے لگا۔ اور پُرفضا کلو ولی کا خیال آیا۔ اور اس عجیب سیاح کا جس کی لاش سمندر کے کنارے ایک جھونپڑی کی چھت سے لٹکی ہوئی ملی تھی + اسے اس ماہی گیر کا یہ کہنا بھی یاد آیا۔ کہ اگر کوئی لمبا سا کپڑا اور کنڈا سامنے ہو تو اس سے زیادہ کوئی بھی کام آسان نہیں + پھر اس

نے وہ گلوبند اپنی ماں کا تحفہ جیب سے نکالا۔ اور اس کا ایک سرا کنڈے سے باندھ کر دوسرے سے ایک پھندا سا بنا لیا + جب یہ کر چکا تو نیچے اُترا۔ مگر کرسی ٹھیک اسی جگہ پر رہنے دی۔ اور پھر ایک دفعہ کنڈے کی طرف دیکھ کر موم بتی بجھا دی + اب وہ اس کمرے میں بالکل تن تنہا کھڑا تھا + اس کی آنکھیں کھڑکی کی طرف لگی تھیں۔ جس میں سے پھولوں کی خوشبو اور چاند کی روشنی اندر آ رہی تھی + وہ دو چار قدم اَور آگے بڑھا۔ اور گھٹنے ٹیکے + ہاتھ جوڑ کر اس نے اپنا زرد اور دُبلا مگر مشتاق چہرہ چاند کے چمکتے ہوئے عظیم الشان کُرے کی طرف کیا + اس کی چاندی کی طرح چمکتی ہوئی کرنیں اس کے سنہری پریشان بالوں سے کھیلنے لگیں۔ اور ایک نہایت تھکے ہوئے اور پُر درد دل سے نکلی ہوئی دعائیں ہلکے ہلکے سنائی دیں:

"اے ذرّہ عظیم۔ میں آج دعا مانگتا ہوں + میں نے کبھی دعا نہیں مانگی۔ اور نہیں جانتا۔ کہ کس طرح مانگوں + شاید تم میری آواز سُن نہ سکو۔ یا سن کر پروانہ کرو + مگر میں محسوس کرتا ہوں۔ کہ مجھے اپنے جذبات کا اظہار ضرور کرنا چاہیے۔ اے پیارے ذرّے۔ اگر تم ذی ہوش ہو۔ اور تمہیں دنیا کے لوگوں اور ان کے رنج والم کی کچھ بھی خبر ہے۔ تو تم بہت کچھ ہو۔ میں تمہاری ہی جستجو میں آتا ہوں۔ اور اگر بالآخر تم واقعی خدا ثابت ہوئے۔ تو میں کس قدر خوش ہو جاوں گا + آہ! اگر تم واقعی خدا ہی ہو۔ تو تم مجھ غریب کا ترس کرو گے۔ میں بہت ہی ناخوش اور مصیبت زدہ ہوں + دنیا میں میرے لئے کسی طرح کی خوشی نہیں ہے + یہاں ان لوگوں کو جو مجھے پیارے ہیں۔ میں اپنے ساتھ نہیں رکھ سکتا + میں معلوم

Taj Tahir Foundation

کیا چاہتا ہوں۔ کہ اس سے زیادہ اچھی اور خوشی کی جگہ بھی کوئی اور ہے یا نہیں + اس وقت معلوم نہیں۔ کیوں مجھے یہ یقین ہے۔ کہ تم ذرہ نہیں بلکہ خدا ہو۔ اور وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ تم کچھ نہیں غلطی پر ہیں + معلوم نہیں۔ یہ لوگ مرتے ہوئے کیا خیال کریں گے۔ کیا تم ان کے گناہ معاف کرو گے؟ کیونکہ ضرور انہوں نے میری طرح اَور بھی بہت سے بچوں کو مصیبت میں ڈالا ہو گا + وہ لوگ جو تیری ہستی سے انکاری ہیں۔ کسی مصیبت کو صبر سے نہیں جھیل سکتے جس طرح میں اپنی ماں کی جدائی نہیں سہہ سکتا؟ وہ لوگ ریوبن ڈیل کی طرح نہیں۔ کہ اگرچہ اسے اپنی بچی کی موت کا غم بہت ہے۔ مگر اسے یقین ہے۔ کہ تو نے سب اچھا ہی کیا ہے۔ اور اس کی بیٹی اس سے پھر مل جائے گی + تو اب آخری دفعہ میں تجھے خدا سمجھ کر دعا مانگتا ہوں۔ کہ تو ہمیشہ میری پیاری ماں پر مہربانی کی نظر رکھنا + جب میں تیرے پاس پہنچوں گا۔ تو شاید تو خود مجھے کوئی صورت ان کی حفاظت کرنے کی بتا دے + اگر میں بھی جلسیمن کی طرح فرشتہ بننے کا مستحق ہوا تو۔ میں ہر وقت ان کے ساتھ رہ کر ان کی حفاظت کر سکوں گا + مگر میں بغیر تیری مہربانی اور مدد کے کچھ نہیں کر سکتا۔ اور تو ہی مجھے اس کام میں مدد دینے والا ہے + میں اس وقت ان بے شمار تاروں کو دیکھتا ہوں۔ ان میں بھی بعض میں ہماری طرح کے لوگ آباد ہیں۔ وہ سب اور اس دنیا کے کروڑہا آدمی تجھ سے اپنے اپنے واسطے دعا مانگتے ہوں گے۔ مگر تو لوگوں کے دلوں کے راز جاننے والا ہے۔ اور تجھے معلوم ہو گا۔ کہ میرے خیالات اپنے تک ہی محدود نہیں

بلکہ میں ہر اک چیز کی ہستی کا سبب معلوم کیا چاہتا ہوں + ہر طرف اس قدر دَرد اور مصیبت ہے۔ کہ میں بغیر اس کا سبب معلوم کئے نہیں رہ سکتا۔ اگر کوئی مجھے تیری ہستی کا پورا یقین دلاتا۔ تو میں آسودہ ہو جاتا۔ مگر مجھے کوئی ان سوالوں کا جواب نہیں دیتا۔ اس لئے میں خود تیرے پاس آ کر معلوم کرتا ہوں + اے زمین اور آسمان کے پیدا کرنے والے۔ اے پہاڑوں اور سمندر کے مالک۔ اے سورج اور چاند کے بانی۔ میں تیرے پاس آتا ہوں۔ دنیا مجھے ڈرا دیتی ہے مگر تجھ سے مجھے خوف نہیں +

اس کی یہ ہلکی دعا کی آواز تھوڑی دیر تک آئی۔ اور بند ہو گئی + اسی طرح ہاتھ جوڑے ہوئے اس نے سوچا۔ کہ اب کیا کرنا چاہئے + اتنے میں اسے ایک بھجن یاد آیا۔ جس کو ہلکے ہلکے گاتا ہوا۔ اور اس خوشنما منظر اور تاروں بھرے آسمان کی طرف ایک آخری نظر ڈال کر گلوبند کی طرف + کرسی کو پکڑ کر چڑھنے کو تھا۔ کہ دروازے پر نظر پڑی + چپکے سے جا کر اسے آہستہ سے بند کیا۔ اور اب ہر طرح محفوظ ہو کر یہ معصوم بچہ دلی اطمینان اور مسرت کے ساتھ اپنے پیدا کرنے والے کی تلاش میں۔ جس کی ہستی سے اس کے بے رحم تربیت کرنے والوں نے انکار کیا تھا۔ خود چلا + لحظہ بھر بعد ایک کُرسی کے گرنے کی آواز آئی۔ اور سناٹا چھا گیا + اسی وقت ایک روح قفس عنصری کو چھوڑ کر عالم ارواح کو سدھاری۔ یعنی ..... لائنل ختم ہوا

باپ اور اُستاد لائنل کی لاش پر

دوسرے دن نہایت ہی سُہانی صبح تھی۔ ہر چیز روشن اور چمک دار تھی۔ چڑیاں میٹھی سروں سے گیت گا رہی تھیں۔ اور چھوٹی چھوٹی خوش رنگ تتلیاں خوش نما پھولوں سے کھیلتی پھرتی تھیں۔ ٹھنڈی خوش گوار ہوا کے جھونکے دل و دماغ تازہ کر رہے تھے + مسٹر ویلسکورٹ کے دل پر بھی تھوڑا بہت اثر ہُوا + انہوں نے اپنے کمرے کی سب کھڑکیاں کھول دیں۔ اور باہر دیکھتے رہے + پھر ذرا تازہ ہو کر کھانے کے کمرے کی طرف ناشتہ کرنے جا رہے تھے۔ کہ دہلیز پر لوسی روتی ہوئی نظر آئی + وہ کانپتی ہوئی آواز سے کہہ رہی تھی "ماسٹر لائنل کی خواب گاہ کھلی پڑی ہے۔ ان کا بستر بالکل صاف ہے۔ وہ رات کو وہاں سوئے۔ پڑھنے کے کمرے کا دروازہ بند ہے۔ اور آہ" اتنا کہہ کر وہ اور بھی رونے لگی "معلوم نہیں ان کو کیا ہوا۔ ان کی طبیعت بھی تو اچھی ......"

وہ ابھی پوری بات کہہ نہ پائی تھی۔ کہ پروفیسر کیڈ منگور آ گئے "یہ کون اچھا نہیں؟ کس کا ذکر ہے۔ کیا بات ہے؟" مسٹر ویلسکورٹ نے جواب دیا۔ لائنل اپنے کمرے میں نہیں ہے۔ اور یہ لڑکی کہتی ہے۔ کہ وہ رات کو بھی وہاں نہیں سویا۔ شاید یہ بھی اپنی ماں کی طرح بھاگ گیا + یہ کہتے ہی ان کو اپنی گھر والی کے خط کا وہ فقرہ کہ میری عادات اور خصائل لڑکے میں ہیں۔

کسی نہ کسی دن وہ بھی تمہیں چھوڑ جائے گا۔ یاد آ گیا۔ اور چہرہ غصّے سے تمتما اٹھا +

"نہیں۔ نہیں وہ اس قسم کا لڑکا نہیں۔ ممکن ہے۔ رات کو اسے نیند نہ آئی ہو۔ طبیعت نہ اچھی ہو۔ یا شاید وہ باہر پھرنے چلا گیا ہو۔ وہ اکثر صبح ہوا کھانے نکل جاتا ہے +"

"مگر یہ لڑکی کہہ رہی ہے۔ کہ پڑھنے کا کمرہ بند ہے۔" پھر لوسی کی طرف مخاطب ہو کر "اندر کی چٹخنی لگی ہے یا باہر کی؟"

"جی صاحب۔ اندر سے بند ہے۔ اسی سے تو مجھے وہم ہوتا ہے۔ ایسا نہ ہو پیارے لائنل کو وہاں غش آ گیا ہو + میں نے کھٹکھٹایا۔ پکارا۔ چلایا۔ مگر کسی نے جواب نہیں دیا" +

پروفیسر نے ذرا غصّے سے کہا "کیا واہیات بکواس کرتی ہو۔ مجھے معلوم ہے۔ اس دروازے کا کھٹکا ذرا پرانا ہے۔ بعض وقت آپ ہی چٹخنی لگ جاتی ہے۔ جاؤ ہتھوڑی لے آو۔ ابھی دروازہ کھل جائے گا" + وہ کمرے کی طرف چلے۔ مسٹر ویلسکورٹ بھی پیچھے ہو لئے۔ اور تھوڑی دیر میں لوسی باہر سے مالی کو کلہاڑی وغیرہ لئے ہوئے۔ ساتھ لے آئی +

پروفیسر نے پہلے دروازہ کھٹکھٹایا + اور لائنل کہہ کر پکارا + کوئی آواز سوائے ایک خوش گلو چڑیا کے راگ کے کان تک نہ پہنچی + عجیب قسم کا خوف پروفیسر کے دل پر طاری ہوا۔ اور مسٹر ویلسکورٹ کی طرف دیکھ کر بولے۔

Taj Tahir Foundation

بہتر ہے۔ آپ ہٹ جائیں۔ معلوم نہیں بچہ کس حال میں ہو۔"

مسٹر ویلسکورٹ اسی طرح کھڑے رہے۔ ان کا چہرہ ابھی تک غصے سے سُرخ تھا۔ مگر مسکرا کر انہوں نے کہا "کوئی بات خوف کی نہیں ہے۔ وہ آخر اپنی ماں کا بچہ ہے۔ جعل سازیاں۔ مکر اور فریب اس میں بھی کم نہیں ہمیں دھوکا دینے کو اندر سے دروازہ بند کر کے کھڑکی کی راہ سے بھاگ گیا ہے۔ اس سے زیادہ اغلب اور کیا بات ہو سکتی ہے؟" پروفیسر نے اس کا کچھ جواب نہیں دیا۔ تھوڑی دیر میں دروازہ کھلا۔ لوسی کے زور سے چلانے کی آواز آئی۔ اور پروفیسر کیڈ منگو "یا خدا" کہتے ہوئے کمرے سے باہر نکلے۔ "ویلسکورٹ آپ نہ دیکھئے۔ ہٹ جائیے۔ غضب ہو گیا۔ آپ کا بچہ مر گیا۔"

مگر مسٹر ویلسکورٹ جلدی سے اندر داخل ہوئے۔ اور اس دردناک صورت کو جو سخت دلوں کو ہلا دیتی۔ جو غیر کو بھی خون کے آنسو رُلانے کے لئے کافی تھی۔ سختی سے دیکھتے رہے۔ کیا یہ چھت کی کڑی سے لٹکی ہوئی لاش انہیں کے اکلوتے بیٹے کی تھی؟ کیا یہ اسی کی لاش تھی۔ جس کی زندگی کے لئے مسٹر ویلسکورٹ نے ہزاروں منصوبے باندھے تھے۔ جس کی شہرت اور تعریف کے لئے انہوں نے اپنے خیال میں بہترین طریقے اختیار کئے تھے؟ کیا اس بچے کی قسمت میں سوائے دو گز کفن کے کچھ نہ تھا؟ کیا وہ صرف اسی واسطے دنیا میں آیا تھا؟ ہاں کسی شاعر نے سچ کہا ہے۔ ع

از بیابان عدم تا سر میدان وجود ۔ بہ تلاش کفنے آمدہ عریانے چند

مسٹر ویلسکورٹ اپنے ہونہار بچے کی لاش کو اسی طرح دیکھتے رہے۔ میں بڑی حیرت سے کہتی ہوں۔ کہ ان کے دل پر اس وقت بھی رحم یا محبت نے پرچھائیں نہیں ڈالی۔ خاموش کھڑے ہوئے وہ لوسی کو سسکیاں لیتے اور پروفیسر کیڈ منگو کو نہایت حسرت اور یاس کے ساتھ اس چھوٹی لاش کو کڑی میں سے اتار کر زمین پر لٹاتے ہوئے دیکھا کئے۔ پروفیسر کی آنکھیں موٹے موٹے آنسوؤں سے بھری تھیں۔ انہوں نے لائنل کے دل کو چھوا۔ مگر اس کی حرکت مدت پہلے بند ہو چکی تھی۔ اس کے ہونٹوں سے چھوا۔ کہ ممکن ہے تھوڑی بہت سانس باقی ہو۔ مگر معصوم مرحوم کا طائر روح گھنٹوں پہلے پرواز کر چکا تھا۔ اور اب کوئی دنیاوی طاقت نکلی ہوئی سانس کو واپس نہیں لا سکتی تھی۔ پروفیسر کیڈ منگو نے پھر بڑی مایوسی سے کہا "یا خدا! کہاں تک نوبت آئی۔ بیچارہ معصوم بچہ!" پھر مسٹر ویلسکورٹ "کیا یہ بالکل مر چکا ہے؟"

"ہاں۔ بالکل۔ کیسی حسرت ناک موت ہے۔ لوسی رو نہیں۔ میرے بھی اوسان جاتے ہیں۔ ادھر آؤ۔ سہارا دو میں اسے پلنگ پر لٹاؤں۔" پھر مسٹر ویلسکورٹ کی طرف مخاطب ہو کر "کیسی دردناک بات ہے۔ اتنی چھوٹی عمر میں کیسے ہونہار کا خاتمہ ہوا۔ ویلسکورٹ مجھے آپ کے ساتھ دلی ہمدردی ہے۔ آپ کا بڑا ہی لائق اور ہونہار بچہ جاتا رہا۔" اتنا کہتے ہوئے

Taj Tahir Foundation

پروفیسر نے گردن موڑی - اور مُنہ چھپالیا + لوسی زار زار روتی ہوئی معصوم کی لاش پہ جھکی + اس کے بال پیچھے کئے - اور دونو ہاتھ چھاتی پر رکھ دیئے مسٹر ولیسکورٹ نے ایک عجیب لہجے سے کہا " دیوانگی کا فعل ہے " وہ یہ کہتے ہوئے رُکے اب تک انہوں نے لاش کی طرف ایک قدم بھی نہیں بڑھایا تھا + ان کی طبیعت اس جھگڑے سے تنگ آرہی تھی - اور چاہتے تھے - کہ جس قدر جلدی ممکن ہو لاش اُٹھے - اور نظر سے اوجھل ہو - یکایک ان کی نظر لائنل کے خطوں پر پڑی - یہ لو دو خط پڑے ہیں - ایک تمہارے نام ہے - دوسیرا میرے " انہوں نے ہچکچاتے ہوئے اپنے والا اٹھالیا + یہ سوچ کر کہ شاید لائنل نے خودکشی کے لئے مجھے قصوردار ٹھیروایا ہے - اور زیادہ کام کی شکایت کی ہے - ایک غصّے کی نظر اس کے مردہ جسم پر ڈالی - مگر - اس میں کسی قسم کی شکایت نہ تھی وہ بہت مختصر تھا - اور صرف اتنا لکھا تھا :-

" میرے پیارے ابّا - میں نے اکثر آپ کو کہتے سُنا ہے - کہ جب انسان مرجاتا ہے - تو اس کے جسم کی کوئی وقعت نہیں ہوتی - خواہ جلادیں - دفن کریں - یا سمندر میں بہادیں سب یکساں ہے + میری آپ سے آخری التجا ہے - کہ آپ میری لاش یہاں کے ہی قبرستان میں دفن کروائیں + یہاں کا ایک شخص مسٹر ریوبن ڈیل بہت اچھی قبریں بناتا ہے - اور میری خواہش ہے - کہ میری قبر اس کی چھوٹی بچی جیسمن کی قبر کے پاس بنائی جائے + میں ایک دفعہ جیسمن سے ملا تھا - اور مجھے وہ بڑی پسند تھی - اب وہ اور میں دونوں مرچکے ہیں -

اور آپ کو تو اس میں کوئی عذر نہیں ہوگا - کہ میری قبر اس کے پاس ہو - کیونکہ مرنے کے بعد تو انسان کی کوئی حقیقت نہیں - ان کو لوگ جلدی بھول جاتے ہیں - اور آپ مجھے بہت جلد بھلادیں گے - مگر یہ آخری التجا ضرور قبول کریں - اور یہ بھی کہ یہ گلوبند جو آپ کو میری گردن سے بندھا ہوا ملے گا - میرے ساتھ دفنائیں - اور مہربانی کرکے اگر ممکن ہو - تو میری اماں کو میرا پیار کہلا بھیجیں + آپ کا بیٹا لائنل ولیسکورٹ "

اتنے میں پروفیسر تھوڑی دیر بعد کھانستے اور عینک کے شیشے پونچھتے ہوئے - اپنا خط پڑھنے لگے + وہ پہلے والے سے بہت زیادہ لمبا تھا - اور کچھ ایسے دَرد بھرے طرز سے لکھا ہوا - کہ پروفیسر کا صبر و قرار کھوئے دیتا تھا + اس کا مضمون یہ تھا :-

" پیارے پروفیسر - آپ کی لاانتہا مہربانی کا میں بڑا ہی مشکور ہوں + مجھے معلوم ہے - کہ پہلے میں آپ کو بالکل پسند نہ تھا - اور مجھے امید ہے - کہ آپ مجھے اب پھر اس بات سے بُرا نہ خیال کرنے لگیں گے - کہ میں نے جینے کی کوشش چھوڑ دی ہے + مجھے آپ لوگوں کی خواہش کے مطابق علم حاصل کرنے میں سالہا سال محنت کرنی پڑتی - اور مجھے اس میں کوئی فائدہ نہیں معلوم ہوتا تھا - کیونکہ وہ خاص بات جسے میں معلوم کیا چاہتا ہوں - صرف ذرّہ یا خدا کی نسبت ہے - اور آپ بھی یہ مسئلہ حل نہ کرسکے + یہ سب خیال مجھے بہت ہی ستادیتے تھے - اور جب سے میری امّاں چلی گئیں - اور پھر بیچاری جیسمن مری

Taj Tahir Foundation

میرے دل میں دنیا کی مصیبت کا ایسا نقشا جما۔ کہ میری سمجھ میں نہیں آیا۔ ان باتوں کا کیا مدّعا ہے۔ اور میں نے یہ ارادہ کر لیا۔ کہ میں آپ معلوم کروں۔ کہ لوگوں پر یہ مصیبت ڈالنے میں خدا کی کیا مصلحت ہے + مجھے در اصل پورا یقین ہے۔ کہ خدا ہے۔ اور جونہی میں اس تک پہنچا۔ میں خود معلوم کروں گا۔ شاید وہ مجھے آج ہی رات کو مل جائے + اس وقت بھی مجھے وہ اپنے بالکل قریب معلوم ہوتا ہے + آپ کو یاد ہوگا۔ آپ نے ایک دفعہ کلوولی میں مجھے سائیگی کا قصہ سنایا تھا۔ میں بھی اس کی طرف اپنے چراغ کی مدد سے یہ راز افشا کیا چاہتا تھا۔ مگر اب میرا خیال ہے۔ کہ اس چراغ کو گل کر کے میں زیادہ اچھی طرح پتہ لگا سکوں گا + خدا کی تلاش میں ایسی مدھم روشنی کی ضرورت نہیں + کتابیں ہزاروں باتیں کہتی ہیں۔ ایک مصنّف دوسرے پر نکتہ چینی کر کے اسے غلط ثابت کر دیتا ہے + اس طرح کسی بات کا خاص طور پر پتہ نہیں چلتا۔ مگر پیارے پروفیسر مجھے پورا یقین ہے۔ کہ ہمیں پیدا کرنے والا خدا ہی ہے + مجھے امید ہے۔ کہ آپ بھی اس مسئلے پر اچھی طرح غور کریں گے + اگر میں واقعی اس وقت خدا کے گھر جاتا ہوں۔ اور سب روحیں اسی کے پاس پہنچتی ہیں۔ تو میں آپ سے پھر ملوں گا۔ اور مجھے آپ کو دیکھ کر بڑی ہی خوشی ہوگی مجھے بھی شروع میں آپ پسند نہ آئے تھے۔ مگر کلوولی میں مجھے آپ سے خاص محبت ہو گئی + میرا ارادہ تھا۔ کہ میں والد سے کہہ کر آپ کے ساتھ اور کئی برس رہوں۔ مگر جیسمن کی موت نے میرا ارادہ بدل دیا۔ میں نہیں سمجھ سکا۔

کہ اس غریب کو مار ڈالنے سے کیا فائدہ تھا + چنانچہ میں نے قصد کیا۔ کہ اس بات کا پتہ ضرور لگاؤں گا + اچھا اب خدا حافظ + میرا خیال ہے۔ کہ اگر آپ میرے سے اَور کسی بچے کو پڑھانے جائیں۔ تو اسے یہی سکھا دیں۔ کہ ہمیں پیدا کرنے والا ذرہ نہیں۔ بلکہ خدا ہے۔ جو کوئی بات بغیر خاص مصلحت کے نہیں کرتا + آپ کو ضرور بہت کچھ سوچنا ہوگا۔ کیونکہ آپ کی رائیں پختہ ہیں۔ اور آپ نے بہت کچھ پڑھا ہے۔ مگر مہربانی کر کے میری خاطر سے کسی دوسرے لڑکے کی تعلیم کا بیڑا اٹھانے کے پیشتر آپ ضرور پھر اس بات پر غور کریں + آپ کی مہربانیوں کا دلی شکریہ ہے۔ آپ کا ممنون احسان شاگرد۔ لائنل "

پروفیسر کیڈ منگور کے دل پر اس معصوم مگر عجیب بچے کے اس خط نے جس میں اس کی مصائب و تکالیف کا ایسے پر درد الفاظ میں ذکر تھا۔ بڑا ہی گہرا رنج وہ اثر کیا + ان کے جُھریاں پڑے ہوئے رخساروں پر آنسو بہنے لگے۔ ایک بڑے سے زرد ریشمی رومال سے آنسو پونچھ کر یہ ویلسکورٹ کی طرف جو اب غور سے اپنے بچے کی لاش کو دیکھ رہے تھے مُڑے + وہ ان کی طرف مخاطب ہوئے۔ اور دھیمی آواز سے ایک ایک لفظ تول تول کر بولے۔ "کتنی عجیب بات ہے۔ کہ مر کر بھی مشابہت کہیں نہیں جاتی + اس بچے کی آنکھیں بالکل اپنی ماں کا نمونہ ہیں۔ اور مزاج بھی ویسا ہی ہے + وہ ہمیشہ ذلیل باتیں پسند کرتی تھی۔ اس کی آخری التجا مجھ سے سوائے اس کے کچھ نہیں۔ کہ مجھے ایک دہقان کی بچی کی قبر کے نزدیک دفن کر دینا + میں ان

واہیات باتوں کا کچھ خیال نہیں کروں گا۔ اس کی لاش وہیں دفن ہو گی۔ جہاں ہمارے خانداں کی رسم ہے"۔

پروفیسر کیڈمنگور یہ سن کر ویلسکورٹ صاحب کی امید کے خلاف بڑے غصّے میں آ گئے۔ اور بولے "ویلسکورٹ کا دل حقیقت میں پتھر کا ہے، اپنے اکلوتے بچے کی لاش آنکھوں کے سامنے ہوتے آپ اس کی ذرا سی آخری خواہش پوری کرنے سے انکار کرتے ہیں، زندگی میں اس نے کبھی کوئی خواہش ظاہر نہیں کی۔ آپ کے مظالم وہ نہایت ہی صبر اور استقلال سے سہتا گیا، آپ کی سختیاں آخر میں اس کی موت کا باعث ہوئیں، اس کی صحت مدت سے خراب تھی۔ ڈاکٹر ہارٹلی نے مجھ سے کہا تھا۔ کہ اگر حفاظت نہ ہوئی۔ تو اس کی جان کا خطرہ ہے، مجھ سے جہاں تک ہوا۔ میں نے اس کی صحت قائم رکھنے کی کوشش کی۔ میں نے اسے ہر وقت کھیلنے کی اجازت دے دی تھی، میں بھی آپ کے جابرانہ احکام کو بجا لاتے ڈرتا تھا۔ کیونکہ اس کا جسم ہرگز اس قدر کام کی طاقت نہیں رکھتا تھا، اس کا ایسی دردناک موت مر جانا صرف آپ کے ظلم اور ستم کا نتیجہ ہے، مگر یاد رکھئے۔ اگر یہ آخری خواہش اس کی پوری نہ کی گئی۔ تو آپ کی بدنامی کی کوئی حد نہ رہے گی، آپ کو معلوم ہے۔ میری ہر اک تحریر کا اثر عوام دلوں پر کتنا ہوتا ہے، میں اس بچے کی اس طرح خودکشی پر مجبور کر دیئے جانے کے قصّے کو انگلستان بھر میں مشہور کر دوں گا۔ اور یہ بھی سب پر ظاہر کروں گا۔ کہ آپ کے ہی ظالمانہ

سلوک نے آپ کی بیوی کو بھاگ جانے پر مجبور کیا"۔

مسٹر ویلسکورٹ یہ گفتگو سن کر اور پروفیسر کیڈمنگور کا غصّے سے بھرا ہوا چہرہ دیکھ کر سکتے میں رہ گئے۔ اور کہا:۔

مجھے واقعی آپ سے یہ باتیں سن کر سخت تعجب ہے، مہربانی کر کے اتنے پریشان نہ ہوں۔ آپ ہمیشہ میرے ..... لڑکے پر بہت مہربان رہے۔ اور آپ کی یہ خواہش ہے۔ تو مجھے اس کو یہاں دفنانے میں کوئی خاص عذر نہیں۔ بلکہ اس سے تو اس کی دیوانگی زیادہ واضح طور پر ظاہر ہو گی۔ کیونکہ اس کی حیثیت کا کوئی صحیح دماغ لڑکا ہرگز ایک دہقان کی لڑکی کے پاس دفنایا جانا گوارا نہیں کر سکتا، آپ کا یہ الزام۔ کہ میرے جبر اور ستم سے یہ مر گیا بڑا ہی تعجب خیز ہے، کوئی مضبوط دماغ لڑکا پڑھنے سے تھک نہیں جاتا، میں اس کے دماغ کو بہت قوی سمجھتا تھا۔ مگر میری غلطی تھی، اس کی خودکشی میرے لئے سخت تکلیف کا باعث ہو گی۔ گھر میں جستجو اور تحقیقات شروع ہو جائے گی، خیر میں ڈاکٹر کو بلاتا ہوں۔ جس قدر جلدی ان باتوں کا فیصلہ ہو ٹھیک ہے"۔

پروفیسر کیڈمنگور نے اس پلنگ کی طرف اشارہ کر کے جہاں بیچارہ لائنل اب آخری نیند سو رہا تھا۔ کہا "تمہیں اپنے بچے کا ذرا بھی پیار نہیں۔ ورنہ ایسی دردناک صورت سامنے ہوتے آپ کے منہ سے یہ الفاظ نہ نکلتے"۔

"محبت چیز ہی کیا ہے؟ دنیا میں کسی کو کسی سے محبت نہیں ہوتی۔ اور کوئی سمجھ دار باپ اپنی اولاد کو پیار نہیں کرتا، صرف اتنا ہی فرض ہے۔ کہ

Taj Tahir Foundation

دنیا میں اپنے لڑکوں کو کارآمد بنانے کی کوشش کرے، مجھے اس لڑکے سے بڑی امیدیں تھیں۔ مگر اس کا دماغ جس پائے کا میں نے سمجھا تھا نہیں تھا، بہت ہی کمزور۔ شاید کسی حد تک بگڑا ہوا تھا۔ اور اسی دیوانگی کی حالت میں اس نے خودکشی کی، مگر وقت گزرنے پر ثابت ہوگا۔ کہ یہی اس کے لئے سب سے اچھی بات تھی، خیر اب میں ڈاکٹر کو بلاتا ہوں ؂

یہ کہہ کر انہوں نے دو چار بڑے بڑے قدم اُٹھائے۔ اور بڑے اطمینان سے باہر چلے گئے، اب پروفیسر کیڈ منگور جو علم و ہنر کی مجسم تصویر تھے اپنے ننھے شاگرد کی لاش کی طرف بڑے ادب سے بڑھے۔ اور انتہائے رنج و الم میں اس وقت اپنے فلسفے اور سائنس کے تمام اصولوں کو بھلا بیٹھے، اپنے سب سے چھوٹے شاگرد کی لاش جس کی زندگی سے ان کو بڑی اُمیدیں تھیں۔ جس کو تصوّر خیال میں انہوں نے اکثر دنیا کا سب سے نامی آدمی دیکھا تھا۔ ان کے سامنے پڑی تھی، یہ رنج داندوہ سے بھرے ہوئے دل اور آنسو ٹپکتی ہوئی آنکھوں سے اسے دیکھتے رہے، پھر اس کے ٹھنڈے سفید چہرے کو اپنے زانو پر رکھ لیا، بال پیچھے کر کے اس کی پیشانی پر بوسہ دیا۔ اور کہا " بچے تجھے موت نے کس قدر جلدی چھین لیا، تیرے ابا کے خیال میں موت تیرے لئے سب سے اچھی چیز تھی۔ ہاں سچ ہے۔ ایسے باپ اور ماں کے ساتھ جی کر تو کیا کرتا۔ اور شاید ایسے اُستاد کے ساتھ بھی۔ کیونکہ میں نے بھی تیرا دل توڑا، اچھا جس خدا کی تلاش میں تو چلا ہے۔ وہ ہم سب کے گناہ معاف

کرے۔ اور میرے لعل۔ میں وعدہ کرتا ہوں۔ کہ تیری خاطر سے ضرور سوچوں گا۔ کہ تیرے ایسے بچوں کو بجائے ناستک بنانے کے دینی تعلیم دینا۔ اور خدائے عزوجل کے قدموں تک پہنچا کر وہیں چھوڑ دینا اچھا ہے۔ یا نہیں ؟

پھول تو دو دن بہار جاں فزا دکھلا گئے۔ حسرت ان غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے،

معصوم مرحوم کے انتقال پُر ملال کی خبر گاؤں بھر میں دلی رنج و اندوہ اور نہایت قلق و اضطراب کے ساتھ سنی گئی، آج گھر گھر لائٹل کی بے وقت موت اور اس کی مختصر زندگی کی لاانتہا مصیبتوں کا چرچا تھا، گاؤں بھر کے پیر و جوان جنازے کے ساتھ تھے۔ اور آج صبح پھر ایک دفعہ ریوبن ڈیل ایک بڑے ہی پُر درد کام میں مصروف اپنی پیاری بچی کی قبر کے پاس ایک دوسری قبر کھود کر اسی کے کنارے کھڑا ہوا بھری ہوئی آنکھوں سے اس ہجوم کو دیکھ رہا تھا، پروفیسر کیڈ منگور قبر کی دوسری جانب تعظیماً سر جھکائے ہوئے فاتحہ کے زریں الفاظ بغور سُن رہے تھے۔ نرم دل پادری نے کانپتی ہوئی آواز میں کہا " خداوند کریم نے اپنی لاانتہا دانش اور مہربانی سے آج ہمارے اس پیارے معصوم بھائی کو دُنیا سے اُٹھا لیا ہے۔ چنانچہ ہم اس کا جسم خاکی اس پورے یقین کے ساتھ۔ کہ وہ پھر ایک روز زیادہ شان دار صورت میں اُٹھے گا۔ اور خدائے دو عالم کا ایک جزو بنے گا۔ سپردِ خاک کرتے ہیں ؂"

Taj Tahir Foundation

مسٹر ولیسکورٹ حقارت سے ان الفاظ کو سنتے رہے۔ ان کی طبیعت گھبرا رہی تھی۔ کہ ان کو مسیحی مذہب کے قواعد کے مطابق اپنے بچے کے جنازے کی آخری رسمیں ادا کرنی پڑیں۔ اور خداوند کریم کا نام سن کر جب ساری خلقت نے تعظیماً گھٹنے ٹیکے۔ انہوں نے گردن تک نہ جھکائی؂

تھوڑی دیر میں سب گاؤں والے نہایت پُر درد دل کے ساتھ رخصت ہوئے۔ بعض نرم دل عورتیں آنسو پونچھ رہی تھیں۔ اور بعض لوسی کے بے قرار دل کو تسکین دینے کی کوشش میں تھیں۔ مسٹر ولیسکورٹ اور پروفیسر کیڈمنگور بہت دیر تک وہیں کھڑے رہے۔ اور ننھے لائنل کے مردہ جسم کو جو اس وقت پھولوں سے بالکل ڈھکا ہوا تھا۔ دیکھتے رہے۔ ریوبن ڈیل بڑی ہمدردی سے مسٹر ولیسکورٹ کے پاس گیا۔ اور پُر درد الفاظ میں ان کو تسلی دینی چاہی۔ اور کہا "خدا آپ کو صبر دے۔ اس کی مہربانی سے آپ اس سخت صدمے کو سہہ سکیں۔ وہ آپ پر رحم کرے" مسٹر ولیسکورٹ نفرت سے پروفیسر کی طرف مڑے۔ اور پوچھا "کیا کچھ انعام چاہتا ہے؟"

ریوبن ڈیل نے آگے بڑھ کر کہا "نہیں، نہیں صاحب آپ کو غلط فہمی ہوئی۔ میرا یہ مطلب ہرگز نہ تھا۔ ابھی صرف پانچ دن ہوئے۔ میں نے اپنی ننھی بچی کو سپرد خاک کیا تھا۔ اور اگرچہ آپ بڑے آدمی ہیں۔ اور میں بیچارہ ایک غریب مزدور۔ مگر میری اور آپ کی حالت اس وقت یکساں ہے۔ میری چھوٹی لڑکی اور آپ کا عزیز بیٹا ایک دن یہاں ہی آکر کھیلے تھے۔ اس بیچاری کے آخری الفاظ یہ تھے۔ کہ لائنل کو میرا پیار کہنا۔ اور اس کی آخری آرزو یہ ہے۔ کہ جب میں

کے پاس مجھے بھی دفن کرنا۔ خدا کی حکمتیں ہماری عقل سے باہر ہیں۔ اور میں نے صرف آپ کی تسلی کو یہ کہنے کی جرأت کی؂

مسٹر ولیسکورٹ تکبر بھری آنکھوں سے اسے دیکھتے رہے۔ شاید تعجب کرتے تھے۔ کہ یہ مزدور میری اور اپنی حالت میں یگانگت بتانے کی ہمت کرتا ہے۔ پھر بولے "میری تسلی کو؟ میں اس دن کو جب تمہاری لڑکی کے ساتھ میرا بچہ کھیلا۔ اس کی زندگی کا سب سے منحوس دن خیال کرتا ہوں۔ ممکن تھا اگر اسے اس کی موت کا اتنا صدمہ نہ ہوتا۔ تو وہ اس طرح خودکشی نہ کرتا اور خدا کی مصلحت کا مجھے ہرگز یقین نہیں؂

"اچھا!" ریوبن نے کہا "تو مجھے آپ کے ساتھ اور بھی ہمدردی ہے۔ کیونکہ آپ کو اس عظیم صدمے کا برداشت کرنا اور بھی گراں گزرے گا۔ آپ خدا کا یقین کریں یا نہ کریں۔ آپ کا صدمہ بھاری ہے۔ آپ سے بڑا ہی ہونہار لڑکا ہمیشہ کو جدا ہوا؂

مسٹر ولیسکورٹ بغیر جواب دیئے مڑ گئے۔ اور گھر کا راستہ لیا۔ مگر پروفیسر کیڈمنگور ٹھہرے رہے۔ انہوں نے اپنی ٹوپی اتاری۔ اور ریوبن ڈیل کی طرف مصافحے کے واسطے ہاتھ بڑھایا۔ وہ تعجب سے جھکا۔ مگر پروفیسر کی آنکھوں کو دیکھ کر۔ کہ آنسوؤں سے بھری ہوئی تھیں۔ اس نے ان کا مطلب سمجھا۔ اور ہاتھ پکڑ لیا۔ پروفیسر نے کہا "مجھے یہ لڑکا عزیز تھا۔ مجھے دنیا میں کسی سے محبت نہیں۔ مگر اس سے پیار کرنا میں نے سیکھ لیا تھا۔ اس کے والد اس کا

Taj Tahir Foundation

خیال بہت جلد بھلادیں گے - مگر میری آرزو ہے - کہ تم اس کی اس آخری آرام گاہ کو ہمیشہ اچھی حالت میں رکھنا - اور اگر اس کے متعلق کوئی خرچ ہو - تو میں ادا کروں گا"

"خرچ! صاحب اس میں کیا خرچ ہو سکتا ہے؟ اس کا خرچ صرف وہ خون کے آنسو ہوں گے - جو ہمیشہ میری آنکھیں ان دونوں کی قبر پر بہایا کریں گی + میری بچی کی قبر سے لائنل کی قبر کا کچھ تھوڑا سا فاصلہ ہے - اور جب تک میرے دم میں دم ہے - یہی دونوں قبریں سب سے اچھی اور خوب صورت نظر آئیں گی + گلاب اور موتیے کے پھول ہمیشہ ان معصوموں پر سایہ کئے رہیں گے - اور اس میں سوائے تھوڑی سی محبت اور خیال کے کچھ خرچ نہ ہو گا"

پروفیسر نے پھر اپنا ہاتھ بڑھایا - اور مصافحہ کیا "خدا کی برکتیں تمہارے اوپر ہوں" کہتے ہوئے انہوں نے ایک آخری الوداعی - محبت بھری نظر پھر اپنے ننھے شاگرد کی تربت پر ڈالی - اور یاس و حسرت سے سر جھکائے ہوئے گھر لوٹ گئے

اندھیرا ہونے کے پہلے قبرستان سنسان ہو گیا تھا + عبادت گاہ کے ایک کمرے میں تو کوئی شخص بیٹھا ہوا بھجن گا رہا تھا - مگر باہر بالکل خاموشی تھی - صرف ان دونوں نئی بنی ہوئی تربتوں پر جن میں دو معصوم پھول سے بچے ہمیشہ کو میٹھی نیند سو رہے تھے - ایک خوش گلو بلبل مرثیہ خوانی میں مصروف تھی

(مرکنٹائل پریس لاہور میں سید ممتاز علی اینڈ سنز پبلشرز ریلوے روڈ لاہور نے باہتمام منشی الہٰ بخش پرنٹر چھپوائی)

عورتوں کے لئے کتابیں

اختر النساء بیگم - ایک تعلیم یافتہ سگھڑ لڑکی کا قصہ - جو اپنے باپ کی بے پروائی اور سوتیلی ماں کی دشمنی سے بُری جگہ بیاہی گئی - اور سخت مصیبتیں جھیلتی رہی - نہایت دلچسپ اور موثر قصہ ہے - ضخامت ۲۰۰ صفحے - قیمت ۱۲؍ پائی

روشنک بیگم - ایک تعلیم یافتہ خاتون نے ایک ہندوستانی معزز خاندان کے حالات نہایت دلچسپ پیرائے میں لکھے ہیں - اور بتایا ہے - کہ تعلیم کی مدد سے کس طرح عزت - ناموری اور دولت حاصل ہوتی ہے - کتاب بے انتہا دلچسپ ہے ۱۴؍ ۱ پائی

زہرہ بیگم - ایک تعلیم یافتہ متمول خاندان کی لڑکی کا افسانۂ غم - جسے والدین نے دولت کے لالچ میں زندہ درگور کردیا تھا - بے انتہا دلچسپ اور موثر قصہ - حیرت انگیز انداز بیان - ۲۶۰ صفحے - قیمت ۱۴؍ ۱۰ پائی

آہ مظلوماں - اس کتاب میں دو نہایت دردانگیز و عبرت خیز دو قصے ناواجب کثرت ازدواج کے نتائج ہیں - اور بعض بے ... کے ظلم وستم کے آئینے ہیں - قیمت ۱۰؍

حرماں نصیب - ایک ناکام محبت لڑکی کا افسانۂ غم - جو بھائی کے غم میں دیوانی ہو گئی تھی - قیمت ۱۰؍

ملنے کا پتہ

دارالاشاعت پنجاب لاہور

گیلانی الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام بابو نظام الدین پرنٹر چھپی

مصر

(مرکنٹائل پریس لاہو

BRARY
7
Taj Tahir Foundation